فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے؟

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝

ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ قرآن سے اس طرح منہ موڑے ہوئے ہیں
جس طرح بدکنے والے گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ ۷۴:۴۹،۵۱

حصہ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ○ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ○ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ○
ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قرآن سے اس طرح منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جس طرح بدکنے والے گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگ پڑیں۔ (74.49-51)

فتنہ انکارِ قرآن، کب اور کیسے؟

حصہ اوّل

از قلم

عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

عزیز اللہ بوہیو، ساکن خیر محمد بوہیو، براستہ نوشہرو فیروز، سندھ

نوٹ: سندھ ساگر اکیڈمی کی تمام کتب کے حقوق اشاعت کھلے ہیں
ہر شخص شائع کر سکتا ہے بشرط صحت نقل کا خیال رکھا جائے

قیمت: 100 روپے

فقہ کی باریکیوں پر غلط عمل کا انجام

کسی اوسط شرعی مسلمان کو کسی اوسط ہندو جاپانی یا انگریز کافر کے سامنے کھڑا کر دو تو مسلمان آج دور سے اپنی ہر بات میں پریشان حالی کے باعث فوراً پہچانا جائے گا۔ اس کی ٹوپی میلی اور کپڑے چیکٹ ہوں گے، اس کا کلام بے تکا اور پریشان ہو گا۔ اس کے گھر میں اللہ ہی اللہ ہو گا، اس کی بدنی صفائی قابل نفرت ہو گی "**یوم ابیضت وجوہ و اسودت وجوہ**" کا سماں ہو گا، اس کی کہی ہوئی بات جھوٹ آمیز ہو گی، اس کی ساکھ کچھ نہ ہو گی، وہ اپنے شرعی غسل کے باوجود ناپاک ہو گا، اس کی داڑھی سے پانچ وقت وضوع کے باوجود بو آتی ہو گی۔ اس کے دانت روزانہ مسواک ہوتے ہوئے متعفن ہوں گے، اس کے گھر کے اندر کوڑے کے ڈھیر ہوں گے، اس کے کھانے پر مکھیاں بیٹھی ہوں گی، اس کے بچے گندی گالیاں نکالتے ہوں گے، ان کے منہ میں غلیظ اور خلاف تہذیب باتیں ہوں گی۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان کی معاشرتی تخیل کی ہوا اس قدر بگڑ چکی ہے کہ وہ ان فقہی مسائل کی ایک سطحی اور کورانہ تقلید کے باعث اپنے آپ کو بے گمان، پاکیزہ اور جنت کے گدوں پر بیٹھنے کا حقدار سمجھتا ہے اور ہندو اور انگریز کو بے شک جہنم کا ایندھن۔

علامہ عنایت اللہ خان المشرقی

فہرست

1 مقدمہ 2
2 قرآن حکیم کی سلامتی میں شک ڈالنے کی چال 35
3 قرآن حکیم کی معنوی تحریف 37
4 امام بخاری اور اس کے استاد اماموں کا ختم نبوت پر ڈاکہ 43
5 استخارہ 50
6 امام بخاری اور اس کے حدیث ساز راوی استادوں کا نبی پاک پر بہتان 57
7 امام بخاری کے تبرائی تیروں سے رسول اللہ بھی نہ بچ سکے 63
8 بخاری وزہری قدس سرہ کا امہات المومنین پر تبرا 69
9 امام بخاری کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی 75
10 بخاری کی فقہ اس کے عنوانات میں ہے 79
11 علم حدیث کی آڑ میں تبرا 82
12 بخاری کی پہلی حدیث ہی صحابہ دشمنی پر مبنی ہے 85
13 انقلابیوں کی نظر میں ہجرت کی اہمیت گھٹانے کی سازش 101
14 قاری امام کے پیچھے چلنے کی وصیت 104
15 نابالغ بچوں کا نکاح 107
16 امام ابوحنیفہ بھی ہر قسم کی حدیثوں کی بنیاد پر فقہ بناتے تھے 108
17 امام شافعی کی فقہ اور اس کی ماخذ حدیثیں 115
18 مسند امام احمد بن حنبل سے فقہ سازی کی ایک اور حدیث 125
19 امام مالک کی فقہ 137
20 فقہ جعفری 148
21 امامی مذہب میں قرآن حجت نہیں 150

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

انسان اپنے بیج وتخلیقی خمیر اور طین لازب میں کچھ ایسے اوصاف ذمیمہ لئے ہوئے ہے جو اجتماعیت عمومی میں امن وسکون سے رہنے میں خود انسان کو نہایت پریشان رکھتے ہیں۔ ان بری جبلتوں کو خود قرآن نے بھی گنوایا ہے کہ انسان طبعی مزاج میں ''**ھلوعا**'' ہے یعنی حریص، بخیل، ہروقت ایسے بھوکے کی طرح ہے جس کا پیٹ بھرنے کا نام ہی نہ لیتا ہے، چاہے کتنا مال چھپالے۔ اور فرمایا کہ یہ جانور ''**ھمزہ**'' بھی ہے یعنی موقع بے موقع فساد بھڑکانے کے لئے کسی نہ کسی کو اکساتا رہتا ہے اور یہ ''**لمزہ**'' بھی ہے یعنی اپنے لئے مال جمع کرنے کا ایسا رسیا ہے کہ ہروقت اس کھوج میں رہتا ہے کہ میرا بنک بیلنس آج کتنا بڑھا؟ قرآن پاک نے بتایا ہے کہ یہ آدمی ''**مناع للخیر**'' بھی ہے یعنی بھلائی سے روکنے والا بھی ہے۔ اور فرمایا کہ یہ ''**معتد**'' بھی ہے یعنی خواہ مخواہ ہر کسی سے زیادتی کرنا اس کا مرغوب مشغلہ ہے اور فرمایا کہ یہ انسان ''**اثیم**'' بھی ہے یعنی ایسا مجرم جو پورے اجتماع کو رجعت کی طرف دھکیلنے والا ہو اور فرمایا کہ یہ انسان ''**عتل**'' بھی ہے یعنی تشدد کے ذریعے لوٹ کھسوٹ اور استحصال کرنے والا۔ قرآن حکیم نے انسان کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ ''**زنیم**'' بھی ہے یعنی خواہ مخواہ کسی پرائے قبیلے کی نسل سے خود کو متعارف کرانے والا تاکہ ایسی جھوٹی رشتہ داری اور جعلی نسبی قرابت سے مخصوص مرتبہ اور مقام چھپانے کی خاطر حیلہ بازی کرنا۔

انسانی جبلت کے اس قرآنی تعارف کے بعد پوری انسانی کھیتی کے لئے قرآن حکیم کی ایک مجموعی رائے ہے کہ **اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ** 103/2 یعنی بے شک انسان خسارہ میں ہے۔ تو انسان کی جبلی بے مہار آوارگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے خسارے سے بچانے کے لئے اپنی طرف سے وحی کردہ تعلیمات سے ایسے سنبھالا ہے جیسے باپ اپنے بچے کی انگلی پکڑ کر چلتا ہے کہ کہیں یہ گر کر چوٹ نہ کھائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی والی تعلیم انسان کو اس کی پوری زندگی کے لئے انگلی سے پکڑ کر چلانے والی تعلیم ہے تاکہ وہ کہیں ٹھوکر نہ کھائے۔ لیکن انسانی مزاج کے تعارف میں آپ نے ابھی قرآن حکیم کے جو الفاظ پڑھے ہیں اس لحاظ سے اس اجتماعی فوز وفلاح کی قرآنی رہنمائی، وحی کی

رہنمائی کا دشمن انسان جو صرف اپنی ذات کے لئے اور اپنے انفرادی مفادات کیلئے ہی سوچتا ہے اس نے ہمیشہ اپنی اجارہ داری اور مال ودولت سمیٹنے کی ہوس کے سامنے صرف وحی کی تعلیم کو رکاوٹ سمجھا تو ہمیشہ سے اس نابکار **جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ** کے پرستار، بھوکے سرمایہ پرست نے اپنی سازشوں اور قارونی وسیلوں سے انبیاءؑ کی تعلیم اور وحی والی میراث کو صفحہ ہستی سے ایسا مٹا ڈالا کہ آج خود ابراہیمی نسل اور فکر کے وارث، علمبردار اور جانشینوں کے پاس ایک بھی ابراہیمی صحیفہ موجود نہیں اور موسیٰؑ کے جانشین کہلانے والوں کے پاس عہد نامہ عتیق کا ایک بھی صحیفہ اپنی اصل زبان میں اور اصل حالت میں صفحہ ہستی پر موجود نہیں۔ ان علمبرداران موسویت اور عیسویت نے اپنے علم آثار قدیمہ کے فن سے لاکھوں اور کروڑوں سالوں کے دفینہ جات کھود نکالے ہیں لیکن چند ہزار سالوں کی گم گشتہ زبان عبرانی اور سریانی کے ابراہیمی، موسوی اور عیسوی اصل صحیفے ان کو کہیں نہیں مل رہے۔

دیکھا آپ نے کہ یہ انفرادیت پرست سرمایہ دار اور جاگیردار کتنا زہر سے بھرا ہوا جانور ہے جس نے انبیاء کی وحی والی تعلیم کے اصل صحیفے تو اپنی جگہ بلکہ جن زبانوں میں وہ نازل ہوئے تھے ان کے حروف تہجی تک گم کر دیئے ہیں وہ الواح جن پر عبرانی وسریانی زبان کے حروف تہجی تھے وہ کہیں بھی نہیں مل رہی ہیں۔ آج کل جو زبور، تورات اور انجیل مارکیٹ میں دستیاب ہیں وہ غیر منزل اور غیر زبان میں ہیں۔ جن کے کئی ایڈیشن آپس میں بھی متفاوت ہیں جبکہ ایسے نقلی کلام کو پرکھنے کے لئے قرآن حکیم نے کسوٹی پیش کر دی ہے کہ۔ **وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا** 4/82 یعنی جو کلام اللہ کے سوا کسی اور کا ہوگا اس میں جا بجا اختلافات ہوں گے۔ سوائے قرآن حکیم کے انبیاء کی طرف منسوب باقی تمام کتابوں کا یہی حشر کیا ہوا ہے کہ ان کے مفہوم اور متن میں اختلافات ہیں۔

آئیں اب ذرا دیکھیں کہ اہل فارس کے حدیث ساز اور قرآن دشمن اماموں نے متن قرآن کے بارے میں کتنی یاوہ گوئی کی ہے۔ جس کے ذریعے سے پڑھنے والوں کو ورغلایا ہے کہ یہ قرآن دور نبویؐ والا اصل قرآن نہیں ہے۔ لیکن پہلے ان کی اس ہنر مندی اور دھوکے بازی کے فن کے بارے میں مختصر گزارش یہ ہے کہ اہل فارس کی شکست خوردہ جاگیردار اور سرمایہ دار شاہی کے دانش ور مافیا نے یہ طے کیا تھا کہ مسلم امت اور عربوں کی

طاقت کا راز ان کو ملی ہوئی کتاب وحی یعنی قرآن حکیم میں ہے جس کی تعلیمات اور اس سے قائم شدہ مساویانہ معاشرہ کو سماجی ڈھانچہ میسر ہوا ہے۔ جس نے اپنی پڑوسی قوموں روم و فارس کے لوگوں کو متاثر اور گرویدہ کیا اور ان قارونی وفرعونی زار شاہیوں کے ستائے اور ڈسے ہوئے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پڑوسی عرب قرآن حکیم ملنے کے بعد حاکمیت کا وہ مفید تصور لے آئے ہیں جس میں حکمرانی قانون کی ہے اور ان کے حاکم بھی اس قانون کے سامنے ایسے مطیع ہیں جیسے کہ عام شہری ہوں اس مسلم امت کے جنرل ہوں، گورنر ہوں یا اعلیٰ عہدہ دار امیر المومنین خلیفۃ المسلمین ہو۔ یہ سب کے سب ایسے ہیں جو رعیت کے ادنیٰ سے ادنیٰ شہری کے ساتھ مٹی پر بیٹھتے ہیں۔ ان کے ساتھ گلے ملتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر زانو پر روٹی رکھ کر کھاتے ہیں ان کو غریبوں سے محبت ہے اور یہ غریبوں کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ یہ خود کو بھی محکوم سمجھتے ہوئے قانون کو آقا اور بالا دست سمجھتے ہیں۔ جبکہ فارس کا بادشاہ خود کو خدا کہلواتا ہے۔ اس کے درباری سردار غریبوں سے نفرت کرتے ہیں۔ غریب کی کیا مجال کہ تخت شاہی کے مکین کی زیارت بھی کر سکے، اگر کسی بخت آور کو زیارت کا شرف مل بھی جائے تو زیارت کی ابتدا کا شاہی ادب یہ ہے کہ وہ شاہی دربار کی دہلیز پر سجدہ تشکر ادا کرے۔

لہذا یہ جان لینا چاہئے کہ روم وفارس کو ان کے چرواہوں، عربوں نے فتح نہیں کیا تھا بلکہ عربوں کو ملی ہوئی کتاب وحی یعنی قرآن حکیم نے فتح کیا تھا۔ قرآن حکیم کی تعلیمات اور انسانی مساوات کی ثقافت نے اہل فارس کو اسلام کا گرویدہ بنایا تھا۔ یہ کوئی عربوں اور فارسیوں کی جنگ نہیں تھی یہ دو نظاموں کی جنگ تھی۔ ایک نظام تھا انسانوں کو غلام بنا کر ذلیل ورسوا کرنے والا جس کے حامل تخت روم وفارس کے بادشاہ تھے اور دوسرا نظام تھا انسانیت کے گلے سے طوق غلامی اور زنجیروں کو توڑ کر آزاد کر کے ہر حاکم وقت کے برابر بٹھانے والا۔ تو روم اور فارس جو چکی کے دو پاٹ تھے اور ان کے درمیان محکوم و مقہور انسان، دانوں کی طرح پس رہے تھے اس مظلوم انسانی آبادی نے اپنے پڑوس میں جب یہ دیکھا کہ وحی کی تعلیم والا قرآنی آئین انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور اس آئین کے علمبردار محمد بن عبداللہ کی رسالت کا تعارف قرآن حکیم نے یوں کرایا ہے کہ۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ 7/157

یعنی محمد کی ڈیوٹی از روئے قرآن یہ ہے کہ وہ محکوم اور پچھاڑے ہوئے لوگوں کو غلامی کے بوجھ سے واگزار کروائے اور ان کے گلوں میں پڑی ہوئی غلامی کی زنجیریں اور طوق توڑ ڈالے۔

دنیا والو! آپ کو معلوم ہے کہ روم اور فارس کی فتح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ کشش انسان دوست نظام کی ہے کسی کی شخصی کرامت نہیں۔ روم اور فارس کے حکمرانوں نے عربوں سے شکست نہیں کھائی بلکہ روم اور فارس کے غلام ساز، انسانیت دشمن نظام نے اسلام کے انسان دوست نظام سے شکست کھائی ہے اور روم وفارس کے عوام نے وحی کی تعلیم کو لبیک کہا ہے۔

اس ماجرا میں فتح اور شکست کی نسبت نظاموں کی طرف ہے، قوموں کی حیثیت علامتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ عرب اہل فارس کے مقابلہ میں ہمیشہ سے کمزور اور ان کے زیر دست رہے ہیں اور رومیوں کے مقابلہ میں بھی ہیچ اور کمزور رہے ہیں۔ لہٰذا ان کمزوروں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کی تعلیمات کا امین بنا کر دنیا کے فرعونوں، قارونوں اور ہامانوں کے مقابلہ میں کھڑا کیا اور کامیاب وکامران کیا تاکہ تاریخ کے اوراق میں یہ محفوظ ہو جائے کہ ظلم کے نظام کے علمبرداروں کے مقابلہ میں عدل کے نظام کے علمبردار جیت گئے اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا پرانا دستور ہے کہ:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ 2/249

اللہ کسی باز کے مقابلہ میں چڑیا کو فتح دلانے کے ڈھنگ بھی سکھاتا ہے۔

اب میں واپس اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں کہ اہل فارس کے عوام نے قرآنی انقلاب قبول کر کے اسلامی فوجوں کا ساتھ دے کر اور انہیں ساتھ لے کر خود اپنا ملک فارس فتح کرایا اور فتح کے بعد ایک کافی عرصہ تک صحیح انقلابی راہوں پر چلتے آئے۔ لیکن اہل فارس کے وہ لوگ جو دربار فارس کی طرف سے بڑے عہدوں پر فائز تھے، سرداری اور وزارتوں کے منصب پر فائز تھے اور شاہی کنگن پہننے والے اساورہ اعزاز یافتہ تھے جنہیں عوام کی لوٹ کھسوٹ سے حصہ ملتا تھا ان لوگوں کو فارس میں اسلامی انقلاب کی وجہ سے سابقہ من مانیوں سے محروم ہونا پڑا تو اس سابق اقتداری ٹیم کے معزول ٹولہ نے فتح فارس کے بعد سے ہی

شکست کا بدلہ چکانے کے لئے اپنی مہمات ترتیب دیں جن کا اصل راز اور خاص مقصد یہ تھا کہ دنیا والوں تک اس قرآن حکیم کو نہ پہنچنے دیا جائے جس نے انہیں شکست سے دوچار کیا ہے۔

اس راہ میں ان کی پہلی سوچ یہ تھی کہ قرآن حکیم کو تورات اور انجیل کی طرح غیر کتابی کردیں اگر ایسا نہ ہوسکے تو کم از کم وحی کے معانی اور مفہوم بدل دیں جس سے پھر ان کا سرمایہ پرستی اور جاگیرداری کا نظام قائم ہونے میں رکاوٹیں دور ہوجائیں۔ لہٰذا انہوں نے اپنی اس ہوس کے لئے آیات قرآنی کے منسوخ ہونے کی حیلہ بازی ایجاد کی اور اس تمسخ کی شعبدہ بازی سے سات آٹھ سو آیات کو منسوخ قرار دیا اور پھر قرآنی الفاظ کے اصلی حقیقی انقلابی مفاہیم اور معانی بدلنے کی مہم چلائی اور اس محرفانہ مہم کو بھی احادیث رسول کی آڑ میں بام عروج اور شرف قبولیت تک پہنچایا۔ ان لوگوں نے قرآن حکیم کے معانی اور مفاہیم بدلنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو ناجائز استعمال کیا اور ان کے نام مبارک اور ان کے اصحاب کے نام پر ایسا علم حدیث ایجاد کیا جس کے ذریعے قرآن کی تعبیریں بدل ڈالیں۔ نہ صرف اتنا بلکہ ان قرآن مخالف تعبیروں کی روشنی میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دور زندگی کو اور اصحاب رسول کے زمانہ زندگی کو قرآن کی تعلیمات کی یکسر مخالفت میں پیش کیا۔ ان حدیث ساز اماموں نے قرآنی ہدایات کے خلاف زندگی قوانین اور کلچر کو رواج دینے والا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کو بنایا ہے اور قرآن کے معانی و مفاہیم کو بدلنے والا بھی ان حدیث سازوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے اور اس علم حدیث کو انہوں نے وحی خفی، وحی غیر متلو اور مثلہ معہ کے القاب اور عنوان دے کر قرآن ثانی بنانے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ ان لوگوں کی ان جملہ خرافات کو قرآن حکیم ایک ہی ٹھوکر سے خس و خاشاک کردیتا ہے وہ اس طرح کہ

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا 4/82

یعنی جو کلام غیر اللہ کا ہوتا ہے، جو کلام وحی کردہ نہیں ہوتا وہ اختلافات سے بھرا ہوا ہوتا ہے، اختلافات کا پلندہ ہوتا ہے۔ وہ کلام مسندات اور امام لوگوں کی مؤطاجات میں بٹا ہوا ہوتا ہے۔ اس غیر اللہ کلام سے فرقے بنتے ہیں، گروہ بنتے ہیں واحتیں اور ملتیں اماموں میں بٹ کر وحدت کھو بیٹھتی ہیں تو ایسا حدیثوں والا علم وحی کا ہم نام اور ہم مقام نہیں ہوسکتا۔

میں اس مختصر دعویٰ کہ جس علم حدیث کے ذریعے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول کو قرآن کے خلاف عمل کرنے والا ثابت کیا گیا ہے، کے سلسلہ میں مثال عرض کرنے سے پہلے گزارش کرتا ہوں کہ ان قرآن دشمن لوگوں کے فن اور طریقہ واردات پر نظر ڈالیئے کہ اہل فارس کے حدیث ساز اور حدیث باز قرآن دشمن لوگوں نے اپنے جملہ تنظیمی اور تحریکی ممبران کو کئی ناموں سے فرقوں اور فقہوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور ہر فرقہ و گروہ کی حدیثیں جدا جدا ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ یہ ایک دوسرے کے مخالف لوگ قرآن دشمنی میں بالکل متفق اور متحد ہیں۔ آپ حیران ہوں یا نہ ہوں میں ان کے اس اتحاد پر حیران نہیں ہوتا کیونکہ میں شرح صدر سے سمجھ گیا ہوں کہ ان کا ایک دوسرے سے اختلاف نمائشی ہے۔ حقیقی طور پر ان سب کا مشترکہ مشن قرآن دشمنی ہے جسے یہ لوگ آج تک تقیہ کی چھتری تلے چھپائے ہوئے ہیں۔

ایک مثال یہ ہے کہ امام خمینی کی کتاب کشف الاسرار کے صفحہ نمبر 118 پر حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں پڑھ کر دیکھیں کہ امام خمینی نے اسے امام بخاری کی حدیثوں کے ذریعے مخالف قرآن ثابت کیا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 117 پر سیدنا عمرؓ کو امام خمینی نے امام مسلم کی حدیثوں کے حوالے سے مخالف قرآن ثابت کیا ہے اور یہ بحث لکھتے ہوئے خمینی صاحب نے بخاری اور مسلم کے اہلسنت ہونے کے قد و قامت اور حیثیت کو بڑی اہمیت سے پیش کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم کی شیعت اور شیعی تحریک کے لئے خدمات اتنی ہیں کہ امام خمینی ان کے سامنے طفل مکتب لگتا ہے۔

اہل فارس کے اس امامت نامی گروہ جو قدس سرہٗ کی خفیہ اصطلاح کا حامل ہے یعنی وہ اپنے ممبر ساتھیوں کے ناموں کے ساتھ قدس سرہٗ لکھ کر آنے والوں کو سگنل دیتے تھے کہ یہ شخصیت بھی ہماری تنظیم کی ممبر ہے تو گویا قدس سرہٗ کے معنی ہیں کہ اس کی تقیہ بازی والے راز کا پردہ محفوظ ہے اور یہ پہچانا نہیں گیا وغیرہ وغیرہ۔ اس حقیقت کو اگر آپ جناب رئیس احمد جعفری شیعہ عالم کی کتاب سیرت آئمہ اربعہ میں پڑھ کر دیکھیں گے تو ان کی آپس میں رشتہ داری معلوم ہوجائے گی۔

امام خمینی نے امام بخاری کی حدیث کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے بی بی فاطمہؓ کے مطالبہ میراث رسولؐ کے جواب میں رسول کی حدیث پڑھی کہ ہم نبیوں کا کوئی وارث نہیں

ہوتا ہمارا جملہ ترکہ صدقے میں دیا جائے۔ خمینی صاحب نے اس جوابی حدیث کو قرآن کی آیت وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ 27/16 کے ذریعے غلط ثابت کر کے سیدنا صدیق اکبرؓ کو منکر اور مخالف قرآن ثابت کر دیا ہے۔ ہمیں عجب لگتا ہے کہ امام خمینی اپنی اسی دلیل سے امام بخاری کی اس حدیث کو خلاف قرآن قرار دے کر غلط کہہ سکتا تھا۔ لیکن اس نے امام بخاری کی آدھی حدیث جس سے صدیق اکبرؓ کو مخالف قرآن ٹھہرایا جا سکے اسے تو قبول کر لیا لیکن اس کے بجائے یہ نہیں فرمایا کہ بخاری کی یہ حدیث جعلی ہے کیونکہ خلاف قرآن ہے۔

جناب محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ خمینی صاحب امام بخاری کی جو روایت خلاف قرآن ہے اور اس کا مخالفت والا حصہ جو صدیق اکبرؓ کی طرف منسوب ہے اسے تو خمینی صاحب نے بہانہ بنا کر سیدنا اکبرؓ کو قرآن مخالف بنا ڈالا لیکن امام بخاری اور اس کے حدیث ساز استادوں کے لئے یہ نہیں کہا کہ ان لوگوں نے یہ خلاف قرآن حدیث گھڑی ہے۔ یعنی بخاری اور اس کے حدیث ساز اساتذہ تو خمینی صاحب کیلئے مقدس ہیں صرف صحابی رسول اور خلیفہ اول قرآن کا مخالف ہے۔ دیکھا آپ نے کہ امام بخاری اور اس طرح کے جملہ حدیث ساز اماموں اور خمینی صاحب کا آپس کا رشتہ کس طرح ثابت ہو گیا ہے!

جہاں تک خمینی صاحب اور اس کے ہمنواؤں کا یہ موقف ہے کہ بخاری کی اس حدیث کو جو اہلسنت مانتے ہیں ان کے لئے یہ درست ہے، عزیز اللہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے نہیں تو میری عرض بھی صرف اتنی ہے کہ یہ اہلسنت بھی تو مخلصین شیعہ میں سے ہیں جس کا ثبوت جناب رئیس احمد جعفری کی کتاب میرت آئمہ اربعہ میں موجود ہے۔ یعنی شیعہ مارکہ شیعہ اور سنی مارکہ شیعہ اس مسئلہ میں امام بخاری کے موقف کے یکساں حامی ہیں کہ اصحاب رسولؐ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ نعوذ باللہ۔

اگر میں یہ بات اہلسنت کے بارے میں غلط کہتا ہوں تو وہ اپنے مدرسوں کے درس نظامی میں مسلمانوں کی اولاد کو بخاری کیوں پڑھا رہے ہیں؟ جس میں اصحاب کرام کی مرتد والی بات موجود ہے۔ ایسی دشمن رسولؐ اور دشمن اصحاب رسول کتاب کو انہوں نے اپنے نصاب سے خارج کیوں نہیں کیا؟ حالانکہ اصحاب رسولؐ کے بارے میں رب کا فرمان ہے۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ و اعد لھم جنٰت تجری تحتھا

الانھر خٰلدین فیھا ابدًا (۹/۱۰۰) اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مثالی انسان تھے۔

امام خمینی صاحب نے سیدنا عمرؓ کو امام مسلم کی روایت سے مخالف قرآن ثابت کیا ہے۔ مسلم کی وہ حدیث کہ سیدنا عمرؓ نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے جبکہ امام خمینی کے نزدیک متعہ قرآن کے حوالہ سے جائز اور حلال ہے۔ میں اس بحث کو بڑھانے کی بجائے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ متعہ کے حرام ہونے کی ایسی احادیث سیدنا عمرؓ سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے حدیث کی کتابوں میں لائی گئی ہیں تو خمینی صاحب کے استدلال کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح مخالف قرآن ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس حدیث ساز گروہ کا اپنا مقصد ہی کچھ اور ہے۔ یہ لوگ رسولؐ سے منسوب ایسی خلاف قرآن باتوں پر اسے مخالف قرآن کہنے کی بجائے یہ کہتے ہو نگے کہ رسولؐ کے خلاف قرآن اعمال سے قرآن کی ایسی آیت کو منسوخ سمجھنا چاہیے۔ ان اماموں کی احادیث میں رسول اللہ سے منسوب ایسی کئی احادیث ہیں جن میں انہیں خلاف قرآن عمل کرتے ہوئے اور فرمان جاری کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور ایسی احادیث سے اس امامی گروہ کا مقصد قرآن کو ناقابل عمل اور مشکل کتاب ثابت کرنا ہے۔

☆☆☆

کل کے سامراج نے ہماری علمی میراث میں ملاوٹ کا جو بیج بویا تھا آج کا سامراج اس کی فصل کاٹ رہا ہے۔

....

کافی عرصے سے ایک برطانوی سی آئی ڈی آفیسر ہمفرے کی ڈائری کے کچھ نوٹس مختصر کتابچے کی شکل میں کتابی دنیا میں گردش کر رہے ہیں۔ اس کے کچھ تراجم انگلش سے عربی اور اردو میں میری لائبریری میں موجود ہیں۔ مجھے یہاں اس کے حوالے سے کئی اہم باتوں میں سے صرف ایک بات نقل کرنی ہے وہ یہ کہ اس میں ہمفرے نے لکھا ہے کہ حکومت برطانیہ نے اپنی انٹیلی جنس سروس کو ہدف دیا تھا کہ پوری دنیا سے ایک سو سال کے اندر اسلام کا مکمل

خاتمہ کرنا ہے اس کے لئے پہلے ان کی خلافت تحریک کو ختم کرنا ہوگا۔

ہمفرے نے ایک یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ حکومت انگلشیہ نے اپنی نو آبادیوں میں حکمرانی کس طرح کرنی ہے؟ لہٰذا اپنی بیوروکریسی کی تربیت اور ہدایات کے لئے دو بڑی ضخیم کتابیں تیار کی گئی تھیں۔ ایک عمومی نو آبادیوں کے لئے اور دوسری خاص مسلمانوں کے علاقوں میں کام کے لئے۔

مجھے برٹش حکومت کے ہدف کے بارے میں کچھ گزارش کرنی ہے لیکن پہلے ان کے بڑے فرقے کیتھولک کے سربراہ پوپ جان پال کا دوسرا ہدف بھی ملاحظہ فرمائیں وہ یہ کہ جب وہ 2001ء میں ہندوستان کے دورہ پر گئے تھے تو غالباً ہماچل پردیش میں تقریر کرتے ہوئے اس نے فرمایا کہ "عیسائیت نے پہلے ہزار سال MILLENNIUM میں یورپ کو اپنی لپیٹ میں لیا اور دوسرے ہزاریے میں اس نے براعظم افریقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اب تیسرے ہزاریے میں براعظم ایشیاء پر عیسائیت چھا جائے گی" کافی عرصہ پہلے افریقہ میں اسلامی تعلیمات کے مبلغ اعظم جناب احمد دیدات صاحب جب پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے تھے تو انہوں نے روزنامہ جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "پاکستان کے صوبہ پنجاب میں عیسائی تبلیغی مشنریوں کے جو اعداد و شمار مسلمانوں کے عیسائیت میں داخل ہونے کے ملتے ہیں وہ خطرناک حد تک پریشان کن ہیں"۔ میرے ساتھ سید غلام مصطفٰی شاہ مرحوم سابق مرکزی وزیر تعلیم نے رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کی قیادت اور رائیونڈ میں عیسائیوں کے گرجا کی تبلیغی سرگرمیوں میں ہر دو کے مخصوص ہمدردانہ رشتوں پر بھی روشنی ڈالی اور سائیں جی ایم سید کے حوالے سے یہ بھی بتایا کہ رائیونڈی چھاپ اسلامی تبلیغ کی مالی امداد اور سرپرستی عالمی عیسائی طاقتوں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں کس طرح ہوتی ہے؟

میری یہ گستاخی نظریہ پاکستان کے کرائے کے محافظین جماعت اسلامی اور ان کے ہمنواؤں کو ناگوار گزرے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تم لوگوں نے شور مچا کر جب انڈونیشیا میں احمد سوئیکارنو کو بے دین اور قوم پرست اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر اقتدار سے محروم کر کے قید میں مروا دیا تو تمہارے اسلام پسند سوہارتو کے دور حکومت میں پاکستان کے مسلمانوں کی طرف جو امام مہدی شکم مادر میں نازائدہ بھیجا گیا تھا وہ بھی اخبار بین

حضرات بھولے نہیں ہوں گے۔ بہر حال کم عمر اور بے خبر اہل مطالعہ کو آگاہ کرنے کی غرض سے اس تحفہ کے پس منظر پر لکھنا مناسب لگتا ہے کہ قرب قیامت میں امام مہدی کے آنے کا عقیدہ شیعہ اور اہل سنت دونوں گروہوں کا متفقہ ہے۔ یہ عقیدہ خلاف قرآن بھی ہے اور اس سے ختم نبوت کا عقیدہ ٹوٹ جاتا ہے اور قرآن کے بارے میں جامعیت و دائمی ہدایت ہونے کا عقیدہ بھی بھسم ہو جاتا ہے۔

انڈونیشیا میں سوہارتو کی حکومت آتے ہی ایک حاملہ عورت جس کے زچگی کے دن قریب تھے یا ایسے ہی کسی فنکاری سے اس کا پیٹ اتنا بڑا دکھایا گیا تھا اسے پاکستان بھیجا گیا اس عنوان کے ساتھ کہ اس کے پیٹ میں امام مہدی ہیں اور امام صاحب تولد فرمانے سے پہلے ہی ماں کے پیٹ میں آذان بھی دیتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔ امام صاحب تولد فرمانے سے پہلے پیٹ کے اندر سے صدر سوہارتو سے ملاقات کر کے آئے ہیں اور پاکستان میں سوہارتو کے ہمزاد صدر یحییٰ خان سے ملاقات کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد وہ حرمین شریفین جائیں گے وہاں حج کے موقع پر اسے ماں کے پیٹ میں بارھواں تیرھواں مہینہ ہوگا تو ان دنوں میں کعبہ کے اندر تولد فرمائیں گے۔ ویسے تو بارھویں تیرھویں مہینے میں گھوڑیاں بچے جنتی ہیں لیکن اس نام نہاد امام مہدی کی ماں انسان دکھائی دے رہی تھی۔ پورے ملکی اخبارات اس امام نازائدہ کی خبروں سے ان دنوں ہر روز بھرے ہوتے تھے۔ اخبارات میں اس نام نہاد امام مہدی کی ماں کا جو فوٹو چھپا تھا اس میں وہ سوئی ہوئی دکھائی گئی تھی، پیٹ بہت ابھرا ہوا تھا فوٹو میں دونوں زانو کھڑے دکھائے گئے تھے۔

اس زمانے میں ٹیلی ویژن عام نہیں تھا البتہ ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر عام تھے۔ اس عورت کے پیٹ کے اندر سے امام صاحب کے اذان دینے کی جو خبر اخبارات نے چھاپی تھی اس کے بارے میں آزاد مبصرین کہتے تھے کہ یہ آواز کسی باہر کے چینل کی ہونے کی بجائے اندام نہانی میں سیٹ کئے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کی ہو سکتی ہے جو توہم پرست مسلمانوں کو اُلو بنانے کے لئے انڈونیشیا کے عیسائی پادریوں نے کھیل رچایا ہے۔ شیعوں کا امام تو ان کے عقیدہ کے مطابق پیدا شدہ ہے جو غاروں میں غائب ہے اس کی عمر آج یکم اگست 2004ء کے حساب سے بارہ سو ستر سال بنتی ہے۔ کیونکہ اس کی ولادت 15 شعبان 255ھ کو ہو چکی ہے جبکہ سنیوں کے امام مہدی نے مستقبل میں پیدا ہونا ہے۔ لہٰذا ان دنوں

اہلسنت کے علماء نے اخبارات میں اس انڈونیشیائی امام مہدی کے بارے میں دھیمے طریقے سے اختلاف شائع کرایا حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سارے شیعہ سنی مسلمان اس مذاق کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے لیکن ایسا نہ ہوا۔ شائد اس لئے کہ ان کے عقیدہ پر بحث کھل جاتی اور وہ اسے ثابت کرنے اور منوانے میں علمی لحاظ سے ناکام ہو کر لینے کی بجائے دینے میں عاجز ہو جاتے۔

جناب قارئین! میرا خیال ہے کہ آپ اس مذاق کا پس منظر سمجھ گئے ہونگے۔ جو یہ ہے کہ مسلمان انڈونیشیا کی آزادی کی جنگ لڑنے والے احمد سوئیکارنو کو معزول کرنے کے حادثہ کو بھلا کر سامراج کے پٹھو سوہارتو کو امام مہدی کی بابرکت آمد کا استقبال کرنے والا حامی و ناصر گردانیں۔

امام مہدی کا تصور بھی ہر دور میں سامراج نے عجیب معنوں میں استعمال کیا ہے۔ جس طرح جنگ عراق شروع کرنے سے پہلے امریکی صدر بش نے صدر صدام کو ہتھیار ڈال کر پیش ہونے کے لئے 48 گھنٹوں کی آخری مہلت دی تھی اس دوران یہاں کراچی شہر کی دیواروں پر بہت بڑے پیمانہ پر چاکنگ کرائی گئی کہ امام مہدی چاند پر ہے۔ امام مہدی کعبہ کے خزانے تقسیم کریں گے، امام مہدی کی شکل حضرت علی سے مشابہ ہوگی، امام مہدی اصلی اور نیا مذہب پیش کریں گے، امام مہدی کے آنے پر شک کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جناب عالی! ہر کتبہ کے آخر میں بریکٹ میں اہلحدیث لکھا ہوا تھا اور یہ چاکنگ کرانے والی کسی تنظیم یا جماعت کا نام نہیں لکھا گیا تھا۔ میں نے اس چاکنگ کی اصلیت پر ان دنوں لکھا تھا کہ یہ اس طرح ہے جیسے ہمارے سندھی سماج میں بچے جب اچھے خاصے سمجھ بوجھ والے ہو جاتے ہیں یعنی دو تین سال کی عمر میں ان کا ختنہ رسم طہر کرائی جاتی ہے تو حجام کے اپریشن سے ڈر کر جب وہ رونے لگتا ہے تو حجام اس کے منہ میں میٹھی چیز کھانے کو دے کر کہتا ہے کہ اوپر دیکھو آسمان پر وہ سونے کی چڑیا اڑ رہی ہے جونہی بچہ اوپر دیکھتا ہے نیچے سے اپریشن ہو جاتا ہے۔ تو اس امت مسلمہ سے یہ حجام والا مذاق پہلے تو قدیمی سامراج اہل فارس نے علم حدیث ایجاد کر کے اس میں پوری ملت اسلامیہ کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر امام مہدی کے آنے تک کے لئے انتظار کے ثوابوں سے اس کی جھولیاں بھر دیں اور اگر اسی اثناء میں کسی مسلمان ملک پر کسی دشمن نے حملہ کیا اور جنگ مسلط کر دی تو ان کے مقابلے کے لئے

امت مسلمہ میں بھیجے ہوئے فقہ ساز اور حدیث ساز اماموں کے ذریعے دشمنوں سے جنگ و جہاد کے لئے امام برحق کے موجود ہونے کی شرط کو لاگو کروادیا اور امام برحق کی تشریح یہ کروائی کہ جس پر پوری امت کا اتفاق ہو گویا ایسی شرط ہے کہ۔

''نہ نو من تیل ہوگا اور نہ ہی رادھا ناچے گی۔''

لہٰذا آج کا جدید سامراج اپنے پیش رووں کے فلسفہ کی اتباع کرتے ہوئے مسلم امت پر ان کے ممالک میں ان کی تحریکوں کو پنپنے سے روکنے کیلئے امام غائب، امام برحق، امام مہدی کی حدیثوں والی فلاسفی سے سیوتاژ کرتا ہوا آرہا ہے اور اس فنکاری میں قوموں کے قیام اور اپنی بقاء کے لئے اٹھ کھڑے ہونے میں تصوف کا نظریہ اور نظام الدین دہلوی کی مسجد میں تیار کی گئی تبلیغی جماعت جو لاہور رائیونڈ سے جنم لیتی ہے اس سے بھی اسی فلاسفی پر کام لیا جاتا ہے اور پھر مذہب کے نام سے مشرق وسطیٰ کے لئے اخوان المسلمون، برصغیر کیلئے جماعت اسلامی اور مشرق بعید کے لئے نہضۃ العلماء یہ سب اس دام ہمرنگ کے ہمنوا ہیں جسے کسی سمجھانے والے نے سمجھا دیا ہے کہ

نیند سے بیدار ہوتا ہے کوئی محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسلام کا راستہ روکنے کے لئے قرآن حکیم کے سمجھائے ہوئے مساویانہ معاشی و سماجی نظام کو ختم کر کے اپنا قیصر و کسریٰ کا جاگیردارانہ و سرمایہ دارانہ طبقاتی نظام پھر سے واپس لانے کے لئے اس پرانے سامراج نے اپنے قائم کردہ فقہی مکاتب حنفیت، مالکیت، حنبلیت، شافعیت اور جعفریت کے ذریعے کیسے کیسے فتوے ایجاد کئے اس کی تفصیل آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔

یہاں میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ برطانیہ کے سی آئی ڈی آفیسر نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ حکومت برٹن نے اپنے انٹیلی جنس ونگ کو ہدف دیا ہوا ہے کہ دنیا بھر سے ایک سو سال میں اسلام کو ختم کرنا ہے، آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ برٹن حکومت اپنی یونیورسٹیوں میں تفسیر قرآن اور علم حدیث پر پی ایچ ڈی کی ڈگریاں جاری کر رہی ہے۔ نہ صرف اتنا بلکہ ڈاکٹریٹ کرنے والوں کو اپنے فنڈ سے سکالرشپ بھی دے رہی ہے۔ تو کیا یہ سمجھنا کوئی مشکل ہے کہ ان کے علوم حدیث اور تفسیر بالاحادیث، تصوف، فقہ وغیرہ ان کے سیاسی

ہدف کو کامیاب کرنے والے ہوں گے یا ناکام بنانے والے ہوں گے؟ ان علوم حدیث، فقہ اور تفسیر بالروایات کے فنون کی کتابیں جو پورے عالم اسلام کے مدارس دینیہ میں درس نظامی کے نام پر پڑھائی جارہی ہیں۔ کیا ہمیں اجازت ہے کہ ان جملہ مدارس کے مدار المہام شخصیتوں سے سوال کریں کہ آپ کے کسی بھی ادارے میں کہیں بھی تفسیر القرآن بالقرآن پڑھانے کا انتظام ہے؟ جس کا اللہ عزوجل نے اعلان فرمایا ہوا ہے۔ کہ: وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ 6/105

ہم آیات قرآنی کو ایسے دہرا دہرا کر لائیں گے کہ سننے والے پکار اٹھیں گے کہ مسئلہ بالکل حل ہو گیا، سمجھ میں آ گیا۔ مزید ارشاد ہے کہ ہماری تفسیر کو یعنی قرآن کی تفسیر قرآن سے، وہ لوگ قبول کریں گے جن کے دلوں میں ایمان ہوگا جو لوگ مومن ہوں گے۔

جناب قارئین محترم! دیکھا آپ نے قرآن حکیم نے اس آیت میں صاف طور پر بتا دیا، اعلان کر دیا کہ جو لوگ قرآن کی تفسیر قرآن سے نہیں مانیں گے نہیں تسلیم کریں گے، ان کے دلوں میں ایمان کی رتی بھی نہیں ہوگی وہ کافر ہیں۔

یہاں میں یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ درس نظامی کی ترتیب دینے والے قرآن کی تفسیر قرآن سے نہ پڑھنے اور نہ پڑھانے والے سارے پیشوایان مدارس برطانوی مقاصد میں اس کی مدد کر رہے ہیں۔ یہاں میں یہ بات اپنی دیانت سے واضح کرنا لازم سمجھتا ہوں کہ اس گروہ میں کئی سارے تقلیدی قسم کے مسلمان برطانیہ یعنی عالمی سامراج کا اتباع نادانستگی میں اپنی موروثی جہالت کے سبب کرتے ہیں۔ اگر یہ درس نظامی کا نصاب پڑھانے والے علماء کرام ضد اور انکار کریں کہ ہمارے درس نظامی میں خلاف قرآن کوئی بات نہیں ہے۔ تو پھر ادب سے میرا سوال ہے کہ یہ جو عالمی سامراج اپنے گماشتوں کو ایک ہدف دے چکا ہے کہ دنیا سے اسلام کو ہر حال میں ختم کر کے دکھاؤ تو وہ تمہارے علوم اور فنون درس نظامی پر ڈاکٹریٹ کرنے والوں کو اپنے بجٹ سے سکالرشپ کیوں دیتے ہیں؟ وہ غزالی، رومی، شاہ ولی اللہ اور آئمہ فقہاء پر پی ایچ ڈی کیوں کروا رہے ہیں؟ برطانوی اور عالمی سامراج حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر القرآن بالقرآن کا نصاب کیوں تیار نہیں کرواتے؟ برطانیہ اور عالمی عیسائیت نے تو حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کا کباڑہ ہی کر دیا تو وہ ہمارے رسول کی میراث کا کیا بھرم رکھیں گے۔ لیکن عباؤں، قباؤں میں ملبوس امام الامت کہلانے

والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے مدارس میں قرآن کے نام پر چندہ لے کر بنک بیلنس تو بڑھا رہے ہو لیکن اپنے نصاب میں قرآن کی تفسیر بالقرآن شامل نہیں کرتے؟ کیا اس طرح آپ عالمی سامراج کے ایجنڈا اور منشور پر نہیں چل رہے؟ اگر نہیں تو برطانوی یونیورسٹیوں کے نصاب میں اسلام کے نام پر جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں بعینہٖ وہی نصاب اور طریقہ کار آپ کے مدارس کا کیوں ہے؟ میں 1983ء میں حج پر گیا تھا وہاں مجھے بتایا گیا کہ مدینہ یونیورسٹی اور مکہ المکرمہ کی یونیورسٹی جامعہ ام القریٰ کے وائس چانسلرز دونوں نے لندن سے حدیث اور تفسیر میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ آخر سارے عالم اسلام اور عالم کفر کے مدارس میں یہ موافقت اور مشابہت کیوں ہے کہ یہ سب کے سب قرآن کو اجمالی کہہ کر علم حدیث کو اس کی تفصیل قرار دے کر قرآن حکیم کے اعلان کہ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا 6/114 اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری طرف تفصیل کی ہوئی کتاب نازل کی ہے۔ مزید فرمایا کہ الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ 11/1 قرآن ایسی کتاب ہے جس کی جملہ آیات نہایت پختہ اور مضبوط ہیں اور وہ تفصیل کی ہوئی ہیں ایسی ہستی کی طرف سے جو حکیم بھی ہے اور خبیر بھی ہے۔

تو آخر کیا بات ہے کہ پرانے سامراج یعنی اہل فارس کے جملہ آئمہ فقہ اور آئمہ حدیث قرآن حکیم کے اس اعلان کا انکار کرتے ہوئے مسلسل کہے جا رہے ہیں کہ قرآن اجمالی کتاب ہے پھر نیا سامراج یعنی برطانوی تعلیمی ادارے بھی ان اماموں کی اتباع کر رہے ہیں اور مسلم دنیا کے علمی ادارے سب کے سب آنکھیں بند کئے ہوئے ان کے پیچھے کہے جا رہے ہیں کہ قرآن اجمالی کتاب ہے۔ گویا یہ بھی آیات قرآن سے کفر برت رہے ہیں۔ نئے اور پرانے سامراج کی ہم خیالی سے سبق حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ کیا ہم مسلم امت کے علماء سے یہ توقع اور امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ قرآن میں اللہ کے اس اعلان پر ایمان لاتے ہوئے اپنے مدارس کے نصاب میں تفسیر بالقرآن کو قرآن فہمی کا ذریعہ تسلیم کریں گے اور اس انداز سے درس نظامی کے بدلہ میں دینیات کا نیا نصاب رائج کریں گے

میں کتاب کے اس پیش لفظ کے مضمون میں جو حقیقت قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پرانے سامراج یعنی اہل فارس کے فقہی اور حدیث ساز امامی گروہ نے بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں تقیہ کے پردے میں جملہ قرآن دشمن فلاسفی یعنی

سرمایہ داریت اور جاگیرداریت کے جواز کو فقہ اسلامی کا درجہ دلا کر دینی تعلیمی اداروں سے تعلیم القرآن با لقرآن کو نکال کر اپنے قرآن کو منسوخ کرنے والے فنون کو مسلم امت کی نئی نسل کے تعلیمی نصاب میں ہلاکو منگول عیسائیوں کے دور میں داخل کر کے جز و نصاب بنا دیا اور وہ جملہ قرآن دشمن علوم مسلمانوں کے مدارس کا دینی نصاب بن گئے ہیں۔ اس کے باوجود عالمی سامراج اپنی انٹیلی جنس کو یہ ہدف کیوں دے رہا ہے کہ دنیاء عالم سے اسلام کو اتنے عرصہ میں ختم کرنا ہے اس کی منصوبہ بندی کرو اور اس ہدف کو پورا کرو۔

جناب عالی! یہی ایک خاص مسئلہ ہے جو میں اس مضمون کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس مسئلہ کی جزیہ ہے کہ عالمی سرمایہ دار شاہی اور عالمی جاگیردار شاہی نے جب اپنے روم و فارس کے قلعے گرتے ہوئے دیکھے تو فوراً انھوں نے قرآن کے مقابلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو استعمال کر کے قرآن مخالف علوم تو گھڑ لئے لیکن سرمایہ دار شاہی کے تھنک ٹینک دانشوروں نے اپنے ان داتا آقاؤں کو بتا دیا کہ ہم نے حیلے تو بڑے کئے ہیں کہ قرآن کو ختم کر دیں لیکن یہ سب حیلے معانی و مفہوم ختم کرنے کی حد تک ہیں اصل بات قرآن کے متن اور عبارت کو انجیل، تورات اور دیگر مصاحف انبیاء کی طرح ختم کرنے کی ہے، جو ہم نہیں کر سکے۔ اگر آپ حکمرانی کے مکارانہ اور آہنی حربوں سے کر سکتے ہیں تو کریں ورنہ یہ قرآن کبھی نہ کبھی لوگوں میں انقلاب پیدا کروے گا۔ جب قرآن کو خانقاہوں اور درس نظامی کے چکروں سے قرآنی دانشوروں نے واگزار کرا دیا تو پھر

پناہ لیتا ہے جن مجلسوں میں تیرا نظام
وہیں سے صبح کے لشکر نکلنے والے ہیں
ابھر رہے ہیں فضاؤں میں احمریں پرچم
کنارے مشرق و مغرب کے ملنے والے ہیں
ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

عالمی شاہی سرمایہ دار کو اس کے تھنک ٹینک کے دانشوروں نے یہ سمجھا دیا ہے کہ

ہماری حیلہ بازیوں کی حدیثوں سے مسلم امت کئی فرقوں میں بٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی ہے اب مسلم لوگ وہ قرآنی فکر والے آفاقی نہیں رہے جبکہ قرآن فرقہ پرست ذہنوں کی مدد نہیں کرے گا۔ وہ کتاب انسانی ورثہ ہے، آفاقی ورثہ ہے، کائناتی میراث ہے۔ یہ کتاب کھول کھول کر بیان کر رہی ہے کہ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ 13/17 یعنی جو چیز بھی انسانوں کے فائدہ کی ہوگی زمین پر اسے باقی رہنا ہے، وہی تمہارا منشور ہے۔

ان تنخواہ دار دانشوروں نے اپنے ان داتاؤں کو سمجھایا کہ علامہ اقبالؒ کی پیش کردہ شیطان کی مجلس شوریٰ میں اپنے چیلوں کو یہ ہدایت کرتا کہ اگر مسلمانوں میں بیداری اور عقل آ گئی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

کی طرح مسلم امت کو عقل سے دور ہٹا کر تقلیدی خانقاہی چکروں میں قید رکھنے میں ہی ہمارے مشن کی کامیابی ہے ورنہ یہ لوگ اگر تھوڑا سا بھی قرآن کو سمجھ کر اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھنے کے قریب ہو گئے تو ہماری پوری محنت سے تیار کردہ ساری عمارت دھڑام سے گر جائے گی۔ اس لئے کہ اس قرآن نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ مومنین کی نشانی یہ ہے کہ وہ اور تو اور خود اللہ کی آیات قرآنی کو بھی اندھا اور بہرہ بن کر قبول نہیں کرتے اسے اپنی بصیرت سے سوچ سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ قرآنی سوچ کے لحاظ سے عقل کے اندھے لوگوں کے پیچھے نہیں چلنا ہے۔ فرمایا کہ۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا 25/73 اب چہ جائیکہ مکہ اور مدینہ میں یا مصر کے جامعہ ازھر اور دارالعلوم دیوبند اور دنیا بھر کے کئی سارے علمی اداروں میں قرآن دشمن درس نظامی کے فنون پڑھائے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود عالمی سامراج پریشان ہے کہ اس کی سامراجیت اور سرمایہ دار شاہی کو وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى 53/39 سے خطرہ ہے عالمی جاگیردار شاہی کو قرآن کے فلسفہ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ" 52/21 سے خطرہ ہے۔

قرآنی مشن کو حوصلے سے سنبھال کر چلنے کی ضرورت ہے

مجھے ایک وفد نے آ کر شکایت کی کہ شہر بھٹ شاہ کے خانقاہی ایریا میں ایک دیوار پر حضرت عمرؓ کی طرف منسوب اس مشہور جملہ کہ " حَسْبُنَا كِتٰبُ اللّٰه " یعنی ہمارے لئے اللہ کی کتاب قرآن حکیم ہی کافی ہے" کے بارے میں کسی نے دیوار پر لکھا ہے کہ حَسْبُنَا كِتٰبُ اللّٰه کہنے والا عمر کمینہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ میں نے شکایت کرنے والوں کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کا یہ جملہ تو اللہ جل شانہٗ کے اس استفسار، کہ جو لوگ رسول اللہ کو کہتے تھے کہ ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ 10/15
اس قرآن کی جگہ کوئی دوسری کتاب لاؤ یا اس میں کوئی تبدیلی کرو۔ تو اللہ پاک نے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا کہ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ 29/51 یعنی کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تیری طرف یہ کتاب نازل فرمائی ہے۔ تو حضرت عمرؓ کا یہ جملہ حَسْبُنَا كِتٰبُ اللّٰه ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جواب ہے کہ ہم تیری ہی کتاب پر ایمان لائے ہوئے ہیں ہمارے لئے تیری کتاب ہی کافی ہے۔ لہٰذا آپ جو شکایت لائے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اصل عناد قرآن سے ہے۔ حضرت عمرؓ کی شان میں گستاخی بھی قرآنی مشن اور تحریک کو مضبوطی سے چلانے اور سنبھالنے کی پاداش میں ہے۔ ایسے لوگوں کا حضرت عمرؓ پر تبرا یہ بتا رہا ہے کہ یہ لوگ آج بھی قرآن کو اپنے راستہ میں رکاوٹ سمجھے ہوئے ہیں۔

میں نے عالمی سامراج کے حوالے سے عرض کیا ہے کہ مسلم امت کے دینی مدارس میں قرآن دشمن فقہی اور حدیثی فیصلے درس نظامی کے نام سے پڑھائے جا رہے ہیں، مسجدوں کے وعظ بھی انہی روایات کی روشنی میں کئے جا رہے ہیں۔ پھر بھی عالمی سامراج پریشان ہے کہ اسلام کو اتنے عرصہ میں دنیا سے مناؤ الو۔ تو یہ سب کچھ قرآن سے جھگڑا ہے۔ عمرؓ کی شان میں گستاخی بھی ان کی قرآن سے وابستگی کی وجہ سے ہے۔ اس بار مخالف کی بڑی تاریخ ہے۔ ویسے میرے ساتھ قم کے فاضل علماء اور متوسلین اصغریہ تنظیم کی محفل ہوئی۔ وہ اپنے مذہبی اخوت کے جذبہ کی بار بار تعریف کر رہے تھے۔ تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے حلقوں میں آپ کے واعظین کا تبرا کرنا خاص کر اصحاب رسولؐ پر یہ

آپ کے مذہبی بھائی چارہ کے دعوٰی کی تردید کرتا ہے۔ تو انہوں نے بڑے وثوق سے مجھے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم شیعہ امت ان کے اس تبرا بازی سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کی اس پالیسی پر ہم انہیں ٹوکتے ہیں اور خود ہم سے بھی یہ لوگ نالاں ہیں۔ اللہ کرے کہ اصغریہ کے ان ذمہ دار دوستوں کا یہ جواب درست ہو کیونکہ وہ اس تبرا بازی کا عمل اپنے کم علم اور جاہل لوگوں کی طرف منسوب کر رہے تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ابھی مقدمہ کے شروع میں پڑھ آئے ہیں کہ امام خمینی صاحب نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں حضرت صدیق اکبرؓ اور عمرؓ کو بخاری اور مسلم کی حدیثوں کے حوالہ سے منکر قرآن قرار دیا ہے۔ تو اللہ کرے کہ اصغریہ تنظیم کے دوست اپنے بیان میں تقیہ نہ کرتے ہوں۔ باقی جہاں تک کسی کا یہ کہنا کہ امام خمینی صاحب نے تو بخاری اور مسلم سے بطور نقل یہ بات کہی ہے تو اس کے لئے میری گزارش ہے کہ علم حدیث کے مرتب، موجد، مدوّن اور خالق سب اہل فارس کے اسا ورو کی تحریک قرآن دشمنی کے حصہ دار ہیں۔ اگر کسی کو اس موقف سے اختلاف ہو تو مہربانی فرما کر وہ بتائے کہ ان جملہ حدیث ساز اماموں نے قرآن کی تفصیل کے نام پر قرآن مخالف حدیثیں کہاں سے گھڑی ہیں اور فقہ ساز اماموں نے فقہی جزئیات کے استخراج اور استنباط کے لئے علم قرآن کو ماخذ کیوں نہیں بنایا؟ اور حدیثوں کو فقہی استخراج کے لائق سمجھے ہوئے ہیں۔ ان فقہ اور حدیث سازوں نے انسانوں کو غلام بنانا جائز اور جاری کیوں رکھا؟ جبکہ قرآن حکیم نے اس غلامی پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔

مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى (8/67)

نبی کے شایان شان نہیں کہ وہ لوگوں کو قیدی بنائے۔ اسی طرح قرآن فرماتا ہے کہ شادی کی عمر بلوغت کے بعد ہے۔ جس عمر میں کھوٹے کھرے کے فرق کی تمیز آجائے یعنی حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (4/6) تو فارس کے قرآن دشمنوں کی احادیث اور فقہی مسالک یہ فرمائیں کہ نابالغ بچوں کی شادی ہو سکتی ہے اور جائز ہے۔ اب کوئی بتائے کہ قرآن کے مقابلہ میں بخاری، مسلم، ابوحنیفہ وغیرہ وغیرہ جملہ فقہ ساز امام کہلانے والوں کی حیثیت کیا ہو سکتی ہے؟ کیونکہ قرآن تو اللہ عزوجل کا دیا ہوا ہے اور ان کا حدیثیں بنانے والے راویوں کی شان میں یہ کہنا کہ یہ لوگ ساری ساری رات نفلوں میں قرآن کا ختم پڑھتے تھے اور چالیس سال کی راتوں میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو یہ دلیل ان کی قرآن مخالف

لئے آدم کی اولاد ہونے کے ناطے، انسان ہونے کے ناطے ان کو سامان نشو و نما پہنچائیں گے۔ جبکہ ہمارے ہندو دوست کو کہا گیا کہ زکوۃ کا فنڈ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے اور از روئے مذہب غیر مسلم پر زکوۃ کی رقم خرچ نہیں کی جائے گی۔ تو سمجھا آپ نے کہ یہ ان کا مذہب ان کے اماموں کا ہے جبکہ قرآن تو ذات انسان کی تعظیم و تکریم اور ربوبیت کی تعلیم دیتا ہے۔

بہر حال مجھے میرے دوست نے کہا کہ اسے 2002ء میں واشنگٹن امریکہ میں ایک کانفرنس میں مدعو کیا گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں اپنے بیٹے کے سسرال جو وہاں رہائش پذیر ہیں، ان کے ہاں گیا چونکہ عرصہ سے علیل تھا لہذا انہیں کہا کہ مجھے علاج کے لئے کسی ہسپتال لے چلو۔ وہ مجھے ایک ہسپتال لے گئے وہاں ڈاکٹروں نے میرا معائنہ کیا اور علاج کے لئے بہت بھاری رقم سنائی جس کی ادائیگی میرے بس میں نہیں تھی۔ مجھے تو کرایہ بھی کانفرنس والوں نے دیا تھا علاج کہاں سے کراتا۔ تو میرے عزیزوں نے ہسپتال انتظامیہ کو بتایا کہ یہ مریض یہاں مسافر ہے اور پاکستان میں کسان ورکر رہا ہے اب وہاں ہیومن رائٹس کمیشن کا وائس پریذیڈنٹ ہے۔ اس کے پاس اپنا کوئی پیسہ نہیں۔ تو ہسپتال انتظامیہ نے یعنی کافر عیسائیوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ ٹرسٹ پیسے رکھتے ہیں کہ اگر کوئی نادار مریض ایسا آئے جو انسانی حقوق کی خدمت کرتا ہو اور محنت کشوں کے لئے کوئی خدمت کرتا ہو تو ان کے فنڈ سے ایسے مریض کا مفت علاج کیا جائے۔ چونکہ آپ کے مریض میں یہ شرائط پوری ہیں، اس لئے اب کوئی فکر نہ کریں ہم اس کا علاج مفت کئے دیتے ہیں۔ پھر نہایت عمدگی سے میرا علاج کیا گیا۔ میں نے اپنے ہندو دوست سے سوال کیا کہ کیا آپ کو کوئی اندازہ لگا کہ آپ کے علاج پر کتنا خرچ ہوا ہوگا تو وہ بولا، اندازہ نہیں بلکہ جو رقم ہسپتال انتظامیہ نے اسے بتائی تھی وہ پاکستانی روپے کے حساب سے 37 لاکھ روپے بنتی تھی اور ان کافروں نے مجھ ہندو پاکستانی سے کچھ بھی وصول نہ کیا نہ ہی غیر مذہب ہونے کا عذر کیا اور نہ ہی غیر ملکی ہونے کا احساس دلایا۔

محترم قارئین سوچیں اور فیصلہ کریں کہ قرآن نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر 60 میں صدقات کے جو مصرف بیان فرمائے ہیں ان میں کوئی مذہبی فرقہ وارانہ تفریق نہیں رکھی بلکہ سب کے سب حاجت مندی اور محتاجی کے وصف سے سمجھائے گئے ہیں۔ جبکہ زکوۃ کے معنی

صدقات سے یکسر مختلف ہیں۔ زکوۃ تو حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ لہذا قرآنی انقلابی اصطلاحوں کی تعبیریں بدلنا جن سے انقلاب کا رخ ہی بدل جائے یہی مشن ہے حدیث ساز اور فقہ ساز اماموں کا۔ اسی لیے قرآن دشمن اماموں کو بھی قرآن نے ٹھکانے لگانے کے لئے فرمایا ہے کہ۔

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ 9/12 یعنی انقلاب دشمنوں کے اماموں کو قتل کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ** 28/41 یعنی کچھ لوگ ضلالت اور گمراہی کے بھی امام ہیں اور لوگوں کو آگ کی طرف یعنی جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

جناب معزز قارئین ان فقہ ساز اور حدیث ساز اماموں کی روایات ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں نے کس طرح قرآنی احکام کا رد کیا ہے، انکار کیا ہے انہیں موڑ دیا ہے اور کتاب اللہ کی معنوی تحریف کی ہے اور کھلم کھلا **وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ** 5/44 کے مرتکب ہوئے ہیں۔

جناب عالی! میں نے مہربان وفد کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت عمرؓ کو جو گالی دی گئی ہے۔ یہ اس کے حق میں گواہی ہے کہ وہ بڑے پایہ کے محافظ قرآن تھے۔ لیکن جہاں تک گالی لکھنے، بکنے اور تبرا کرنے والوں کا مسئلہ ہے تو ساتھیو! یہ اہل فارس افسانوی انداز سے دنیا کی دوسری اقوام کو آل رسول کی مظلومیت کی داستان گھڑ کر قرآنی انقلاب کی سپاہ کو گالیاں دیتے رہے ہیں، جبکہ قرآن آل رسولؐ کے تصور اور وجود کا ہی انکاری ہے۔ یہ آل رسولؐ کی اصطلاح فرضی اور غیر قرآنی ہے۔ اہل فارس اپنی حدیثوں کی کتابوں میں جملہ اصحاب رسول تو کجا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی گالیاں دے چکے ہیں نعوذ باللہ جنہیں اہل سنت مارکہ شیعہ اپنے مدارس کے نصاب کی کتابوں میں شامل کر کے امت کی اولاد کو پڑھاتے رہتے ہیں۔ اگر میں بھٹ شاہ جا کر اصغریہ کے دوستوں کی مدد سے حضرت عمرؓ کی شان میں کی گئی گستاخی پر سفیدی پھیر بھی دوں تو بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کی گالیوں کو کون مٹائے گا۔ میرے اس جواب سے یہ نہ سمجھیں کہ میں ایسی چیزوں کو گوارا کئے ہوئے ہوں۔ یہ اہل فارس تو آج بھی زرتشتی ہیں، مانوی ہیں، آتش پرست ہیں۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم   کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

کیا آپ اہل فارس ایران کے سکالر، بیسویں صدی کے مورخ حسین کاظم زادہ کو نہیں پڑھ سکے جس نے اپنی کتاب ''روح ایران در ادوار تاریخ'' میں لکھا ہے کہ جس دن سے سعد بن ابی وقاص نے دوسرے خلیفہ کی طرف سے ایران کو فتح کیا تو ایرانی اپنے دل میں انتقام کا جذبہ پالتے رہے۔ انہوں نے یہ ایک گھڑی کے لئے بھی نہیں بھلایا کہ انہوں نے عرب کے صحرائی لوگوں کے ہاتھوں تخت فارس گنوایا ہے اور ہمارے بزرگوں نے وہی کیا جو واحد راستہ ان کے لئے بچا تھا۔ پہلے انہوں نے بنو ہاشم کے عباسیوں کو برانگیختہ کر کے بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کروایا اور اس کے بعد ہلاکو کو بلا کر عربوں کی عباسی خلافت کا بھی خاتمہ کرایا۔ اس طرح سے ہمارے بزرگوں نے اپنی شکست کا بدلہ لے لیا۔

جناب عالی! اس اقبالی بیان کے بعد میں اہل فارس کی اس تبرائی تحریک پر کیا عرض کروں۔ انہوں نے اصحاب رسول اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گالیاں دی ہی ہیں لیکن انہوں نے خود اللہ تعالیٰ کو بھی شکست فارس کے انتقام میں جل بھن کر گالیاں دی ہیں نعوذ باللہ ملاحظہ ہو، ایران کا قابل فخر شاعر فردوسی اپنے شاہنامہ میں لکھتا ہے کہ:

زشیر شتر و خوردن سو سمار   عرب را بجاء رسید ست کار
کہ تخت کیاں را کند آرزو   تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

یہ اونٹنیوں کا دودھ پینے والے اور گوہ کھانے والے عرب، ان کی یہ مجال کہ تخت فارس کو حاصل کرنے کی تمنا کریں۔ اے گردش زمانہ، اے چکر کاٹنے والے آسمان تھوک ہو تجھ پر آخ تھو۔

☆☆☆

مجوسی عجمیوں کی فلسفہ اضداد کے ہنر سے وحدت الوجود اور تصوف کے نام پر قرآن دشمنی

جناب محترم قارئین کرام! قرآن حکیم نے بار بار دعوت تفکر اور دعوت تعقل دی ہے، غور و فکر کی تاکید کی ہے اس کی روشنی میں قرآن حکیم علم کی جملہ حکمتوں اور رموز کے کئی

سمندر سموئے ہوئے ہے۔ جن سب پر غور و فکر انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا سکتا ہے۔ میں یہاں صرف ایک نکتہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو خاتم الانبیاء کی معرفت انسانوں کی طرف نازل فرمایا ہے اور یہ آخری کتاب یعنی خاتم الکتب ہے، وحی والی کتاب ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت اور اس کے متن کو احبار و رہبان کی خیانت اور تحریف سے بچانے کی عظیم ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا جواب بھی اظہر من الشمس ہے کہ جب خیانت کرنے والوں کی ہیرا پھیری سے متن ہی گم کر دیا جائے گا تو انسانوں کو صراط مستقیم کہاں سے ملے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے متن بچانے کا بار گراں اپنے ذمہ لے کر متلاشیان حق و سچ کے لئے اور صراط مستقیم کے طلب گاروں کے لئے آسانیاں پیدا فرما دیں کہ وہ قرآن کی عینک سے قرآن کی معنوی تحریفات کرنے والے مدلسین کی چوریاں بھی آسانی سے پکڑ سکیں

محترم قارئین! یہ بات بھی آپ پڑھیں گے کہ دنیا کے جاگیر دار اور سرمایہ دار مترفین جن کے استحصالی حربوں پر وحی کی تعلیم کی وجہ سے آفت گری تھی انہوں نے اپنے سونے چاندی کے ڈھیر بچانے کے لئے جہاں ایک طرف قرآن حکیم کے حکم لَا يَكُونَ دُوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ 59/7 یعنی تجر دار دولت تمہارے امیروں کے بیچ میں نہ پھرتی رہے۔

گویا کہ دولت ہر حاجت مند تک پہنچنے والی ہونی چاہیئے لیکن زرداروں نے دنیا کی دولت کو اپنے اندر محدود رکھنے کے لئے کرایہ پر کئی حدیث ساز و فقہ ساز امام خریدے جن سے قرآن کے حکم اٰتُوا الزَّكٰوةَ کا ترجمہ اور مفہوم یہ کرایا کہ سال میں ایک بار ایک سو روپے پر ڈھائی روپے مسکین کو دینا اور ساڑھے ستانوے روپے سرمایہ دار خود کھائے۔ تو اس قماش کے فقہ ساز اور حدیث ساز اماموں سے انہوں نے قرآن مخالف مذہب بنوایا، شریعت بنوائی، اس سے بھی اس سرمایہ دار شاہی کو خطرہ ہوا کہ کہیں کوئی ان متضاد فقہوں اور متضاد حدیثوں کے بنائے ہوئے مذہب کو پہچان نہ لے کہ یہ حقیقی اور اصلی دین نہیں ہو سکتا اور ایسا آدمی قلابازی کھا کر کہیں قرآن کی طرف نہ لوٹ جائے کیونکہ اس کا اصلی اور خالص متن تو موجود ہے لہٰذا اس خطرہ سے نپٹنے کے لئے انہوں نے تصوف کو اسلام میں داخل کر دیا جسے علامہ اقبالؒ نے یوں پہچانا کہ'' تصوف اسلامی سرزمین پر اجنبی پودا ہے''

لہٰذا ان لوگوں نے تصوف کی دکان سجانے کے لئے مشہور کیا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ یہ سب ظاہری دین ہے، یہ ملاؤں کا دین ہے، یہ سب سرف روٹی کی چیزیں ہیں۔ اصل دین باطنی ہے۔ ملاؤں نے قرآن کے ظاہری معانی مشہور کئے ہیں جبکہ قرآن کے اصل معانی تو باطنی ہیں جو صرف صاحب باطن لوگ یعنی صوفیاء کرام ہی جان سکتے ہیں اور یہ اہل تصوف کسی حدیث یا فقہ کے محتاج نہیں۔ صوفیاء کے لئے یہ مشہور کیا گیا ہے کہ یہ لوگ براہ راست اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر ہی سب کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں۔

جناب عالی! صوفیاء کے بارے میں یہ عقیدہ قرآن کی تعلیمات کو توڑنے موڑنے کے لئے گھڑا گیا ہے اور ان لوگوں نے وحی کی تعلیمات کا توڑ اسی میں تجویز کیا ہے کہ اگر قرآن حکیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے تو صوفیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ملاقاتیں کرتے ہیں ان کا نعرہ

من نے گویم انا الحق   یار می گوید بگو

یہ سب چیزیں لوگوں کو قرآن حکیم سے جدا کرنے اور ہٹانے کے لئے ایجاد کی گئی ہیں تصوف سارے کا سارا ایک قسم کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قرآن حکیم اور وحی کی تعلیمات کے بغیر ملا جا سکتا ہے جس کے لئے علم وحی اور معرفت نبوت کا کوئی واسطہ نہیں۔ اس تشریح کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں تصوف پر ان کے افکار کو میں یہاں قارئین کی سہولت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ یہ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور کی شائع کردہ پروفیسر سرور مرحوم کی کتاب ''مشاہدات ومعارف'' جو شاہ ولی اللہ کی کتاب کا ترجمہ ہے کا صفحہ نمبر 70 سے شروع ہوتا ہے۔ میں مضمون سے چیدہ چیدہ جملے اور سطریں یہاں نقل کرتا ہوں۔

جناب قارئین! تصوف کیا ہے؟ تصوف کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن شاہ صاحب نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ یہ قرب الٰہی کا وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے اللہ اور بندے کے درمیان براہ راست اتصال پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ اذکار واشغال سے انسان کے اندر کی 'انا' کو اور اس کی حقیقت کو بیدار کیا جاتا ہے اور انا کی حقیقت کی بیداری کے ضمن میں انسان کو ذات حق کا تنبہ اور شعور حاصل ہوتا ہے۔
جناب معزز قارئین! اس عبارت کو غور سے پڑھیں، بتکرار سے پڑھیں اور دیکھیں کہ

علم وحی جو اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ اور اسوہ رسول اور نبوت ہے وہ کہیں نظر آرہا ہے؟ بلکہ اس عبارت میں تو قرآن اور رسول کا واسطہ ختم دکھائی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے قرآن کو يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کے طور پر متعارف کرایا ہے تو جب بندے کے لئے اللہ سے ملاقات اور سوال وجواب کے لئے اللہ نے اپنی جامع کتاب دی ہوئی ہے تو اب کوئی بتائے کہ شاہ ولی اللہ کی اس تصوف کی تعریف میں کیا قرآن کی کوئی ضرورت اور اہمیت رہ جاتی ہے؟ کیا انسان کی انا کو اذکار واشغال ذات حق کا شعور دے سکتے ہیں؟ اور ذات حق کے شعور کا علم شاہ ولی اللہ اور اس کے صوفیاء کو دیا کس نے ہے؟ ان کی کیا مجال کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی حاصل کر سکیں۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی اور ذات کا شعور اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کوئی کلمات اللہ کو مکمل اور کامل طور پر جان سکے اور کلمات اللہ کا احاطہ انسانی بس کی بات نہیں۔ اے سمندروں کی سیاہی بھی پوری طرح نہیں لکھ سکتی تو یہ شاہ صاحب بغیر واسطہ قرآن کے صوفی لوگوں کو ذات الٰہی کا شعور دینے چلے ہیں؟ اردو زبان کا محاورہ ہے کہ ''کیا پدی کیا پدی کا شوربہ''۔

ذات الٰہی کا شعور جو قرآن سے ملا ہے خبر نہیں کہ محدث دہلوی کی نظر اس پر کیوں نہیں پڑی اور وہ قرآن کو چھوڑ کر براہ راست ذات الٰہی کا شعور پانے کے چکروں میں ہیں حالانکہ قرآن کا اتباع تو رسولوں پر بھی فرض اور لازم ہے۔ انبیاء اور رسل بھی کتاب اللہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ انہیں بھی حکم ہے کہ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ 6/106 یعنی اے رسول اتباع کر اس کی جو تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے۔ گویا کہ رسول اللہ بھی کتاب سے مستغنی نہیں ہیں اور وہ مامور تھے کہ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ 6/19 یعنی مجھ پر یہ قرآن ہی وحی کیا گیا ہے تاکہ میں انذار (خبردار) کروں اس کے ذریعے ہر اس شخص کو جس تک یہ پہنچے۔ تو کوئی بتائے کہ محدث دہلوی صاحب کے کون سے اذکار واشغال اور اوراد ہیں جو قرآن سے زیادہ اللہ سے ملاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے عباد (بندوں) کے لئے فرمایا ہے کہ:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ 35/32 یعنی ہم نے اپنے بندوں سے چنے ہوئے لوگوں کو اپنی کتاب کا وارث بنایا پھر ان میں سے کچھ نے تو اپنے آپ پر ظلم کیا اور کچھ صحیح رہے اور ان میں سے کچھ سبقت لے گئے وراثت کتاب کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اور یہی اللہ کا فضل کبیر ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ کا فضل کبیر تصوف کے غیر قرآنی اذکار و اشغال میں نہیں بلکہ وارث قرآن ہونے میں ہے۔

مجھے قارئین کی خدمت میں یہ عرضداشت پیش کرنی ہیں کہ تصوف کی ایجاد انفرادیت پسندی کی غرض سے ہے جو وطیرہ ہے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا۔ جب کہ قرآن اجتماعی معاشرے کو خوشحال بنانے کے لئے معاشرے کے اندر رہ کر نفس انسانی کی اصلاح کی ترکیبیں بتاتا ہے۔ جھوٹے زہد، گوشہ نشینی، ترک دنیا اور تیاگ سے اللہ نہیں ملتا۔ اجتماع انسانیت کے بیچ میں رہ کر عدل و احسان کے تقاضوں کو پورا کرنے سے ہی انسان اللہ کے قریب ہو سکتا ہے اگر کسی شخص نے اللہ کو پانا ہے تو وہ اس کے بندوں کے ساتھ معاشرت کرے تو وہاں اللہ تعالیٰ کے جلووں کو پائے گا جہاں سسکتی ہوئی انسانی آبادی اور بلکتی ہوئی بے آسرا مخلوق پر استحصالی جابروں سے گلی گلی شہر شہر جا بجا جنگیں لڑنی پڑیں گی۔ ظالموں کو مارتے ہوئے مار بھی کھانی پڑے گی۔ اس راہ میں جب کوڑے برسیں گے، اپنے بچوں اور عیال کو بے سہارا چھوڑ کر قید اور جلاوطنی کے عفریتوں سے پالا پڑے گا تو پھر عین ممکن ہے بلکہ یقین سے بندہ اللہ کی عنایتوں کا مشاہدہ کرے گا اور ایسے مشاہدے صوفیاء کی غاروں میں نظر نہیں آسکتے۔ امام بخاری کی حدیثوں میں جو یہ لکھا ہے کہ ایسے وقت میں آدمی بکریاں لے جا کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر گزارا کرے تو وہاں بھی **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ** 30/47 کے نظارے نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا اللہ کی الوہیت کا شعور اور کرشمہ سازی بندوں کے درمیان رہ کر ہی دیکھی جا سکتی ہے۔

آگے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب تصوف کے اعلیٰ مقام پر فائز لوگوں کی شان میں لکھتے ہیں کہ جماعت اولیاء میں سے ایک بڑی تعداد ایسے اولیاء کی ہوتی ہے جن کو الہام کے ذریعے یہ القاء کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں سے شرعی قیود اٹھا دی ہیں اور انہیں اختیار ہے کہ چاہیں تو عبادت کریں اور چاہیں تو نہ کریں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد اور میرے چچا کو اور خود مجھے بھی اس طرح کا الہام ہوا۔ اس کے ساتھ وہ

یہ بھی لکھتے ہیں کہ بے شک یہ الہام برحق تھا لیکن میرے نزدیک یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی عاقل و بالغ سے شرعی قیود نہیں اُٹھ سکتیں (مشاہدات اور معارف صفحہ 71)

محترم قارئین! جناب سرور صاحب محدث دہلوی صاحب کی کتاب سے اس تضاد کو رفع کرنے کی کچھ عبارتیں بھی آگے لائے ہیں جن کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ یہ اولیاء لوگ اپنی طبیعت میں عبادت کی تڑپ اور طلب اس طرح لئے ہوئے ہیں کہ اس معافی نامہ اور قیود شریعت اُٹھ جانے کے باوجود عبادات کو ترک کرنے کی ان میں استطاعت نہیں۔

بہر حال تاویل تاویل ہوتی ہے اور اس تاویل کو تب مانیں جب پہلے والی عبارت مبہم، مغلق اور گنجلک ہو۔ جبکہ پہلے والی عبارت تو گردن اونچی کر کے قرآن سے ٹکر کھا رہی ہے اتنی کہ شاہ صاحب کی قرآن سے مخالفت کو اس کی تاویلات بھی چھپا نہیں سکتیں کیونکہ قرآن تو علی الاعلان واضح کر رہا ہے کہ

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا 45/18 یعنی اے محمد ہم نے تجھے صاحب شریعت بنایا ہے اب اس کی اتباع تجھ پر فرض ہے۔ اب کوئی بتائے کہ جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتباع شریعت سے مستثنیٰ نہیں کئے جاتے تو محدث دہلوی کے اولیاء کو قیود شریعت سے کس طرح آزادی ملی؟ میرا خیال ہے کہ قارئین کرام اس تھوڑی سی گزارش سے سمجھ گئے ہوں گے کہ تصوف کی دنیا والے لوگ جو اپنا ہر کام براہ راست اللہ سے الہام اور القاء کے ذریعے حاصل کرنے کے مدعی ہیں ان کے اس دعوٰی سے رسالت اور نبوت کا ماحصل جو صرف قرآن ہے وہ معطل اور موخر ہو جاتا ہے بلکہ منسوخ بھی۔ تو یہ ہے مقصد تصوف ایجاد کرنے والوں کا کہ وہ قرآن سے جان چھڑائیں۔

تصوف کی دنیا کے لوگوں نے وحدت الوجود کا شوشہ بھی چھوڑا ہوا ہے جس کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بھی جان چھڑا لی ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ لوگ دعوٰی کرتے ہیں کہ اللہ کُل ہے اور ہم اس کا جز ہیں اور **كل شيء يرجع الى اصله** یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے تو ہم بھی اللہ سے جا کر ملیں گے۔ تو اس کے بعد اب کیا کفر اور کیا اسلام، کیا جنت اور کیا دوزخ۔ پھر تالیاں اور چمٹے بجا بجا کر گایا جاتا ہے کہ

انت باہروی خبر نہ کائی رنگی رنگ بنایا

اللہ آدمی بن آیا حق مولا ہو ہو ہو ہو

محترم قارئین! فلسفہ اضداد سے کام لینے والے اور شکست فارس کا بدلہ لینے والے امامی گروہ نے قرآن حکیم کو دنیا والوں سے چھیننے میں ناکامی کے بعد اور اس میں تحریف لفظی میں بھی ناکامی کے بعد یہ لوگ تحریف معنوی پر اتر آئے تو مسلم امت کو بے وقوف بنانے کے لئے قرآن کے مسائل کی جگہ قرآن کے فضائل میں خوش رکھنے کے لئے انہیں بغیر سمجھے پڑھنے اور طوطوں کی طرح رٹنے کے ثوابوں پر راضی کر دیا۔ آپ جب صحاح ستہ کے نام سے سنیوں کی احادیث اور صحاح اربعہ کے نام سے شیعوں کی حدیثوں میں قرآن کے متعلق حدیثیں پڑھ کر دیکھیں گے تو آپ کو فضائل کی دنیا کا ایک ہی اسلوب نظر آئے گا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے قرآن کو بغیر سمجھے تلاوت کرنے میں بند کر دیا تو امت کو ظاہری شریعت اور باطنی شریعت کے چکروں میں ڈال دیا۔ ظاہری شریعت میں لوگوں کو قابو کرنے کے لئے ان کے دانشوروں نے اتنے انبار لگا دیئے کہ قرآن کو کہنا پڑا کہ یہ تورات کے حاملین ایسے ہیں جو اصل تورات چھوڑ دینے کے بعد عذابوں والا بار اٹھائے پھرتے ہیں اور کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا 62/5 یعنی گدھوں کی طرح بوجھ لادے پھر رہے ہیں اور ان کو وحی کی اصل تعلیم سے نفرت ہے وحی کی تعلیم کو چھپانے کی غرض سے انہوں نے خود اپنے ہاتھوں خرافات قسم کی باتیں لکھ کر یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ وحی ہے، یہ قرآن کی تعبیر ہے، یہ قرآن کی تفسیر وتشریح ہے۔ قرآن کو سمجھنا ہے تو ان کی حدیثوں کی عینک سے پڑھو۔ قرآن سمجھنا ہے تو پہلے حنفی بنو، حنبلی بنو، جعفری بنو، شافعی بنو، مالکی بنو، ظاہری بنو، باطنی بنو، اہلحدیث بنو وغیرہ وغیرہ۔

قرآن سمجھنے کے لئے ان کی تفسیریں پڑھو گویا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بات قرآن میں سمجھانا اور سکھانا آتا ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی بات سمجھانے کا کوئی سلیقہ اور ڈھنگ ہی نہیں ہے نعوذ باللہ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی باتیں سمجھانے کا ٹھیکہ امام کہلانے والوں کے سپرد کر رکھا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے سب دکان داروں کے لئے فرمایا کہ:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ 2/79 یعنی ہلاکت ہو ایسے لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے کو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ تاکہ ایسی تاویل اور تحریفوں سے سرمایہ داروں سے دنیا

بٹوریں تو پھر تباہی اور ہلاکت ہے ان کے لئے ان کی تحریفی تحریروں کی وجہ سے کہ یہ لوگ اپنی من گھڑت تحریروں کو اللہ کی وحی کہہ رہے ہیں کلام اللہ سے تعبیر کر رہے ہیں اور اللہ کی کتاب قرآن حکیم پر الزام لگا رہے ہیں کہ یہ اجمالی ہے، مغلق ہے اس کی تفسیر ان کی تحریروں میں ہے۔

☆☆☆

احادیث وروایات کی تنقیح کے لئے ہمارا اسلوب

قارئین کرام جانتے ہوں گے اور اگر نہیں تو اب اس کتاب میں دیکھیں گے کہ اہل فارس کے حدیث سازوں نے اپنے فن روایت سازی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردہ من گھڑت باتوں سے جنہیں ان لوگوں نے احادیث رسول کا نام دیا ہوا ہے انہیں منوانے کے لئے ایک مضمون اسماء رجال کے نام سے بنایا ہوا ہے اور اس میں حدیث کو عن فلاں عن فلاں کے نمونے پر کتابی شکل میں مرتب، محفوظ اور مدون کرنے والوں سے لے کر رسول اللہ تک روایت سننے والوں کے ناموں کو رجال حدیث قرار دے کر ان کے احوال کو جمع کر کے اسے فن اسماء رجال کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے۔ پھر ان رجال کی گھڑی ہوئی حدیثوں سے اسلام میں کئی سارے فرقے وجود پا گئے ہیں۔ ان سب فرقوں کی احادیث ان کی پسند کے مطابق جدا جدا ہیں۔ ایک فرقہ کی پسندیدہ حدیث دوسرے فرقہ کے ہاں ضعیف ہوتی ہے۔ شیعہ کی احادیث رسول کے ساتھ ان کے گیارہ یا بارہ اماموں کے اقوال کو بھی حدیث کا نام دیا جاتا ہے۔ بارہواں امام جو امام غائب کے طور پر مشہور ہے وہ بچپن میں ہی پردہ غیوبت میں چلے گئے تھے اس لئے اس کے بڑے ہونے کے بعد لوگوں سے جو ملاقاتیں ہوئی ہیں وہ صرف مشکل کشائی اور محتاجوں کی حاجت روائی کے طور پر ان کی مدد کرنے کے قصے ہیں۔ اہل سنت کے نام پر چار امامی فقہی مذاہب والوں کے ہاں قول رسول، قول صحابہ اور قول تابعین کو بھی حدیث کے نام سے گردانا جاتا ہے۔ اس ماجرا کے عرض کرنے سے میرا یہ مقصود ہے کہ یہ سب حدیث پرست لوگ اپنے فن علم حدیث میں حدیث کی تنقیح وتنقید کے لئے دو طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایک روایت

کے لحاظ سے دوسرا درایت کے لحاظ سے۔ روایت کے لحاظ سے مراد یہ ہے کہ سند حدیث میں روایت کرنے والوں کے کوائف دیانت داری، روایت لینے والے سے عمر کے لحاظ سے مطابقت، اس کے ساتھ ملاقات کا ثبوت، اس سے روایت لینے اور پڑھنے کا ثبوت یعنی احتیاط کی خاطر کئی ساری کسوٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ لیکن ان جملہ شرائط کے باوجود ایک مسلک کے لوگ اپنے مسلک کے خلاف احادیث روایت کرنے والے راویوں اور رجال کو کذاب، دجال، فاسق، حاطب اللیل قسم کے کئی القاب سے نوازتے ہیں۔ ان حدیث ساز رجالوں کو اعلیٰ کردار کی بلندیوں پر فائز کرنے کے لئے ایسی ثناء خوانی کی گئی ہے کہ یہ لوگ اگر

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

لیکن تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ کوئی ایک راوی ایک فرقے کی نزدیک فرشتہ ہے تو دوسرے کے ہاں شیطان۔ مثال کے طور پر احناف کے ہاں امام ابوحنیفہ کا مرتبہ نہایت اعلیٰ اور برتر ہے لیکن اہل حدیث کے بہت بڑے عالم پیر بدیع الدین شاہ راشدی صاحب فرماتے تھے کہ اگر امام ابوحنیفہ جنت میں گئے تو شیطان بھی جنت میں ضرور جائے گا

لہٰذا علم حدیث کی اصلیت جانچنے کے لئے رجال کے قد وقامت کے پیمانے کی بجائے صرف قرآن حکیم کو ہم کسوٹی قرار دیتے ہیں اور ہم لوگ بھی کیا حیثیت اور اہمیت رکھتے ہیں، ہماری مجال ہی کیا ہے بلکہ یہ تو خود اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا 4/166 اللہ گواہی دیتا ہے ثبوت کے لئے شہادت پیش کرتا ہے اس کلام کی، اس کتاب کی، اس علم کی جو نازل کیا گیا ہے تیری طرف، جو نازل کردہ ہے اللہ کی علمیت سے اور اس پر کائنات کی جملہ قوتیں گواہ ہیں لیکن اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔

اس آیت نے ثابت کر دیا کہ کسی بھی سوال کا جواب، کسی بھی مسئلہ کا حل اور کسی بھی مخمصے کے تدارک کے لئے دلیل اور استدلال صرف مـا انزل اليك یعنی قرآن سے ہوگا۔ تو سوچا جائے کہ جب اللہ ہی کسی چیز کی شہادت کے لئے ماخذ، قاضی اور جج قرآن کو قرار دیتا ہے اور قرآن سے استشہاد اور استدلال کرتا ہے تو کسی اور کی کیا مجال ہے کہ قرآن کو چھوڑ کر کسی اور علم کو اپنا قاضی اور جج بنائے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص قرآن

حکیم کی دلیل اور استشہاد کو رد کرتا ہے اور اسے ثانوی حیثیت دیتا ہے اور کسی دوسرے علم کو اولیت وفوقیت دے کر قرآن حکیم کو پس پشت ڈالتا ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن فرماتا ہے کہ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ 2/140

ایسے شخص سے بڑھ کر اور کون شخص ظالم اور کافر ہو سکتا ہے جس کے پاس اللہ کی شہادت والی کتاب موجود ہو اور اس کے ہوتے ہوئے اسے چھپا کر دوسرے مکاتب فکر سے استدلال اور استشہاد کرتا ہے تو جان لو کہ تمہارے یہ کرتوت اللہ سے مخفی نہیں رہ سکتے۔ اللہ کبھی بھی تمہاری قرآن سے اس قسم کی روگردانی سے غافل اور بے خبر نہیں۔ واضح رہے کہ سورۃ مائدہ کی روشنی میں لفظ کافر، ظالم اور فاسق ہم معنی اور مترادف آئے ہیں.

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ 5/44
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ 5/45
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ 5/47

لہٰذا جان لینا چاہیے کہ قرآن حکیم اپنے سواء کسی بھی من گھڑت علم کو دین کے قوانین اور فقہ سازی کا ماخذ اور منبع تسلیم نہیں کرتا اور آپ جانتے ہیں کہ حدیث سازی اور فقہ سازی پر امام کہلانے والے لوگ آمین زور سے کہنے یا آہستہ کہنے پر، نماز ہاتھ چھوڑ کر پڑھنے یا ناف کے اوپر باندھنے یا چھاتی پر باندھنے کے مسئلہ میں آپس میں لڑتے نظر آتے ہیں لیکن قرآن مخالف مسائل میں یہ سب دوازدہ امام، ششم امام، چہار امام اور یک امام سب آپ کو متحد اور متفق نظر آئیں گے۔ اس لئے ہم اس کتاب میں ان کی احادیث اور فقہی مسالک کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھیں گے کسی بھی امام کے رات بھر نفل پڑھنے سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ ان روایات کے رجال کی تعریف میں یہ کہنا کہ یہ لوگ نفل پڑھ کر رات بھر میں قرآن کا ختم پورا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے۔ یہ سب حیلے ان کی قرآن دشمن روایات کو قبول کرانے اور تسلیم کرانے کے ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعے یہ لوگ اہل اسلام سے قرآن چھین کر شکست فارس کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔

☆☆☆

☆عرض حال☆

انکار قرآن کے رد میں اور قرآنِ حکیم کے انقلابی اور فلاحی نظریات کے انکار میں اہل فارس کے اماموں کی جتنی بھی حدیثی اور فقہی روایات ہیں ان سب کی نشان دہی بہت وقت طلب اور مشکل کام ہے تاہم میں نے جتنا کام سندھی زبان میں کیا ہے اس میں سے کچھ اپنی کتاب قرآن مجھور میں چھپوایا ہے۔ لیکن جو دوست سندھی زبان سے ناواقف ہیں انہوں نے حکم دیا کہ اس ذخیرہ کو اردو میں لایا جائے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں یہ کتاب فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے؟ پیش کر رہا ہوں۔ سندھی زبان میں ایسی احادیث اور روایات پر میں کافی کام کر چکا ہوں مگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے اردو زبان میں انکار قرآن کی روایات بہت ہی کم تعداد میں لایا ہوں۔ فی الحال اس کتاب کو جلد اول سمجھا جائے۔ فرصت ملی تو جلد دوم بھی آپ ساتھیوں کی خدمت میں پیش کروں گا۔

مہربان دوستوں نے مجھ سے کتاب میں زبان اور لہجہ میں تلخی کی شکایت کی ہے تو ان مہربانوں سے عرض کرتا ہوں کہ کہ فارسی اماموں نے اپنی روایات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب رسول اور امہات المومنینؓ کی شان میں جس زبان میں ہفوات کی ہیں میری تلخی ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

اس کتاب میں روایات کی تنقید و جرح میں ہم سند کے رجال کی اہمیت کو زیر بحث نہیں لائیں گے اس لئے کہ راویوں کے جعلی مناقب کی آڑ میں کئی قرآن مخالف خرافات ذخیرہ احادیث میں بھری ہوئی ہیں۔ جرح کا واحد طریقہ یہ ہوگا کہ درایت کے لحاظ سے دیکھا جائے گا کہ آیا یہ روایت کہیں قرآن مخالف تو نہیں یا وہ روایت رسول اللہ، امہات المومنین اور صحابہ کرام کی شان اقدس کے خلاف تو نہیں؟۔ مقدمہ ختم

عزیزاللہ بوھیو

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا 17.73-75

خلاصہ: قریب تھا کہ یہ لوگ آپ کو فتنہ میں مبتلا کر دیتے اس قرآن کے بارے میں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے۔ تاکہ تم اس کے سوا اور باتیں گھڑ لو خلاف قرآن علوم تو اس وقت وہ آپ کو دوست بنا لیتے یعنی ان لوگوں کا حربہ اور رشوت یہ تھی کہ وہ اس طرح آپ کو اپنی وڈیرہ شاہی اور جاگیردار برادری کے فائیو سٹار کلچر میں شامل کر لیتے۔ لہٰذا اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو، مائل ہو جاتے آپ ان کی طرف تھوڑا سا۔ اگر تم خلاف قرآن علوم کو جاری کرتے تو پھر ہم تیری زندگی اور آخرت کو دوبھر کر دیتے پھر نہ پاتے تم ہمارے خلاف کوئی سہارا۔ (مگر افسوس کہ جس کام سے نبی پاک کو منع فرمایا گیا تھا فارس کی امام شاہی نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر وہی کام کر دکھایا۔)

☆☆☆

قرآن حکیم کی سلامتی میں شک ڈالنے کی چال

امام بخاری اپنی کتاب میں دوسرے نمبر پر حدیث لائے ہیں کہ: **عن عائشه ام المومنين رضى الله عنها ان الحارث بن هشام قال يا رسول الله كيف يأ تيك الوحى فقال رسول الله احيانا يأ تينى مثل صلصلة الجرس وهو اشد علىّ فيفصم عنى وقد وعيت عنه ماقال واحيانا يتمثل لى الملك رجلا فيكلمنى فاعى مايقول قالت عائشه ولقد رائيته ينزل عليه الوحى فى اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا.** خلاصہ: حارث بن ہشام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے جواب میں فرمایا گیا کہ کبھی **صلصلة الجرس** یعنی گھنٹی کی

آواز کی طرح آتی ہے۔ تو وحی آنے کی کیفیت اس حدیث میں **صلصلة الجرس** کی طرح بتائی گئی ہے اور حدیث بنانے والے نے لکھا ہے کی اس **صلصلة الجرس** سے **فيفصم عنی** لغت کی کتاب المنجد نے فصم کے معنی لکھے ہیں توڑنا، کاٹنا، کٹ جانا، پھٹ پڑنا۔ اب پڑھنے والے خود سوچیں کہ حضورؐ کی کیفیت وحی کے آنے کے وقت اوپر کے معنوں میں سے جب کوئی سی بھی ہو جاتی ہوگی تو حدیث والے نے لکھا ہے کہ اس حال میں حضورؐ وحی کا مدعا محفوظ کر لیتے تھے۔ پھر آگے کہا گیا ہے کہ فرشتہ بھی آدمی کی شکل میں بھی آتا تھا اور میرے ساتھ کلام بھی ہوتا تھا۔ جسے میں محفوظ کر لیتا تھا۔ آگے بی بی عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے وحی کے نزول کے وقت حضور کو دیکھا کہ نہایت شدید سردی میں بھی وحی آنے کے وقت حضورؐ ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے اور ان کی پیشانی سے پسینہ ایسے بہتا تھا جس طرح خون کی رگ کٹ جانے سے خون فوارے کی طرح بہتا ہے۔

تبصرہ: جناب معزز قارئین! غور فرمائیں کہ حدیث کے مطابق وحی کے آلارم بجتے ہی حضور ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے تو جو آدمی ایسی کیفیت میں مبتلا ہوگا وہ وحی کے پیغام کو کس حد تک محفوظ کر سکتا ہوگا۔ حفاظت کے لئے تو سکون کی کیفیت اور ماحول درکار ہوتا ہے۔ اس **صلصلة الجرس** سے اگر فصم کی کیفیت یعنی ٹوٹ پھوٹ ہو جاتی ہے تو صلصلۃ الجرس کسی صور اسرافیل کی طرح ہوتی ہوگی جس سے شدید سردی کے موسم میں بھی پسینہ پھوٹ پھوٹ کر نکلے۔ اس قسم کی وحی تو ایک طرح کی اذیت ہوئی جبکہ رب تعالیٰ نے پورے قرآن کے نزول کے بارے میں فرمایا ہے کہ۔

تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ 41/2 یعنی قرآن کا نزول بہت ہی مہربان اور مشفق ہستی کی طرف سے ہے تو کیا رحمت اور مہربانی کی کیفیت ایسی ہوتی ہوگی کہ گھنٹی بجتے ہی سننے والا ٹوٹ پھوٹ جائے؟ وحی الٰہی کے لئے قرآن حکیم فرماتا ہے **فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَعَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ** 48/26 یعنی اللہ نے اپنے رسول اور مومنین پر سکون اور طمانیت نازل فرمائی تو کیا سکون اور اطمینان ایسا ہوتا ہے کہ کوئی سنتے ہی ٹوٹ پھوٹ جائے! یقیناً اس قسم کی حدیث گھڑنے والوں کا اندر کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ حدیث پڑھنے والوں کو قرآن کی حفاظت پر شک گزرے، کہ حضور گھنٹی بجتے ہی ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے اور اتنی مشکل میں پڑ جاتے تھے کہ سردیوں میں بھی ان کی پیشانی سے

پسینہ فوارے کی طرح بہتا تھا تو پھر یقیناً پیغام وحی اور متن وحی کی حفاظت میں ایسی کیفیت سے خلل پڑ سکتا ہے۔ پیغام وحی میں انیس بیس کا فرق ہو سکتا ہے تو اللہ پاک نے بخاری صاحب اور اس کے استاد حدیث ساز راویوں کی وحی کے نزول کی ایسی خوف ناک کیفیت بتانے اور بنانے کی تردید کے لئے ایسی حدیث بنانے سے پہلے ہی قرآن میں ان کا رد کر دیا ہے اور ان کی قرآن دشمنی کا پول کھول دیا ہے اور فرمایا ہے کہ۔

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى 20/2 اے محمد ہم نے اس لئے تیرے اوپر قرآن نازل نہیں فرمایا کہ تو اس کے نزول سے ہی ایسی مشقت میں پڑ جائے کہ تیرا جسم یا شخصیت ٹوٹ پھوٹ جائے یہاں تک کہ نزول قرآن کے دوران سردیوں میں بھی تجھ سے پسینہ فوارے کی طرح بہ نکلے۔ اے محمد ہم اپنے نزول قرآن سے تجھے ایسی مشقت میں ڈالنا ہرگز نہیں چاہتے اگر کوئی حدیث سازی سے امام کہلانے والا ایسا کہتا بھی ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ جس کی تردید ہم اپنے ان اعلانات سے کئے دیتے ہیں۔

قرآن حکیم کی معنوی تحریف

قال ابن عمر قال رسول الله صلے الله عليه و سلم لا يزال هذالامر فی قريش ما بقی منهم اثنان ۔ حدیث نمبر 2015 باب نمبر 1130 باب **الامراء من قريش** کتاب الاحکام، بخاری۔ جلد سوم۔ ناشر مکتبہ رحمانیہ لاہور

خلاصہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کی باگ ڈور ہمیشہ قریش میں رہے گی چہ جائیکہ ان کے دو ہی آدمی کیوں نہ بچ جائیں۔

تبصرہ: یہ حدیث جھوٹی ہے کیونکہ اس حدیث میں نسلی بنیاد کو ترجیح دی گئی ہے جبکہ قرآن حکیم نے اقتدار اور حاکمیت کے لئے تقویٰ کو شرط اور میرٹ قرار دیا ہے۔ دلیل قرآن سے یہ ہے کہ جب ابراہیم کو کہا گیا کہ **اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا** 2/12 2/124 اے ابراہیم تجھے ذات انسانی کی قیادت سونپی جاتی ہے۔ تو ابراہیم نے عرض کیا کہ **وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ** یعنی یہ عنایت میری اولاد کو بھی عطا ہو، تو جواب ملا کہ **لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ** یعنی میرے منصب ظالموں کو ملا نہیں کرتے۔ تو اس آیت کے خلاف یہ حدیث امامی گروہ کی جعل سازی کے ہنر میں شمار ہوگی۔ بخاری کی کتاب الاحکام میں ترتیب سے تین باب ہیں 1139 سے 1141 تک۔ پہلے دو ابواب میں ایک ایک حدیث

ہے اور تیسرے باب میں دو عدد حدیثیں ہیں ۔ ان چاروں حدیثوں میں حکومت اور حاکمیت طلب کرنے کو برا کہا گیا ہے۔ پہلی حدیث کے الفاظ ہیں **لا تسأل الامارة فان اعطیتھا عن مسألة وکلت الیھا** ۔ امیر بننے کی طلب نہ کرو، سوال نہ کرو اگر مانگنے پر ملی تو ضمانت بڑھ جائے گی۔

دوسری حدیث کی عبارت بھی ایسی ہی ہے ان کی فلاسفی پر ہمیں زیادہ بحث کرنا مطلوب نہیں مختصراً عرض ہے کہ یہ حدیثیں قرآن مخالف ہونے کے ناطے جھوٹی ہیں اس لئے کہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور مطالبہ آیا ہے کہ۔ **رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ** 26/83 اے میرے پالنے والے مجھے حکومت عطا فرما اور مجھے اصلاح کرنے والے گروہ سے ملحق فرما۔ پس ثابت ہوا کہ اگر حکمرانی اور حکومت کے لئے سوال کرنا ممنوع ہوتا تو حضرت ابراہیمؑ ایسا سوال ہرگز نہ کرتے ۔ اس لئے مذکورہ بالا چاروں احادیث خلاف قرآن ہونے کے ناطے جھوٹی ہیں ۔ لہٰذا یہ بھی سوچنا امت کے زعماء پر فرض ہے کہ حکمرانی سے نفرت دلانے اور کنارہ کشی کی ذہنیت پیدا کرنے میں ان حدیث ساز اماموں کی کیا مصلحت ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ یہ لوگ مسلمانوں میں اقتدار سے نفرت پیدا کر کے ایک طرف شکست فارس کے بدلہ کے لئے ذہنی طور پر راہ ہموار کرنا چاہتے تھے، تو دوسری طرف ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو اغیار کے ڈنڈے تلے رہنے پر راضی برضا رکھنا چاہتے تھے اور یہ سب اس لئے کہ قرآن حکیم نے انسانی فلاح، عزت اور عظمت کے لئے دنیا سے جاگیرداری اور سرمایہ داری کے خاتمے کے لئے انسانوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی کے لئے جس مساوی معاشی نظام اور سماجی نظام کا خاکہ اور فارمولا پیش کیا ہے یہ قیصریت اور کسرویت کے لے پالک دانشور دنیا میں پھر سے شاہی جاگیرداری اور سرمایہ داری قائم کرنے کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ قرآن کو سمجھتے ہیں اور یہ امام کہلانے والے حدیث ساز کسروی دانشور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ قرآن کا دیا ہوا نظام حکمرانی کے مکمل اختیارات سے ہی عمل میں لایا جا سکتا ہے اور ربوبیت عالمینی کی بہت بڑی ذمہ داری بغیر کامل اقتدار کے عمل میں نہیں لائی جا سکتی اور یہ امام لوگ قرآن میں پڑھ چکے تھے کہ **وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی** 53/39 یعنی انسان کے حصہ میں صرف اتنا ہی آئے گا جتنی اس نے محنت کی ہوگی ۔ اسی طرح جاگیرداریت کو توڑنے کے

لئے قرآن نے فرمایا کہ **وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ** 55/10 یعنی یہ زمین کسی کے باپ کی موروثی جاگیر نہیں ہے۔ یہ عام انسانوں کے لئے بچھائی گئی ہے، اس لئے قرآن کا اعلان سن لو کہ **اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ** 21/105

دزمین کے وارث وہ بن سکیں گے جو زمین کو سدھاریں گے زمین کی اصلاح کریں گے۔ پھر تقسیم رزق کا فارمولا بھی قرآن حکیم نے بتایا کہ **کُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ** " 52/21 یعنی ہر شخص اپنی کمائی کے برابر کا مرہون ہوگا اور اس تقسیم میں مساوات کا اصول بھی ہوگا یعنی **سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ** 41/10 چہ جائیکہ لوگوں کے کمانے کی صلاحیتوں میں بڑا فرق ہے اس کے باوجود سماج میں طبقاتی نظام نہیں بننے دیا جائے گا، اپر کلاس اور لوئر کلاس نہیں بننے دیا جائے گا۔ قرآن حکیم نے اس بارے میں فرمایا کہ۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَامَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ " 16/71 یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو کچھ لوگوں پر کمانے میں، ہنر و کاریگری میں فضیلت اور برتری دی ہوئی ہے سو اس عطا کا اثر تقسیم رزق کے دوران ایسے نہ ہو کہ ہوشیار لوگ زیادہ کمائی اپنے پاس جمع کر لیں اور بے صلاحیت کم کمانے والے یا نہ کما سکنے والے معذور بھوکے مریں ایسے نہیں ہوگا ہوشیار لوگو! اپنی زیادہ کمائی کم کمانے والوں کو لوٹا دو اس لئے کہ ضروریات اور حوائج زندگی میں تم سب برابر ہو، یکساں ہو۔

رہا معاملہ ہوشیار لوگوں کے زیادہ کمانے کا تو جان لو کہ یہ تفاوت ذہنی کیوں ہے؟ قرآن فرماتا ہے **اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا** 43/32 یہ صلاحیتیں یہ ہنرمندی یہ ذہانت اللہ کی رحمت ہے اس کی تقسیم کرنے والے تم نہیں ہو، ہم نے انسانوں میں ان کے وسائل گزر سفر بانٹے ہوئے ہیں، دنیا کی زندگی میں کچھ لوگوں کو کچھ پر درجات کے لحاظ سے فوقیت دے رکھی ہے۔ وہ اس طرح کہ کچھ ذہن کے لحاظ سے بہت اعلیٰ اور عقل مند ہونے کے ناطے انجینئر، ڈاکٹر اور سائنس دان بن گئے ہیں اور کچھ لوگ صحت مند اور طاقتور تو ہیں لیکن ذہانت میں کچھ کم ہیں اس کے علاوہ ذہنی سوچ میں اور پسند میں بھی فرق ہے تا کہ تم میں سے کوئی کسی سے کام لے

سکے اور ہر قسم کے کام کیے جا سکیں جن میں کسی کی استطاعت اور پسند کچھ ہو اور کسی کی کچھ تو انسانوں کو قرآن حکیم نے جب احساس برتری اور مساوات سے آشنا کیا تو اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر جاگیرداری اور سرمایہ داری کے محل گرا کر خاک میں ملا دیئے تو قیصریت اور کسرویت کی تچھٹ امامت کے لبادے میں احادیث رسول کے نام سے قرآنی قوانین اور حکمتوں کو موڑنے کے لئے **اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ** 22/52 کی طرح اپنی روایت سازی سے قرآن کی معنوی تحریف کر رہے ہیں۔ جس طرح ان روایات سے قرآن کی مخالفت آپ ابھی ابھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یقیناً ان حدیث سازوں اور فقہ سازوں کا مقصد ہی تحریف قرآن ہے۔ اگر یہ لوگ قرآن سے مخلص تھے تو انھوں نے قرآن سے اجتہاد کے ذریعے فقہ سازی کیوں نہیں کی؟ قوانین اور جزئیات کے استخراج کا عمل جو انہوں نے احادیث سے کیا ہے وہ قرآن سے کیوں نہیں کیا؟ میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن ان کے اندر کے چور کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ یعنی سرمایہ داریت اور جاگیرداریت کی اجازت نہیں دے رہا تھا قرآن نے **اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ** فرما کر جاگیرداری کا دروازہ بند کر دیا تو ان قیصر و کسریٰ کے امامی دانشوروں نے علم حدیث میں باب اقطاع الارض کی روایات سے اللہ کی زمین عطیوں اور جاگیروں میں بانٹنے کی قرآن مخالف چال چلی۔ قرآن نے **كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ** 59/7 سے ارتکاز دولت کا راستہ روک لیا تو ان حدیث سازوں نے زکوٰۃ کے غلط مفہوم اور تشریح کی حدیثیں بنا کر سال میں ایک سو پر ڈھائی روپے ایک بار دینا۔ اس کی سینکڑوں اور ہزاروں حدیثیں بنا کر اس سے کئی فقہی جزئیات بنا کر قرآن کو منسوخ اور متروک العمل بنا دیا۔ اور قرآن پر یہ احسان کیا کہ اس کے لئے ایسی حدیثیں بنائیں کہ اس کی تلاوت کرنے سے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملنے کی بشارتیں دیں یعنی تلاوت قرآن کی کیا کرو اور معاملات زندگی ان کی گھڑی ہوئی قرآن مخالف حدیثوں کی روشنی میں نبٹاؤ۔

☆☆☆

احکامات قرآن کو کل وقتی عمل میں لانے
کی بجائے وقتی اور عارضی عمل بنانا

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان رسول الله صلے الله علیه و سلم اجود الناس وکان اجود مایکون فی رمضان حین یلقاه جبریل فکان یلقاه فی کل لیلة من رمضان فیدارسه القرآن فلرسول الله ﷺ اجود بالخیر من الریح المرسله.

خلاصہ: یہ حدیث بخاری کی ابتدائی کتاب الوحی کی پانچویں حدیث ہے۔ یہ حدیث بھی زہری کی روایت کردہ ہے اس میں ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو ویسے ہی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے لیکن رمضان کے مہینے میں زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ جبریل رمضان کے مہینے کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا درس دیتے تھے۔ اور بے شک رسول اللہ خیر کے کام میں زیادہ سخاوت کرتے تھے کھلی ہواؤں سے بھی زیادہ۔

تبصرہ: یہ حدیث ایسے باب سے ہے جس میں حضور کی بڑی مدح سرائی کی گئی ہے آپ تعریف میں بہت ہی بڑی رطب اللسانی پائیں گے اور ایسی مدحت پر سبحان اللہ کہہ کر جھوم اٹھیں گے۔ اسلام کی حقانیت اور کامیابی پر حدیث سازوں کی اس آمیزش کی پڑھنے والے کو خبر ہی نہیں پڑے گی کہ وہ کس طرح ہمارے کھاتے میں ڈالی گئی ہے۔ احادیث میں روایت سازوں کا یہ فن بڑا پیچیدہ ہے جو پڑھنے والوں اور نقادوں کو چکمہ دینے میں زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے اور تنقید نگار کے لئے ایسی حدیث پر جرح کرنا سطحی ذہن رکھنے والوں کی عقیدت سے ٹکراتا ہے اور عوامی محاذ کھڑے کر دیتا ہے۔ اسلامی افکار و نظریات کے کورس اور نصاب میں مخالفوں نے ہمیشہ ایسے چور دروازوں سے شب خون مارے ہیں۔

اس حدیث میں زہری کے زہر کی آمیزش کا ہنر نہایت ہی انوکھا ہے جو اس نے بڑی چالاکی اور مکاری سے حضورؐ کی سخاوت کی آڑ میں جبریل کی ماہ رمضان میں ہر رات آمد کی بات، پھر ہر رات کو حضورؐ کے ساتھ قرآن حکیم کے مدارست کا شغل یہ ایسی چیزیں زہری

نے اسلامی نصاب میں ملادی ہیں کہ حاطب اللیل قاری سوائے واہ واہ کے اور کوئی سوجھ بوجھ نہیں رکھ سکے گا۔ اس حدیث میں جو سانپ سلائے گئے ہیں وہ تین عدد ہیں۔

ایک جبریل کا زمین پر بغیر وحی لانے کے آنا جانا ثابت کرنا۔ جو نہایت ہی خطرناک مقاصد کو ضمن میں لئے ہوئے ہے کہ اگر کوئی کل کلاں قیامت تک جبریل سے خواب یا بیداری میں اپنی ملاقات کا دعویٰ کرے تو کم از کم زمین پر جبریل کی آمد کو بخاری و زہری اینڈ کو کی حدیث تو سہارا دینے کے لئے کافی ہے تاریخ نے ثابت کردیا ہے کہ ایسا دعویٰ کرنے والے کئی گزر چکے ہیں جنہوں نے خود کو نبی کہلانے اور وحی ملنے کے دعوے کئے ہیں۔ اس طرح سے ان لوگوں نے ختم نبوت کے قلعہ میں دراڑیں ڈالیں ہیں۔

اس حدیث کے متن میں دوسری نظریاتی اور فکری ٹھوکر یہ ہے کہ خیرات وسخاوت کو رمضان کے مہینہ کے ساتھ ترجیحی طور پر فضیلت کے لحاظ سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ پس صدقہ اور خیرات جو قرآن حکیم نے حاجت مندوں کی مدد کے لئے مال داروں پر لازم کیا ہے وہ کسی وقت اور مہینہ سے ہرگز منسلک نہیں رکھا گیا۔ وہ حاجت مندوں کی ضروریات اور حاجت سے منسلک ہے۔ اس حدیث نے اسے سال کے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینے کے ساتھ ملا کر بقیہ گیارہ مہینوں میں حاجت مندوں کے حصہ کو ختم کردیا ہے اور یہ طریقہ ہے ایک قرآنی حکم کے سامنے بند باندھنے کا۔ اس باب میں ایک اصول ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ ہر شب قدر است گر قدر بدانی۔ صدقہ مالی اور خیرات دینے کے لئے اہمیت محتاج اور ضرورت مند کے مل جانے کی ہے۔ کوئی بھوک سے مرے، ربیع الاول میں، کوئی بے علاج مرجائے ربیع الثانی میں، کوئی ننگا ہو جمادی الاول میں کوئی سردی گرمی میں مرنے والا ہو۔ مگر محرم اور ماہ رمضان میں آپ صدقہ کے زیادہ ثواب کی حدیثیں سنائیں تو یہ کہاں کی دانشمندی ہے۔

تیسرے نمبر پر جبریل کا ماہ رمضان میں آنا اور رسول کے ساتھ قرآن کی مدارست کرنا۔ اب یہاں زہری نے متن حدیث میں تدریس کے لئے باب تفاعل کا استعمال کیا ہے جس کی خاصیت میں طرفین کا عمل لازمی ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن کا موضوع انسان ہے۔ قرآنی تعلیم جبریل کے لئے نہیں ہے۔ جبریل تو اسے قلب رسول تک لانے کا ایک امین قسم کا محافظ ہے اور بس قرآن فہمی میں جو پیدائش انسان کے وقت فرشتوں اور

انسانوں کا مناظرہ ہوا تھا اس وقت تو جملہ ملائکہ بشمول جبریل مناظرہ ہار چکے تھے اور قبول کرتے ہوئے سب نے متفقہ بیان دیا تھا کہ:

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا 2/32 گویا کہ انسانی امور کے علم کی ملائکہ میں صلاحیت ہی نہیں ہے تو جبریل کس طرح قرآن فہمی میں حضورؐ کا ہم پلہ ہوسکتا ہے۔ میں یہاں بے لاگ اور بے باک طور پر دعویٰ کرتا ہوں کہ زہری نے جس طرح اس حدیث سازی میں مسلمانوں کو سال کے بارہ مہینوں میں سے رمضان کی آڑ لیکر گیارہ ماہ میں خیرات وصدقات دینے کو ثانوی درجے میں دھکیل کر ایک طرح سے بند باندھا ہے۔ اس طرح اس حدیث کے حوالے سے رمضان کی فضیلت کی آڑ میں بقیہ گیارہ ماہ میں قرآن حکیم کی درس وتدریس کو بھی ثانوی حیثیت دے دی ہے۔ گویا کہ رمضان میں قرآن کی مدراست کی ترجیح بھی بقیہ مہینوں میں قرآن فہمی سے ایک طرح کا بند باندھنے کے مترادف ہے یہ انداز حدیث سازوں کی ایک باریک اور میٹھی گولی ہے جس کے مضر اثرات سے ثواب کمانے کے رسیا مسلمان ناواقف ہیں کیونکہ اس طرح سے وہ گیارہ مہینے شفاء سے دور رہیں گے۔

☆☆☆

امام بخاری اور اس کے استاد اماموں کا ختم نبوت پر ڈاکہ

یہاں میں بخاری جلد اول کے باب **کیف کان بدأ الوحی** کی حدیث نمبر 3 پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ حدیث خاصی لمبی ہے اس لئے طوالت کی وجہ سے اس کا سارا متن نقل نہیں کررہا ہوں۔ اس لئے متعلقہ جملے نقل کرکے تبصرہ کرتا چلوں گا۔ یہ حدیث وحی کی ابتدائی کیفیت بیان کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس کی روایت حضرت بی بی عائشہؓ کی طرف منسوب کی گئی ہے جبکہ وحی کی ابتداء کا تعلق، عمر اور رفاقت رسول کے لحاظ سے بی بی خدیجہؓ سے بنتا ہے۔

بہرحال حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ:

اول مابدی به رسول الله صلے الله علیه و سلم من الوحی

الرؤیا الصالحه فی النوم ۔ وحی کی ابتدا رسول کو نیک صالح خوابوں سے کرائی گئی اور وہ خواب ایسے تھے کہ **لا یری الا جاءت مثل فلق الصبح** یعنی وہ خواب صبح صادق کی طرح صاف اور واضح ہوتے تھے۔

جناب معزز قارئین! حدیث ساز امام لوگ وحی کی ابتداء کو خوابوں سے جوملا رہے ہیں تو یہ ان کی ایک بہت بڑی اور گہری سازش ہے کہ رویاء صالحہ یعنی نیک خوابوں کو وحی سے خلط ملط کرنے کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اس سازش کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ بخاری صاحب کے مجموعہ حدیث کے باب **الرویاء الصالحه جزء من ستته و اربعین جز ئا من النبوة** پڑھ کر دیکھیں جس میں بخاری صاحب نے نیک خوابوں کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دے کر ختم نبوت کا کھلم کھلا انکار کیا ہے اور وہاں لائی ہوئی حدیث میں ابو ہریرہ کے نام سے روایت لکھی ہے کہ نبوت میں سے اب صرف نیک صالح خواب ہی باقی بچے ہیں۔

جناب قارئین کرام! وہاں کی چار حدیثوں میں سے ایک حدیث کا راوی امام زہری صاحب ہے تو یہاں ابتداء والی حدیث نمبر 3 کے راویوں میں بھی زہری صاحب موجود ہیں اور یہاں بھی نبوت اور رسالت کے مشن میں دراڑ ڈالنے کے لئے وحی کی ابتداء نیک صالح خوابوں سے کرا رہے ہیں۔ قارئین کرام! خواب خواب ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ سارے واجب التعمیل ہوں چہ جائیکہ وہ صالحین اور نبیوں کے ہی کیوں نہ ہوں جس طرح حضرت ابراہیم کا خواب دیکھنا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں اور آپ نے خواب کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو حکم ربی آیا کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یہ تیرا خواب تھا ہمارا حکم نہیں تھا۔ ہم اسماعیل کو اس سے بھی زیادہ اور بڑھ کر ذبح عظیم کے لئے قبول کر رہے ہیں یعنی اپنے گھر کا پاسبان بنانا چاہتے ہیں۔

امام بخاری کی حدیث نمبر 3 میں زہری اینڈ کمپنی مزید لکھتے ہیں کہ **ثم حبب اليه الخلاء ، وكان يخلوا بغار حراء ، فيتحنث فيه وهو التعبد الليالى ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزود لذالك ثم يرجع الى خديجه فيتزود لمثلها**۔ حدیث کے اس حصہ میں حدیث سازوں نے خوابوں کی اہمیت جتانے

کے بعد دوا اور خانقاہی نظام کی چیزیں متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ ایک تنہائی پسندی اور دوسرا غاروں میں زندگی گزارنے کو بھی اہمیت دی ہے۔ جس سے یہ لوگ نبوت کو خلوت نشینی، ترک دنیا والے زہد اور غاروں میں رہنے کا ایک ارتقائی عہدہ قرار دینے کی سازش کر رہے ہیں اور نبوت اور رسالت کی تحریک کو یہ لوگ کائناتی قیادت سے ہٹا کر غاروں میں بند کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے عالمی سرمایہ دار اور جاگیر دار آقاؤں کے لئے لوگوں کے استحصال کے راستے کھلے رہیں اور ان کی استحصالیت کو چیلنج کرنے والا کوئی نہ رہے۔

حدیث ساز اور فقہ ساز اماموں نے اس طرح کے مذاہب انبیاءؑ کے مقابلہ میں ہر دور میں بنائے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور کے فرعونوں نے اپنے دور کے موسیٰ کے مقابلے میں اپنے ہامانوں سے وحی کی تعلیم کے مقابلے میں جھوٹے مذاہب بنوا کر اپنی خدائی مسلط رکھنے کے حیلے کئے ہیں لہٰذا ان ہامانوں کے باطل مذاہب جن کے ذریعے لوگوں کو غاروں میں چھپ کر پتھروں یا مالاؤں کے دانوں پر اللہ کے ناموں کی گنتی کو ذکر اللہ قرار دیا جاتا ہے ان غلط تصورات کو مٹانے کے لئے اللہ نے اپنے آخری نبی کے لئے فرمایا

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ 61/9 میرا یہ رسول دین حق اور ہدایت والے دین کے ساتھ آ رہا ہے جو جملہ باطل مذاہب کو مٹائے گا اور دین حق کو ان سب پر غالب کرے گا

محترم قارئین! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحابؓ نے یہ سب کچھ کر کے دکھایا۔ دنیا سے قیصریت، کسرویت اور قارونیت کو ختم کر کے دکھایا۔ صدیوں تک اس انقلاب نے انسانوں کو غلامی سے آزاد کئے رکھا۔ جس سے اللہ کا وعدہ سچا ثابت ہوا۔ لیکن شکست خوردہ مافیا نے اپنے کرائے کے دانشوروں سے قرآن کے مقابلہ میں قرآن کے فلسفہ حیات کو رد کرنے کے لئے قرآن کی تفسیر اور تشریح کے نام پر رسول اللہ اور اس کے صحابہ کرام سے منسوب کردہ احادیث اور فقہ کے علوم ایجاد کئے جنہیں وہ باطنی طریقوں سے تقیہ کے نام پر زیر زمین چھپا کر لکھتے رہے اور جب منگولوں اور تاتاریوں کے ہاتھوں مسلمان مکمل طور پر شکست کھا گئے۔ اور سقوط بغداد کے بعد اقتدار اعلیٰ کھو بیٹھے تو کسروی اساورہ کے امامیانی علوم کے دفینے رفتہ رفتہ تقیہ کے نقاب اتار کر مسلمانوں کی درسگاہوں اور عدالتوں پر سے قرآن کو ہٹا کر خود براجمان ہو گئے جس طرح آج مساجد کے اندر قرآن

حکیم کے نسخے الماریوں میں بند ہیں۔ اگر کوئی انہیں پڑھتا بھی ہے تو بن سوچے سمجھے طوطے کی طرح رٹنے کو ثواب سمجھ کر پڑھتا ہے اور قرآن کی بجائے سمجھنے سمجھانے کے لئے مساجد کے منبروں پر رائیونڈ اور نظام الدین اولیاء دہلی کے مراکز کی تبلیغی جماعت کے کورس کی کتاب قبضہ کئے بیٹھی ہے۔

اس نام نہاد خلوت نشینی اور غاروں میں رہنے کی اہمیت کے لئے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ جس شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا تاج پہنا کر حکمران بنانا ہے اس کے لئے بخاری اور اس کے استاد راوی صاحبان لکھتے ہیں کہ ثم حبب الیه الخلاء اسے خلوت نشینی محبوب ہوگئی اور وہ غار حرا میں اکیلے جا کر عبادت کرتے تھے۔

معزز قارئین! غور فرمایا جائے کہ جس شخصیت سے کل اعلان کراتا ہے کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا 7/158 اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تو کیا جس شخص کو گم کردہ راہ انسانوں کی رہنمائی اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے منتخب کیا ہو وہ خلوت گاہیں اور غاروں کو پسند کرے گا؟ بگڑی ہوئی انسانیت کی اصلاح کے لئے اور نیا جہان آباد کرنے اور فرعونیت سے ٹکر لینے کے لئے انقلابی ساتھیوں اور لشکروں کی بھرتی کرنے والا ایسا آدمی ہوگا جو غاروں کی خلوت گاہوں کو محبوب رکھتا ہو۔؟ مقام نبوت و رسالت ایسا ہے جس کا اہل شخص دنیا کے فرعونوں اور ہامانوں کو میدانوں میں، کھلی فضاؤں میں جنگ لڑنے کا چیلنج کرے۔ مگر بخاری، زہری اور طبری اینڈ کو اپنی حدیثوں کے ذریعے رسول انقلاب کو بڑی فنکاری اور ہنرمندی سے جنگی میدانوں کے قرآنی تعارف سے موڑ کر غاروں کی خلوت گاہوں کا خانقاہی نشان بنانا چاہتے ہیں۔ یہاں سے اندازہ لگایا جائے کہ قرآن والے رسول اور حدیثوں والے رسول میں کتنا فرق ہے۔ حدیثوں والا ان کا رسول بقول بخاری فرماتا ہے فتنے کے دنوں میں کچھ بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر جا کر زمانے والوں سے کٹ کر سو جاؤ جبکہ قرآن والا اللہ کا رسول دنیا کے فتنہ بازوں اور انقلاب دشمنوں کو للکارتا ہے کہ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ 2/193، 8/39 لڑو ان فتنہ بازوں سے یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور نظام الٰہی قائم ہو جائے۔

میں قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ غور فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ

حدیثوں والے مذہب و رسول میں اور قرآن والے اسلام و رسول میں کتنا فرق ہے۔

بخاری کی حدیث نمبر 3 میں مزید لکھا ہے کہ:

حتی جاء الحق وهو فی غار حراء۔ فجاءه الملك فقال اقرأ فقال قلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیه حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثه ثم ارسلنی فقال اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ فرجع بها رسول الله یرجف فواده ۔ رسول اللہ پر غار حرا میں پہلی وحی آئی۔ ملائکہ نے آ کر کہا کہ اقرأ یعنی پڑھ۔ تو رسول اللہ نے اسے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تو اس نے مجھے پکڑ کر زور سے بھینچا اس حد تک کہ مجھے تکلیف پہنچی بعد میں پھر کہا کہ پڑھ۔ میں نے پھر دوبارہ کہا کہ میں ان پڑھ ہوں تو اس نے پھر پہلے کی طرح پکڑ کر بھینچا جس سے مجھے بڑی تکلیف پہنچی۔ اس کے بعد پھر تیسری بار بھی کہا کہ پڑھ۔ **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔** تو حضورؐ نے دھڑکتے ہوئے دل سے وہی کچھ پڑھا جو جبرئیل نے کہا۔

قارئین کرام! یہاں ان حدیث ساز راویوں کی کاریگری کھل کر سامنے آئی ہے ان کی اس حدیث میں آپ نے ابھی پڑھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے ایسے شخص کو پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں جو ان پڑھ ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ اس بات سے بے خبر تھے کہ میں کس کو پڑھنے کا حکم دے رہا ہوں جو پڑھا ہوا بھی نہیں ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان اور مرتبہ کے ساتھ ان حدیث سازوں کا مذاق نہیں ہے؟ کیا ان حدیثیں بنانے والوں کا پول اس بات سے کھل نہیں جاتا کہ حضورؐ اقدس نبوت ملنے سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان پڑھ نہیں تھے، یہ بات تو خود قرآن نے بھی بتائی ہے اور وہ بھی دشمنوں کی زبان سے ایسی شہادت دلائی ہے کہ ان حدیث سازوں کو ایسی حدیثیں بنانے پر ہر شخص کہہ سکے کہ تم نے یہ جھوٹی حدیث بنائی ہے قرآن کا فرمان یہ ہے کہ:

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ

اَصِيلًا 25/5 یعنی دشمن کہتے ہیں کہ یہ رسولؐ پہلے خود پچھلے زمانہ کے لوگوں کے قصے لکھ کر پھر صبح وشام اپنے ساتھیوں کو وحی کا کلام کہہ کر لکھواتا ہے۔

محترم قارئین! اب بتایئے کہ حضورؐ کے زمانے کے مخالفین کی شہادت قرآن نے بتائی ہے کہ وہ بھی جانتے تھے کہ محمد لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔ تو اس طرح قرآن حکیم کی اس ایک آیت مبارکہ نے ہی بخاری اور اس کے اساتذہ زہری اینڈ کمپنی کی بنائی ہوئی حدیث جعلی اور جھوٹی ثابت کردی۔

حدیث ساز فیکٹری والوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر حضورؐ غار سے نکل کر جلدی جلدی گھر کو گئے اور بی بی خدیجہؓ سے فرمایا کہ جلدی جلدی مجھے کمبل اوڑھاؤ۔ جب کچھ دیر بعد خوف کی کیفیت کم ہوئی تو بی بی صاحبہ سے غار میں پیش آیا ہوا ماجرا بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے میں ڈرتا ہوں۔ تو جواب میں بی بی صاحبہ فرماتی ہیں **كلا والله ما يخزيك الله ابدا**۔ ہرگز نہیں! اللہ آپ کو کبھی بھی خوار نہیں کرے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے اور کمزوروں کی مدد کرنے والے، غریبوں کے لئے کمانے والے اور مہمان نواز اور حق کی راہ میں تکلیفیں برداشت کرنے والے ہیں اللہ آپ کو کیسے خوار کرے گا۔

اس گفتگو سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جبرئیل سے ملاقات کا رسول پر ایسا منفی اثر پڑا جو حدیث بنانے والوں نے دکھایا ہے۔ کہ رسول کا دل کانپنے لگا اور گھر پہنچ کر بھی خوف طاری رہا اور وحی سے اسے اپنے خوار ہونے کا ڈر تھا۔

جناب قارئین! حدیث کے ان جملوں کو اکٹھا کر کے سوچیں کہ رسول وحی کا کیا اثر لے رہے ہیں۔ جب کہ اس ملاقات کا قصہ گھڑنے والوں کے منہ پر مارنے کے لئے قرآن نے بتایا ہے کہ وہ تو ایک کیف بھری ملاقات تھی۔ **مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى** 53/11 محمد کو رسالت کا جو اعزاز ملا، مقام ومرتبہ ملا منزل ملی یعنی جو کچھ بھی آنکھوں نے دیکھا تھا کہ اللہ تعالٰی نے اسے مقام رسالت پر فائز فرمایا ہے تو دل نے بھی اس مشاہدہ کی تصدیق کی یعنی نبی دل سے اپنے اوپر وحی آنے کی تصدیق کر چکے اور ایمان لائے اور جبرئیل کی ملاقات کو نہ جھوٹ سمجھا اور نہ غلط قرار دیا بلکہ **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ** 2/285 اپنے اوپر نازل کردہ کلام پر سب سے پہلے خود ایمان لے آئے۔ اب جو لوگ حدیثوں کو ہی دین کی تفصیل وتعبیر قرار دیتے ہیں وہ ذرا سوچیں کہ اس حدیث میں زہری

نے کیا زہر بھرا ہے کہ رسول تو اپنے اوپر نازل ہونے والے کلام پر سب سے پہلے خود ایمان لے آئے مگر زہری کہہ رہا ہے کہ: بی بی صاحبہ تسلی دے رہی ہیں کہ ڈرو نہیں اللہ تمہیں خوار نہیں کرے گا۔ کیا حدیث میں بتائی ہوئی رسول کی یہ کیفیت **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ** سے میل کھاتی ہے؟ حدیث کے قصے میں تو رسول کے لئے جبرئیل کا تصور ہی خوف زدگی والا وحشت ناک بنا دیا ہے۔

حدیث میں حضورؐ کی حیثیت ایسی بتائی گئی ہے کہ جیسے آج کل کے دور میں کچھ مریضوں کو دماغی دورے پڑتے ہیں تو گھر کی بڑی بوڑھی گاؤں کے کسی پروہت، تعویذی مُلا یا کسی خانقاہی پیر سے ماجرا بیان کر کے کوئی نسخہ شفاء لے کر آتی ہے۔ بالکل اسی طرح بخاری کی حدیث میں دکھایا گیا ہے کہ حضورؐ کی زوجہ بی بی خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی جو ایام جاہلیت میں عیسائی ہو چکے تھے اور بوڑھے ہونے کی وجہ سے نابینا بھی تھے اور ان سے کہا کہ اے میرے بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنو! تو اس نے رسول اللہ سے کہا کہ تم رسول بن چکے ہو یہ وہ ناموس ہے جو موسٰیؑ پر نازل ہوا تھا۔

اب بتایئے کہ ایک فرضی شخص ورقہ بن نوفل کے نام سے یہ جھوٹی حدیث بناتے وقت زہری اینڈ کو نے ناموس رسالت کی تشبیہ حضرت موسٰیؑ سے دی ہے یہ تمثیل بھی کوئی تو معنی رکھتی ہوگی۔ میرے خیال میں یہ حدیث ساز ٹولہ اس سے بھی حضورؐ کی تنقیص کا پہلو ظاہر کرنے کی ٹھانے ہوئے ہے۔ وہ یہ کہ حضرت موسٰیؑ پر جو پہلی وحی قرآن نے بیان کی ہے اس میں موسٰیؑ سے رب تعالٰی فرماتے ہیں کہ:

اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى 20/12

اس پہلی وحی میں اس سے آگے موسٰیؑ سے سوال کیا جاتا ہے کہ اے موسٰیؑ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے تو موسٰیؑ اللہ کی محبت اور چاہت میں صرف ضروری جواب پر اکتفا کرنے کی بجائے جواب کو بہت لمبا کر گئے ہیں کہ میرے ہاتھ میں لاٹھی ہے میں اسے بہت سارے کاموں میں استعمال کرتا ہوں۔ بکریاں چراتے چراتے تھک جاتا ہوں تو اس پر تکیہ لگا کر کھڑا ہوتا ہوں، بکریوں کو موڑنے کا کام لیتا ہوں، اس سے میری کئی اور حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔ اس طرح حدیث ساز لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ موسٰیؑ کو پہلی وحی میں ہی اللہ سے ایسی لگن ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی حاجتیں گنوانا شروع کر دیتے ہیں جب کہ اس

حدیث کے رو سے آخری رسولؐ پہلی وحی کے وقت خوف زدہ ہو کر بھاگ اٹھتے ہیں اور اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر کہتے ہیں کہ میں خوف زدہ ہوں مجھے کمبل اُڑھاؤ۔

اس حدیث کے آخری حصہ میں بخاری صاحب نے زہری صاحب کی سند سے لکھا ہے کہ اس پہلی وحی کے بعد کافی عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا تو اس عرصہ میں حضورؐ کہیں جا رہے تھے کہ اچانک آسمان سے آواز سنائی دی۔ میں نے اوپر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ مجھ پر پھر اس کا رعب چھا گیا اور میں یہ ماجرا دیکھتے ہی واپس گھر کو لوٹ آیا اور آ کر کہا کہ **زملونی زملونی** مجھے کمبل اُڑھاؤ۔ پھر اس کے بعد سورت مدثر نازل ہوئی۔

جناب قارئین کرام! قرآن حکیم کا اسلوب بتاتا ہے کہ اللہ کو اپنے رسول اور اس کے ساتھیوں کی پریشانی کبھی بھی گوارا نہیں ہوتی تھی۔ جب بھی کبھی ایسی صورت حال پیدا ہوئی تو قرآن حکیم بتاتا ہے کہ **ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** 9/26۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر سکون اور طمانیت قلب نازل کرتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی اور حامل وحی فرشتہ رسول اللہ کے لئے خوف اور ڈر پیدا کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ سکون قلب پیدا ہوتا ہے۔

☆☆☆

استخارہ

لوگوں کو قرآن سے موڑنے کی ایک دام ہمرنگ چال اور ختم نبوت پر حملہ

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يعلمنا الاستخاره فی الامور كما يعلمنا السورة من القرآن يقول اذاهم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم انی استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولااعلم وانت علام الغيوب

اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر شرلی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری اوقال فی عاجل امری وأجله فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدرلی الخير حيث كان ثم ارضنی قال ويسمی حاجته : بخاری باب نمبر 738 التہجد حدیث نمبر 1088۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح قرآن کی سورت ہمیں سکھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر کہے کہ اے میرے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کی تجھ سے درخواست کرتا ہوں تو قادر ہے لیکن میں قادر نہیں، تو علم رکھتا ہے لیکن مجھے علم نہیں تو غیب کا زیادہ جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ امر میرے لئے، میرے دین اور معاش کے لئے اور انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے اور میرے لئے اس میں آسانی پیدا کر دے پھر اس میں میرے واسطے برکت عطا کر اور اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ امر میرے لئے میرے دین اور معاش اور انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے باز رکھ اور میرے لئے بھلائی مقدر فرما دے جہاں بھی ہو پھر مجھے راضی رکھ۔ آپ نے فرمایا کہ اس مقام پر اپنی حاجت بیان کرے۔

تبصرہ: محترم قارئین! امامی روایات کے خود ساختہ مذہبی ڈھانچہ میں استخارہ کی اصطلاح بہت مشہور ہے لیکن پھر بھی یہاں اس کی وضاحت مناسب سمجھتا ہوں۔

استخارہ کا لفظی معنی ہے خیر اور بھلائی کی طلب کرنا، کچھ امور میں سے یا کسی بھی مسئلہ کی بابت اللہ سے رہنمائی لینا کہ فلاں کام کے کرنے میں مجھے فائدہ ہو گا یا نقصان۔ اگر میرے فائدے کا ہو تو مجھے نصیب ہو اور میں اسے سرانجام دوں۔ اگر میرے نقصان کا ہو تو میں اسے نہ کروں اور چھوڑ دوں۔

قارئین کرام! جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ امام بخاری استخارہ کی حدیث کو ابواب تہجد میں لایا ہے تو اس سے مراد یہ لی گئی ہے کہ رات کے وقت استخارہ کے ذریعے مشورہ اور

رہنمائی لینے والا دو رکعت پڑھنے کے بعد حدیث کے مطابق جب مذکورہ بالا دعا پڑھے گا تو آگے مشہور ہے کہ سونے کے دوران نیند میں خواب کے ذریعے اللہ اپنے بندے کو جواب دے دیتا ہے یا خواب میں کوئی ایسا اشارہ دیا جاتا ہے جس سے استخارہ کرنے والے کو مطلوبہ مشورہ اور جواب مل جاتا ہے۔

جناب قارئین کرام! استخارہ کے نام سے رہبانی دنیا میں دکانیں کھل گئی ہیں کہ فلاں اللہ والے اور پہنچے ہوئے بزرگ سے کسی نے استخارہ کرایا اور اس کے بتائے ہوئے جواب اور مشورہ کے مطابق سائل نے عمل کیا تو اس سے اسے بہت فائدہ ہوا، برکت ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

جناب عالی! استخارہ کے نام پر روایات اور حدیثیں اختراع کرنے والوں کا اصل مقصد اور مطلوب یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کی جانب غور کرنے اور اس سے رہنمائی لینے سے روکیں کیونکہ قرآن نے زندگی کی حاجتوں میں رہنمائی کا مکمل کورس اور نصاب سکھایا ہوا ہے۔ آپ نے اس حدیث کے متن اور عبارت سازی پر غور کیا ہوگا کہ روایت سازوں نے لکھا ہے کہ حضورؐ ہمیں استخارہ ایسا سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔

جناب عالی! استخارہ کے معنی جب طلب خیر ہے تو وہ خیر قرآن ہی میں ہے۔ اب قرآن کے خیر سے منہ موڑ کر خیر کی تلاش کے لئے غیر قرآنی طریقوں سے حدیث بنا کر رسول کے کھاتے میں ڈالنا کتنی بڑی سازش ہے۔ لیکن قرآن ان کی سازش کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے کہ:

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا 16/30 اور پوچھا جاتا ہے متقی لوگوں سے کہ کیا نازل فرمایا تمہارے رب نے تو وہ کہتے ہیں **خیر**۔ گویا ثابت ہوا کہ متقی انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ **الخیر** قرآن حکیم ہی ہے۔ مزید فرمایا کہ:

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ 2/105 یعنی اہل کتاب میں سے کافر اور مشرک لوگ نہیں چاہتے کہ تم پر خیر نازل ہو تمہارے رب کی طرف سے لیکن یہ اللہ کی رحمت اور عطا ہے کہ جسے وہ

چاہے اسے چن لے اور اللہ بڑا فضل عظیم کا مالک ہے۔

جناب قارئین! ان آیات کریمہ میں بڑے واضح انداز سے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو خیر کے نام سے پکارا ہے لیکن حدیث ساز امام بخاری اور اس کے استاد راویوں کی کاریگری پر آپ غور فرمائیں کہ وہ روایت میں یہ الفاظ سکھاتے ہیں کہ رسول اللہ ہمیں قرآن کی سورتوں کی طرح استخارہ کرنے کی دعا سکھاتے تھے۔ جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ساز لوگ طلب خیر کے لئے قرآن کو کافی نہیں سمجھتے اور خیر کی دریافت کیلئے قرآنی رہنمائی کو ناکافی قرار دے کر غیر قرآنی، خارج از قرآن حیلے لوگوں کو سکھا رہے ہیں استخارہ کے متعلق جو تفصیلات آج کل مشہور ہیں اس حدیث کی روشنی میں گویا کہ استخارہ کے ذریعے وحی قرآن کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر خوابوں کے ذریعے اللہ سے مشاورت یعنی رسالت اور نبوت کی مقصدیت اور مرتبت کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے اور یہی مطلوب و مقصود ہے ان حدیث ساز اور فقہ ساز اماموں کا۔ لیکن قرآن نے دوٹوک الفاظ میں اعلان فرمایا ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ 10/58 یعنی اے محمد اعلان کر دے اللہ کے فضل و رحمت کا قرآن ملنے کا اور اس قرآن کے ملنے پر ضروری ہے، لازم ہے کہ تم جشن مسرت مناؤ اور یہ قرآن خیر ہے، یہ قرآن نہایت بہتر اور برتر ہے ان احادیث اور فقہی روایات کے مجموعوں سے جن کے تم نے لاکھوں کی تعداد میں انبار لگا رکھے ہیں۔

جناب قارئین کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن حکیم کو خیر قرار دیے جانے کے باوجود بھی یہ حدیث ساز خوابوں کے ذریعے خیر مانگنے کی حدیثیں بنائے بیٹھے ہیں۔ ان کی اس روایت سازی سے ان کا اندر کا مقصد کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ لوگ عام انسانوں کو بہکا رہے ہیں کہ خیر کی جستجو کا محل صرف قرآن نہیں بلکہ استخارہ اور دیگر ذرائع سے بھی خیر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ حدیثیں اس قرآن کے مقابلہ میں اپنا خوابوں والا خیر بنائے بیٹھی ہیں اور رہبانیت کی دکانوں پر براجمان بابے اپنے استخاروں والے خیر کی دکانیں کھولے بیٹھے ہیں۔ لوگ ان کے پاس آتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ بابا سائیں ہماری یہ الجھن ہے، اس کے لئے استخارہ کریں، اللہ کی مرضی معلوم کرکے بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا

اس طرح اللہ کی مرضی معلوم کرنے کے لئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ان گدی نشینوں کی دکانوں پر لوگوں کو بلایا جا رہا ہے۔

☆☆☆

آل محمد کی اصطلاح خلاف قرآن ہے

قول النبیؐ صلے اللہ علیہ و سلم للحسن بن علی ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین ۔بخاری شریف کتاب الفتن باب نمبر 1126 اس باب کے ذیل میں امام بخاری صاحب جو حدیث لائے ہیں اس میں اس کے مخصوص و معلوم اسلوب کی کفن بازی اور سارے باطنی تحفظات ہیں جن کی تفصیل کے لئے مستقل کتاب درکار ہے۔ میں یہاں بخاری صاحب کی روایت کے آخر میں جو وہ حدیث در حدیث لایا ہے صرف اس پر تبصرہ کروں گا۔ اس حدیث کا عنوان اور ترجمۃ الباب بھی متن حدیث کی عبارت سے ہی بنایا گیا ہے۔ حدیث نمبر 1982 یہ ہے کہ **قال الحسن ولقد سمعت ابا بکرہ قال بینا النبی صلے اللہ علیہ و سلم یخطب جاء الحسن فقال النبی صلے اللہ علیہ و سلم ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین** ۔

ترجمہ: حضور خطبہ دے رہے تھے اس دوران حسن آیا تو نبی نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اُمید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

تبصرہ: پہلے قارئین کی خدمت میں دلیل کہ یہ حدیث قرآن حکیم کے کس حکم کا انکار کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور مخالفت قرآن کی وجہ سے جھوٹی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو بچانے کے لئے قرآن حکیم کے متن اور مفہوم کو بچانے کے لئے اعلان فرمایا کہ:

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا 33/40 میں محمد کو تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بنا رہا صرف اس لئے کہ اسے نرینہ اولاد دینے سے فلسفہ آل کی آڑ میں قرآن دشمن

لوگ رسالت اور نبوت کے مشن کو آل کے تابع بنا کر اس کی مرکزیت کو اکھاڑ پھینکیں گے۔

بہر حال رسالت اور ختم نبوت اگر محفوظ ہے تو وہ صرف قرآن کے حوالے سے محفوظ ہے ورنہ ان حدیث ساز اماموں نے تو مہر نبوت توڑی ہوئی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم اور ان کے متبعین ختم نبوت کے منکر ہیں کیونکہ انہوں نے حدیثیں بنائی ہیں کہ **الرؤیا الحسنة من الرجل الصالح جزء من ستة واربعین جزءًا من النبوت** ۔ حدیث نمبر 1871 کتاب الرؤیا جلد نمبر 3 بخاری، صفحہ نمبر 701 مطبع دینی کتب خانہ 38 اردو بازار لاہور۔

خلاصہ: اگر کوئی صالح شخص اچھا خواب دیکھے تو وہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ آگے صفحہ نمبر 702 پر امام بخاری کا ترجمۃ الباب نمبر 1063 یہ ہے کہ **الرویا الصالحة جزء من ستة و ار بعین جزءًا من النبوة**۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ امام بخاری اپنی فقہ سازی کے نشان ترجمۃ الباب میں بھی اچھا خواب دیکھنے کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دے رہے ہیں۔ امام مسلم صاحب نے بھی بخاری صاحب کا اتباع کرتے ہوئے چھیالیسواں حصہ رؤیاء صالحہ کو نبوت کا باقی اور تاہنوز جاری حصہ قرار دیا ہے۔ مزید ایک حدیث یہ بھی لکھی ہے کہ پینتالیسواں حصہ رؤیاء صالحہ ہیں نبوت کا۔ اسے کہتے ہیں کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں بھی سبحان اللہ۔

معزز قارئین! اگر کسی محل یا قلعہ کے کل چھیالیس دروازے ہوں اور اس کے پینتالیس دروازے بند کر کے صرف ایک چھیالیسواں دروازہ کھولا جائے جس طرح امام بخاری صاحب حدیث نمبر 1878 لائے ہیں کہ **عن الزهری حدثنی سعید بن المسیب ان ابا هریره قال سمعت رسول الله صلے الله علیه و سلم یقول لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحه** ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ نبوت میں سے اور تو کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔ تو پوچھا گیا کہ مبشرات کیا ہیں تو جواب میں فرمایا کہ اچھے نیک صالح خواب۔ تو کیا ان صالح خوابوں کے دروازہ سے گورداسپوری، قادیانی، مدعی نبوت اپنے خوابوں کو بخاری صاحب کی حدیثوں کے مصداق نہیں بنا سکتا؟ یا وہ خود بنائے یا نہ بنائے لیکن ان کے امام

بخاری وزہری ومسلم کی امامت والی حدیثوں سے مدعیان نبوت کو فائدہ نہیں مل سکتا؟

اب جناب قارئین کرام! واپس آئیں پہلی حدیث پر کہ امام بخاری اپنے ترجمۃ الباب اور حدیث کے متن میں رسول کی زبان سے کہلوا رہے ہیں کہ **ھذا ابنی سید** یعنی میرا یہ بیٹا حسن، سردار ہے۔ تو جناب عالی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن فرمائے کہ **اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ** 33/5 یعنی ہر کسی کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ بلکہ اس سے پہلی آیت میں تو یہاں تک فرمایا کہ **وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ** 33/4 یعنی تمہارے منہ بولے بیٹے بھی تمہارے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ اب کوئی بتائے کہ رسول اللہ کے حوالے سے علی اعلان کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ نے حسن ابن علی کے لئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ تو کیا رسول کے نام پر خلاف قرآن بات کہلوا کر اور اللہ کے حکم کے خلاف غیر کی اولاد کو میرا بیٹا کہلوا کر یہ لوگ انکار قرآن پر مبنی اپنے نئے فلسفہ آل کا اظہار نہیں کر رہے ہیں؟ تا کہ اس چال سے آل کی آڑ میں رسالت اور ختم نبوت کے فلسفہ کو بھی بگاڑ دیں۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ سارے کے سارے جھوٹ اس لئے گھڑے جا رہے ہیں کہ یہ اہل فارس کے شکست خوردہ لوگ حدیث سازی سے پھر اس طرح کی جھوٹی تاریخ بھی بنائے بیٹھے ہیں کہ اصحاب رسول میں جنگیں ہوئی ہیں اور کم از کم چار جنگیں ان حدیث سازوں نے فرضی من گھڑت حدیثوں اور من گھڑت تاریخ سے مشہور کی ہوئی ہیں۔ ایک علی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے درمیان، دوسری علی اور معاویہ کے نام سے، تیسری علی اور خوارج کے نام سے اور چوتھی حسین بن علی اور یزید بن معاویہ کے نام سے۔ پہلی جمل دوسری صفین، تیسری نہروان، چوتھی جنگ کربلا کے نام پر مشہور کی ہوئی ہیں۔ ان چاروں جنگوں میں طرفین کے فریقوں میں صحابہ کو لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے جنہیں قرآن حکیم **رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ** 48/29 کے تعارف سے ثابت کر رہا ہے کہ ان چاروں جنگوں میں سے ایک بھی جنگ نہیں ہوئی۔ ان لڑائیوں کے متعلق حدیثی دلائل اور تاریخی روایات سب جھوٹی ہیں اس لئے کہ محمدؐ کے ساتھی سب کے سب آپس میں شیر و شکر ہیں آپس میں رحیم و کریم ہیں یہ آپس میں لڑ نہیں سکتے۔ ان کی لڑائیوں کی جملہ داستانیں سب افسانوی قصے ہیں جو اصحاب رسول کی کردار کشی کے لئے قرآن دشمنوں نے پھیلائے ہوئے ہیں۔ تو اس حدیث کا آخری حصہ یعنی میرے سردار بیٹے کے ذریعے مجھے

امید ہے کہ اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ غور فرمائیں کہ حدیث گھڑنے والوں نے رسول کی زبانی اصحاب رسول کے درمیان لڑائی کی پیش گوئی کرائی ہے۔ جو کہ قرآن کی آیت **رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ** کی روشنی میں غلط ہے اور رسول جیسی ہستی سے خلاف قرآن کوئی بات صادر نہیں ہو سکتی اور جہاں کہیں رسول سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی بھی ہے تو قرآن نے وہیں پر ہی اس کی تلافی اور اصلاح کر دی ہے۔ بہر حال یہ حدیث قرآن کے کئی سارے قوانین کے خلاف ہونے کے ناطے جھوٹی ہے۔

☆☆☆

امام بخاری کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر

ایک آزاد انسان کو آٹھ سو درہم میں بیچنے کا الزام

عن جابر قال بلغ النبیؐ ان رجلا من اصحابه اعتق غلاما عن دبرلم یکن لهٗ مال غیرهٗ فباعه بثمان مأة درهم ثم ارسل بثمنه الیه۔

بخاری شریف کتاب الاحکام باب نمبر 1166 حدیث نمبر 2053

خلاصہ: حضور اکرم کو خبر ملی کہ اس کے صحابہ میں سے ایک شخص نے اپنے مدبر غلام کو آزاد کر دیا ہے اور اس صحابی کے پاس پیچھے اور کوئی ملکیت بھی نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ نے اس آزاد کردہ غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ کر قیمت اس صحابی کو بھیج دی۔

تبصرہ: معزز قارئین کرام! قرآن حکیم نے رسول اللہ کی شان میں فرمایا ہے کہ **وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ** 7/157 آپ کو اس لئے مبعوث کیا گیا ہے تا کہ لوگوں کی گردنوں سے غلامی کے طوق نکال پھینکے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث میں صاف طور پر لکھا ہے کہ صحابی نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا تھا۔ اب کوئی بتائے کہ کیا کسی مالک کو اپنی ملکیت میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے؟ اور اس نے اپنے ہوش و حواس کی سلامتی میں جب اس میں تصرف کیا تو اس کا فیصلہ اور حکم نافذ ہو گیا۔ اس کا غلام آزاد ہو گیا۔ اب کسی کو اس آزاد شخص کو پھر سے غلام بنانے کا حق کہاں سے ملا؟ غلامی تو آزاد انسانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے دوران قیدی بنا کر لا کر غلام کرنے کا رواج تھا۔ جسے ختم کرنے کے لئے قرآن حکیم نے اعلان فرمایا کہ **مَا كَانَ لِنَبِىٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ**

اَسـرٰی 8/67 یعنی اب نبی کو بھی اختیار نہیں، اجازت نہیں کہ وہ کسی کو قیدی بنائے تو اب یہ اہل فارس بخاری، سمرقندی، ازبک لوگ امام کہلوا کر رسول اللہ پر جھوٹی حدیثوں سے دنیا والوں کو بتا رہے ہیں کہ میدان جنگ تو کیا محمدؐ تو گھر بیٹھے مدینے میں بھی آزاد کردہ غلام کو پھر سے پکڑ کر غلام بنا کر آٹھ سو درہم میں بیچ دیتے تھے۔ یہ حدیثیں گھڑنے والوں کا جھوٹ ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلاف قرآن کوئی بھی فیصلہ اور عمل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ان فارس کے اماموں کے کرتب ہیں۔

ہمارا محمدؐ تو غلاموں کو آزادی دلانے آیا تھا۔ یہ جھوٹی حدیثیں گھڑنے پر امام کہلانے والے اس ہنرمندی سے دنیا والوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے جس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھو کہ یہ کتاب جس رسول پر نازل کی گئی ہے وہ خود بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہے۔ وہ خود بھی اس کے خلاف عمل کر رہا ہے اس لئے اس کتاب کی تلاوت صرف ثواب کمانے کے لئے کیا کرو کیونکہ ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملیں گی۔ باقی رہا عملی زندگی کے قوانین کا مسئلہ تو وہ پنج امامی فقہی ٹولے نے ان حدیثوں سے فقہی استدلال کر کے نابالغ بچوں کی شادی جائز کر دی ہے۔ غلامی کو پھر سے جائز کر دیا ہے۔ دلہا کی طرف سے دلہن کو دیے جانے والے مہر کے معنی انہوں نے ملك بضعه یعنی قیمت فرج قرار دے کر لکھنؤ کے چاندنی چوک، بازار مصر اور لندن کی پکاڈلی کی گلیوں اور بقول شورش کاشمیری اس بازار کے کلچر کو اپنی امامت کی محرفانہ ویٹو پاور سے مصدقہ کر کے رسالت اور نبوت کے مشن کو جامد کر دیا۔ یہ لوگ جب رسول اللہؐ جیسی ہستی پر خلاف قرآن عمل کرنے کے جھوٹ گھڑ رہے ہیں تو ان کے لئے حدیثیں بناتے وقت رجال کی جھوٹی سندیں بنانا کون سا مشکل عمل ہے۔ یہ تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

☆☆☆

امام بخاری اور اس کے حدیث ساز راوی استادوں کا نبیؐ پاک پر بہتان

بخاری، باب نمبر 158 من طلق و هل يواجه الرجل امرأة بالطلاق -

ترجمہ: جس نے طلاق دی اور کیا مرد کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کے وقت متوجہ ہونا ضروری ہے؟ حدیث نمبر 237

حدثنا الاوزاعی قال سألت الزهری ای ازواج النبیؐ استعاذت منه ؟

قال اخبرنی عروه عن عائشةؓ رضی الله عنها ان ابنة الجون لما ادخلت علی رسول الله صلے الله علیه و سلم ودنا منها قالت اعوذ بالله منك فقال لها لقد عظمت بعظيم الحقی باهلك -

ترجمہ: اوزاعی نے کہا کہ میں نے سوال کیا زہری سے کہ کون سی بیوی نے رسول اللہ سے پناہ مانگی تھی؟ تو زہری نے کہا کہ مجھے خبر دی عروہ نے عائشہؓ سے کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ کے پاس لائی گئی اور آپ اس کے قریب ہوئے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ میں آتی ہوں تجھ سے۔ تو آپ نے اسے فرمایا کہ تو نے بہت عظیم ہستی سے پناہ مانگی ہے اس لئے تو اپنے رشتہ داروں میں چلی جا۔ حدیث نمبر 238

عن اسيدرضی الله عنه قال خرجنا مع النبیؐ حتی انطلقنا الی حائط يقال له الشوط حتی انتهينا الیٰ حائطين فجلسنا بينهما فقال النبیؐ اجلسوا هاهنا و دخل وقد اتی باالجونيه فانزلت فی بيت فی نخل فی بيت اميمه بنت النعمان بن شراحيل ومعها دايتها حاضنة لها فلما دخل عليها النبیؐ قال هبی نفسك لی قالت وهل تهب الملكة نفسها لسوقه ؟ قال فاهوی بيده يضع يده عليها لتسكن فقالت اعوذ بالله منك فقال قد عذت بمعاذ ثم خرج علينا فقال يا ابا اسيد اكسها رازقيتين والحقها باهلها.

ترجمہ: اسید سے روایت ہے کہ ہم نبیؐ کے ساتھ نکلے اور ایک دیوار کے پاس پہنچے جسے شوط کہا جاتا تھا (شوط کا مطلب ہے پرانی ویران بوسیدہ دیوار) اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہاں تک پہنچے جہاں سے دو دیواریں ہو جاتی تھی۔ پھر ہم ان دو دیواروں کے درمیان بیٹھ گئے۔ پھر نبیؐ نے فرمایا کہ آپ یہاں بیٹھے رہیں اور خود داخل ہو گئے۔ وہاں جونیہ کو لایا گیا تھا جو ایک کھجور والے گھر میں لائی گئی تھی جو امیمہ بنت النعمان بن شراحیل کا گھر تھا اور جونیہ کی دائی حفاظت کے واسطے اس کے ساتھ تھی۔ جب نبی جونیہ کے قریب ہوئے تو اسے فرمایا کہ اپنے آپ کو میرے حوالے کریں۔ تو جواب میں جونیہ نے کہا کہ کیا کوئی ملکہ اور رانی کسی بازاری شخص کے حوالے ہو سکتی ہے (معاذ اللہ) راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول اللہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ اس پر ہاتھ رکھنے سے اسے سکون اور

راحت دے سکیں۔ تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ تو پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ تو نے ایسی ہستی کی پناہ مانگی ہے جو پناہ دینے والا ہے۔ پھر آپ ہماری طرف نکل آئے اور فرمایا کہ اے ابواسید اسے دو رازقی کپڑے پہناؤ اور اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچاؤ۔

آگے اسی باب کی ایک ضمنی حدیث جو کسی مستقل نمبر اور عنوان (حدثنا) کے بغیر بخاری صاحب نے لکھی ہے کہ **عن عباس بن سهل عن ابيه وابی اسید قالا تزوج النبی صلے الله علیه و سلم امیمه بنت شراحیل فلما ادخلت علیه بسط یده الیها فکانها کرهت ذالك فامر ابا اسید ان یجهزها ویکسوها ثوبین رازقین.** ترجمہ عباس بن سہل اپنے والد اور ابواسید سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے بیان کیا کہ نبیؐ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو اس نے ناپسند کیا۔ آپ نے ابواسید کو حکم دیا کہ اسے سامان حوالے کرے اور دو رازقی کپڑے بھی پہنائے۔

جناب قارئین کرام! امام بخاری صاحب نے اس باب میں آگے ایک مزید حدیث کا اضافہ حدثنا کے عنوان سے کیا ہے۔ اور اس میں صرف سند بیان کی ہے حدیث کا متن نہیں لایا اس سے بخاری صاحب دنیا والوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ اس واقعہ اور خبر کی کئی ساری سندیں ہیں۔ یہ بات پکی اور پختہ ہے۔ یہ کوئی واہی تباہی نہیں ہے۔

جناب معزز قارئین! بخاری صاحب اس باب کی دوسری حدیث کے بعد بغیر مستقل حدیث کے ایک ضمنی روایت بغیر عنوان کے جونیہ کے ساتھ شادی کرنے کی لائے ہیں۔ اس روایت کو اس طرح کیوں لایا ہے؟ صرف اس لئے کہ بخاری صاحب نے رسول اللہ پر جو تبرا کیا ہے اور تہمت باندھی ہے کہ وہ ایک غیر عورت کو کس طرح ملنے جا رہا ہے۔ اس ماجرا کے ساتھ بغیر مستقل روایت کے ضمنی انداز میں شادی کی روایت بھی چپکادی۔ چونکہ یہ حدیث اور اس سے فقہ کا استخراج تو اہل فارس نے تقیہ کے طور پر زیر زمین چھپ چھپا کر تیار کیا ہے۔ اس لئے احتیاطاً رسول اللہ پر اجنبی عورت سے ملنے کا الزام دھرنے کے دوران ایک ضمنی روایت شادی کرنے کی بھی نتھی کرلی تاکہ اگر مسلمان ناموس رسالت کی غیرت میں آکر گلے پڑ جائیں تو جان چھڑانے کے لئے شادی کرنے کی بھی ایک روایت ضروری

تھی۔ یہ اور بات ہے کہ اہل فارس کا مسلمانوں پر اتنا جادو چڑھا ہوا ہے کہ وہ ناموس رسول سے بڑھ کر ناموس بخاری پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

تبصرہ: امام بخاری صاحب کا رسول اللہ پر تبرا، تہمت اور الزام کہ وہ جونیہ نامی عورت کو کس انداز میں ملے ہیں اور ایک روایت میں شادی کا ذکر کر کے پھر مباشرت اور ہمبستری میں ناکامی کے بعد اپنے ایک ساتھی کے ذریعے اسے سامان اور رازقی کپڑے پہنانے کے حکم سے طلاق کا استدلال۔ ان دو ڈھائی حدیثوں میں امام اوزاعی، امام زہری اور امام بخاری نے حضورؐ کو کئی طرح سے نشانہ بنایا ہے کہ وہ کس قسم کی شخصیت تھے۔

حدیث نمبر 238 میں بتایا گیا ہے کہ جونیہ نامی عورت کو امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں لایا گیا۔ اور اس حدیث کے آخر میں ایک ضمنی حدیث ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضورؐ نے امیمہ بنت شراحیل سے شادی کی تھی۔ ان دونوں حدیثوں میں نام نہاد دلہن کے نام میں شدید اختلاف ہے۔ پہلی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ یہ دلہن امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں لائی گئی۔ دوسری حدیث میں جو نام زوجہ کا بتایا گیا ہے وہ ہے امیمہ بنت شراحیل۔ اگر یہ دونوں حدیثیں درست تسلیم کی جائیں تو پہلی حدیث والی امیمہ بنت نعمان بن شراحیل اور دوسری حدیث والی امیمہ بنت شراحیل آپس میں پھوپھی اور بھتیجی لگتی ہیں اور دونوں کا نام امیمہ۔ اس لئے بھی غلط لگتا ہے کہ دونوں ایک ہی نام کی حامل پھوپھی بھتیجی ایک ہی وقت میں زندہ بھی ہیں۔ یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ جس گھر میں جونیہ نامی عورت کو لایا گیا وہ نعمان یا شراحیل کی بجائے امیمہ کے نام سے مشہور ہے۔ یعنی اگر امیمہ شوہر والی ہوتی تو لازماً گھر کی نسبت امیمہ کے شوہر کی طرف یا اس کے باپ کی طرف ہوتی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ دونوں حدیثوں والی امیمہ وہ ایک ہی عورت ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کہی گئی ہے یہ بات سراسر ناقابل قبول ہے کیونکہ پہلی حدیث میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جونیہ نامی عورت کو امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے گھر میں لایا گیا اور دوسری حدیث میں امیمہ بنت شراحیل کا بطور زوجہ ذکر کیا گیا ہے۔ تو ہم یہ عرض کریں گے کہ جھوٹی سندیں بناتے بناتے کبھی نام ڈھونڈنے میں تھکاوٹ ہوتی ہو تو کیا مضائقہ ہے اگر ایک ہی نام کو ڈبل پارٹ دے دیئے جائیں کیونکہ مسلمانوں کا ایمان تو ویسے ہی امام لوگوں کے ناموس پر پکا ہے اگر ایسی حدیثوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر

کوئی حرف آتا ہے تو اس کی ان لوگوں کو کیا پروا۔ ویسے بھی ان حدیثوں میں حدیث ساز اماموں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخالف قرآن تو بنا ہی دیا ہے۔ وہ اس طرح کے جونیہ نامی عورت رسول کو قریب بھی نہیں آنے دے رہی اور رسولؐ کے ہاتھ اپنے جسم کو لگنے سے نفرت کرتی دکھائی گئی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس عورت نے نکاح کے وقت ایجاب وقبول کے وقت قطعاً حامی نہیں بھری ہوگی، اقرار نہیں کیا ہوگا تو پھر ایسی حالت میں حدیث سازوں نے اس من گھڑت حدیث میں رسول اللہ کو قرآن کے اس حکم کے خلاف عمل کرنے والا ثابت کیا ہے۔ **لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا** 4/19 یعنی تم مردوں کو یہ ہرگز حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک بن بیٹھو۔

محترم قارئین! غور فرمایا جائے کہ ان حدیثوں میں رسول سے جو سلوک جونیہ کا دکھایا جا رہا ہے اس سے اس نکاح اور شادی میں ایجاب وقبول کیسے ہوا ہوگا؟ درحقیقت یہ امام لوگ اپنی حدیثوں سے گویا کہ رسول اللہ کو عورتوں سے جبری نکاح کرنے والا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ حقیقت اس سے بھی زیادہ گھمبیر ہے وہ اس طرح کہ حدیث نمبر 238 میں ویران دیواروں اور درختوں کے جھنڈ میں رسول کو دو ساتھیوں کو لے جا کر انہیں گھر کے باہر بیٹھا کر کسی اجنبی عورت کے گھر میں اکیلے جاتے ہوئے دکھانا یہ انداز شادی اور بارات کا ہرگز نہیں ہے۔ یہ حدیث مدنی دور کی شادی دکھا رہی ہے۔ اس دور میں رسول اللہ سربراہ مملکت ہیں سربراہ مملکت کی ان حدیث سازوں نے یہ حالت بنائی ہے کہ وہ چوری چھپے پرائے گھر میں دلہن سے شب زفاف منانے کی غرض سے جا رہا ہے اور پھر ان حدیث سازوں نے اپنی من گھڑت حدیثوں سے رسول اللہ کو خوار کرنے اور عورتوں سے نکاح بالجبر کرتے ہوئے دکھانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس جھوٹی کہانی اور فرضی قصے اور الزام سے ایک فرضی جونیہ نامی عورت کی زبان سے رسول اللہ کو بازاری آدمی کی گالی دلوا کر اوزاعی، زہری اور بخاری قسم کے اماموں نے رسول اللہ پر تبرا کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی مائی کا لال رسول اللہ کے مدنی دور میں تاریخ حجاز میں کسی جونیہ نامی ملکہ کی حکومت اور راجدھانی کا جغرافیائی خطہ ثابت کر کے دکھائے۔ کیا کوئی ملکہ اور رانی عورت ایک دایہ، باڈی گارڈ عورت کے ساتھ دلہن بن کر کسی ویرانے میں آسکتی ہے؟ اس شخص کے پاس جسے وہ بازاری قرار دیتی ہو اور خود رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم بھی شادی کی پہلی ملاقات دلہن سے اپنے گھر میں کیوں نہیں کرتے؟ حدیث سازوں کا رسول اللہ کو اس طریقہ سے عورتوں کے پاس جاتے ہوئے دکھانا یہ سراسر اللہ کے نبی پر بہتان ہے اور اس کے کردار کو داغ دار بنانے کی ان فارسی اماموں کی بد باطنی کا شاہکار ہے۔

اس حدیث سے امام بخاری نے طلاق کا جو استدلال کیا ہے وہ بھی قرآن حکیم کے حکم کے خلاف ہے وہ اس طرح کہ **وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا** 4/35۔ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہے تو دونوں کے معاملہ کو دو ثالث نبٹائیں گے۔ کیونکہ جس طرح نکاح پنچائت میں کیا جاتا ہے اسی طرح طلاق بھی پنچائت کا معاملہ ہے اسے اکیلا شوہر نہیں توڑ سکتا۔ یہ فیصلہ طرفین کے مابین ثالث کریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ بخاری کی یہ حدیث خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہے، رسولؐ پر تہمت ہے اور ان حدیث ساز اماموں نے رسول پر تبرا کیا ہے جن حدیث سازوں نے رسول اللہ کو بازاری کہا ہے وہ سب کے سب خود بازاری ہیں۔

میں راقم السطور عزیز اللہ حکومت وقت سے اور عدالت عالیہ کے با اختیار جج صاحبان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ از خود نوٹس لے کر توہین رسالت اور ناموس رسول کی ہتک آمیز جھوٹے الزاموں پر مشتمل ان کتابوں کو پڑھنے پڑھانے چھاپنے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف کاروائی کریں۔ بہرحال ہم نے اپنا یہ مقدمہ امت مسلمہ کی عدالت میں پیش کر دیا ہے کہ دیکھو یہ اہل مدارس آپ کی زکوٰۃ وخیرات سے آپ کی اولاد کو درس نظامی کے ذریعے رسول اللہ کے بارے میں کس طرح کی حدیثیں پڑھا رہے ہیں؟

☆☆☆

امام بخاری کے تبرائی تیروں سے رسول اللہ بھی نہ بچ سکے

امام بخاری صاحب نے اپنے مجموعہ کے کتاب النکاح میں باب نمبر 142 کچھ یوں باندھا ہے کہ **مایجوزان یخلو الرجل بالمرأہ عند الناس** یعنی کیا اگر کوئی شخص لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس حال میں اس کے پاس کوئی عورت آئے اور وہ اسے خلوت گاہ میں لے جا سکتا ہے؟ اب اس عبارت میں ایسے مسئلہ کو سوالیہ بنانا تو خواہ مخواہ

ہوگا کیونکہ ما استفہامیہ نہیں ہے موصولہ ہے لیکن اس کے باوجود آگے جملہ سوالیہ ہے یا خبریہ ہے۔ آگے اس باب کی حدیث نمبر 218 پڑھیں جس کی عبارت یہ ہے کہ **سمعت انس بن مالك قال جائت امرأة من الانصار الى النبى صلے الله عليه و سلم فخلا بها فقال والله ان كن لاحب الناس الىّ۔**

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ ایک انصاری عورت حضورؐ کے پاس آئی پھر آپ نے اس کے ساتھ خلوت فرمائی اور پھر اسے کہا کہ بلا شک تم انصاری عورتیں سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔ محترم قارئین! اس باب کا عنوان اور حدیث کا متن دونوں کا خلاصہ راوی لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تہمت ہے۔ یہ حدیث بنانے والوں کا بہتان ہے اور یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایسا الزام لگا کر تبرا کر رہے ہیں۔ یہ جھوٹی من گھڑت حدیث کے ذریعے دنیا کے لوگوں میں حضورؐ کی رسوائی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی حدیث گھڑنے والے، پڑھنے اور پڑھانے والے، اس حدیث پر اعتبار کرنے والے اسے درست قبول کرنے والے سب تبرا بازوں میں شمار ہونگے۔ اس حدیث کو درست ماننے والے دشمن رسول ہی ہو سکتے ہیں۔ جب کہ قرآن کی شہادت رسولؐ کی شان میں یہ بتائی گئی ہے کہ۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ 3/164 یعنی تو اتنا عظیم المرتبہ عظیم الشان رسول ہے جو کتاب اور حکمت سے مومنین کا تزکیہ فرماتا ہے۔ محترم قارئین! ایسی شخصیت پر بخاری کی درج بالا گھڑی ہوئی حدیث سوائے تبرا کے اور کچھ بھی نہیں۔ میں ایسی حدیثیں بنانے والے راویوں کو دشمن رسول اور تبرا کرنے والا، ان کی ان حدیثوں کی روشنی میں ہی قرار دیتا ہوں۔ یہاں ایسی جھوٹی حدیثوں کو درج کر کے کتاب بنانے والے امام بخاری پر بھی میرا یہی الزام ہے کہ وہ بھی اس تبرائی گروہ کا اہم رکن ہے۔ اسے بھی حضورؐ اور اس کی عظیم الشان جماعت سے نفرت ہے۔ جہاں جہاں حدیثوں کے متن میں تبرا ہے تو بخاری صاحب ان کو اپنے مجموعہ میں لا کر اپنی طرف سے ان پر جو عنوانات چسپاں کرتے ہیں وہ بھی تبرا کا شاہکار ہوتے ہیں اور یہ تو ہر شیخ الحدیث بتاتا ہے کہ۔

فقه البخاری فی تراجمه یعنی استخراج جزئیات کا فقہی موقف اور استنباط بخاری صاحب کے تراجم یعنی عنوانات میں ہوتا ہے تو جناب عالی اب اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب النکاح کا باب نمبر 150 ہے عبارت ہے کہ۔ **لا يطرق اهله ليلا اذا اطال الغيبة مخافة ان يخونهم او يلتمس عثراتهم**

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ کوئی شخص جب لمبی غیر حاضری کے بعد گھر سے باہر رہ کر آئے تو رات کے وقت گھر میں نہ جائے کہ کہیں کوئی ان کے گھر والوں سے خیانت میں لگا ہوا نہ ہو یا ان کے پردہ والیوں سے چمٹا ہوا نہ ہو۔

اب میں اس عبارت پر کیا حاشیہ آرائی کروں محترم قارئین نیچے والی حدیثیں اور اس سے اگلے باب طلب الولد کی حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اس قسم کی گفتگو کسی جنگ کے سفر میں کافی دن گھر سے غیر حاضر رہنے کے بعد واپسی پر مدینہ شہر کے قریب پہنچتے وقت شہر سے باہر رسول اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے فرمائی تھی۔

امام مسلم اپنی کتاب میں بخاری کے اس ترجمۃ الباب کی عبارت کو حدیث کے درجہ میں قول رسول کے طور پر لائے ہیں (صحیح مسلم جلد دوم کتاب الامارۃ) اور بخاری مسلم کی اس حدیث کو اپنا فقہ قرار دے کر عنوان کے طور پر لائے ہیں۔ سو ہم یہاں بخاری کے ایسے فقہی مسلک کے حوالہ سے قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ اہل فارس کے یہ شکست خوردہ اساورہ کے لے پالک دانشور بخارا، سمرقند، نیشاپور اور ترمذ وغیرہ کے امام اپنی شکست کا بدلہ چکانے کے لئے غزوات رسول پر طنز کرنے کے لئے اصحاب رسول کے لڑائیوں میں جانے اور پیچھے ان کے گھروں کے اندر کیا کچھ ہوتا ہوگا یا ہو سکتا ہوگا وہ سب کچھ رسول کی زبانی یا بخاری اپنی فقہی تہمت لگا رہے ہیں۔ جو تبرا کی غلیظ اور گندی تخلیق ہے مسلمان علماء کا یہ حال ہے کہ وہ اہل فارس کی ان گالیوں کے علم کو قرآن ثانی اور قرآن جیسا علم اور وحی غیر متلو کے القاب اور ناموں سے درس نظامی میں داخل کر کے مسلمانوں کی اولاد کو پڑھا رہے ہیں۔ اور ایسے نصاب کے اختتام پر یہ قرآن مخالف حدیثوں والا علم رسول اللہ اور اصحاب رسول وازواج مطہرات رسول پر تبرا کرنے والے امام بخاری کی کتاب کے خاتمہ پر جشن ختم بخاری مناتے ہیں اور اس جشن کے وال پوسٹر لگا کر لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔

میں نہایت ہی شرم ساری سے بادل نخواستہ یہ تبرا بھری حدیثیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو بتادوں کہ آپ کے چندہ سے آپ کی اولاد کو قرآن کی بجائے اہل فارس کے گالیوں والا علم حدیث پڑھا کر قرآن سے بیزار کر رہے ہیں۔ میں دعویٰ سے یہ بات کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کے عالم جو مفتی ہیں وہ اپنی مسندوں سے قرآن مخالف اماموں کے فقہ اور حدیث کی روشنی میں فتوے جاری کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم فتویٰ دیتا ہے کہ نکاح کے لئے بلوغت عمر شرط ہے 4/6 جبکہ اس کے مقابلہ میں یہ لوگ پیارے نبی صلے اللہ علیہ و سلم پر الزام لگائے بیٹھے ہیں کہ آپ نے قرآن کے حکم کے خلاف حضرت عائشہؓ سے 9 سال کی عمر میں شادی کی اور اپنی بیٹی فاطمہ کی شادی بھی حضرت علی سے 9 سال کی عمر میں کرائی (اصول کافی) تو جناب قارئین کرام یہ مفتیان عظام جو اہل فارس کے علوم کے ذریعے قرآن حکیم کو منسوخ اور متروک العمل بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان کی دستار فضیلت والے قرآن دشمن علوم کے نظارے کرتے جایئے جو تبرائی حدیثوں سے بھرپور ہیں بخاری صاحب کے مجموعہ احادیث جسے انہوں نے **الصحیح** کا لقب دیا ہوا ہے اس کی کتاب النکاح کی آخری حدیث ملاحظہ فرمائیں بخاری صاحب نے اس کا باب نمبر 155 کچھ یوں باندھا ہے۔

قول الرجل لصاحبه هل اعرستم الليلة اوطعن الرجل ابنته في الخاصره عند العتاب. کسی شخص کا اپنے ساتھی کو یہ کہنا کہ کیا تم نے شب زفاف منائی یا آدمی کا اپنی بیٹی کو اس کی پسلیوں پر ٹھونسے مارنا۔ اس باب کی حدیث نمبر 234 کچھ یوں ہے کہ۔

عن عائشه قالت عاتبني ابو بكر و جعل يطعنني بيده في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الامكان رسول الله صلے الله عليه و سلم ورأسه على فخذي. عائشہ فرماتی ہیں کہ عتاب کیا مجھے ابو بکر نے (اور اس تنبیہ کے دوران) لگے اپنے ہاتھ سے میری پسلی پر چھونے، پھر مجھے ہلنے سے صرف یہ چیز روک رہی تھی کہ میرے زانو پر رسول اللہ سوئے ہوئے تھے۔

محترم قارئین آپ نے امام بخاری کی حدیث پڑھی آیئے اب قرآن حکیم سے ایک آیت مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ**

اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ 24/58,59

اے ایمان والو! چاہیئے کہ اجازت لیں تم سے تمہارے خادم اور وہ بھی جو ابھی شعور کو نہیں پہنچے تین اوقات تخلیہ کے لئے یعنی صلاۃ الفجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم سونے کے لئے کپڑے اتار دو اور صلاۃ العشاء کے بعد کیونکہ یہ تینوں اوقات ممنوعہ ہیں۔ نہیں ہے تم پر کوئی حرج ان اوقات کے علاوہ کیونکہ تم ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو اور اس طرح اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے اپنی آیات اور اللہ ہی حکیم اور علیم ہے۔ اور جب لڑکے پہنچ جائیں حد شعور کو تو وہ اجازت لیں جیسے کہ پہلے سے اجازت کا دستور ہے اور اس طرح واضح کرتا ہے اللہ اپنی آیات اور اللہ ہی حکیم اور علیم ہے۔

محترم قارئین! غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خلوت کے اوقات کے لئے دستور دے رہے ہیں۔ کہ تخلیہ میں مخل نہ ہوں جبکہ مندرجہ بالا حدیث میں امام بخاری کا بیان ہے کہ ابو بکر رسول اللہ کے تخلیہ میں وارد ہوئے ہیں اور اپنی بیٹی کو ایسی حالت میں گھونسے مار رہے ہیں جب کہ رسول اللہ کا سر ان کے زانو پر تھا اور وہ سوئے ہوئے تھے اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ امام بخاری قرآنی ایات کا انکار کن عظیم ہستیوں سے منسوب کر رہے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جن پر قرآن نازل ہوا وہ بھی اس پر عمل پیرا نہ تھے۔ یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ بخاری صاحب ایسی روایات سے ازواج مطہرات کے بارے میں کیسا تاثر دینا چاہتے ہیں؟ ان حدیث ساز راویوں کی عبارت سازی میں رسول اللہ اور صحابہ کرام اور ازواج مطہرات سے نفرت چھلک رہی ہے اور ان کے لفظوں کے تیر اور نیزے شکست فارس کا بدلہ لینے کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ لفظوں کی ہیرا پھیری سے بڑی کوشش کرتے ہیں کہ یہ اپنے اندر کا چور چھپا سکیں لیکن وہ ہر موقع پر ان کے باطن کا غماز ہے۔

امام بخاری صاحب روایتوں اور اپنے ترجمۃ الباب کے عنوانات میں اپنی گالیوں کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا گالیوں بھری دو حدیثوں کے بعد یکدم اسی جگہ دو تین اور حدیثیں لکھ ڈالیں کہ رات کو گھر جانے میں جلدی نہ کریں اور اتنی مدت کے بعد گھر جائیں کہ آپ کے غیر حاضر رہنے کی وجہ سے تمہاری گھر والیوں کے بال منتشر ہوں گے تو وہ آپ سے وصال کے لئے تیاری کر لیں، صفائی کر لیں، سنگھار کر لیں۔ ان بعد

والی روایتوں سے گویا کہ بخاری صاحب پڑھنے والوں کو بے قوف بنا رہے ہیں کہ اگر کوئی اس کی پہلی گالی پر چونک جائے تو کوئی دوسرا عقیدت مند اسے یہ کہے کہ دیر کے بعد گھر آنے سے روکنے کا مقصد عورتوں کو تیاری کی مہلت دینا ہے اور کچھ نہیں۔

اس طرح امام بخاری نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ کے تعلقات کی ناچاقی اور بگاڑ کا جھوٹ مشہور کرنے کے لئے اپنے عنوان میں فن حدیث میں اپنی امامت دکھاتے ہوئے لکھا ہے کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو جب وہ اپنی گھر والی کی ران پر سویا ہوا ہو، تو کہے کہ رات تم نے اپنی گھر والی سے شب زفاف منائی یا نہیں منا سکے؟ ان الفاظ یا سوال کے جواب کو گول کرتے ہوئے امام بخاری یکدم لکھتے ہیں کہ سوال کرنے والے نے اسی وقت اپنی بیٹی کو ٹھونسے مارنا شروع کر دیئے۔

جناب قارئین! عربی کے لفظ طعن کے معنی ہیں تیر مارنا اور نیزا مارنا۔ لیکن روایت سازوں نے یہاں **یطعننی بیده** کا لفظ لکھا ہے۔ جس سے یہ معنی نکل سکتے ہیں کہ پسلی پر ہاتھ سے ضرب مارنا جو چبھ جائے آپ اسے ٹھونسے کہیں یا گھونسے بہرحال بخاری نے پڑھنے والوں کو یہاں بھی بیوقوف بنانے کا حیلہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ اس حدیث کو **کتـــاب التیمم** میں لے جا کر لکھتا ہے کہ نبی پاکؐ لڑائی کے لئے کسی سفر میں مقام **بیداء یا ذات الــجیش** میں پہنچے تو بی بی عائشہ کا گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا جسے تلاش کرنے کے لئے آپ نے سفر روک کر منزل کر دی۔ قافلہ کو پڑاؤ کرا کر ہار کو تلاش کرنے کا حکم دے کر آپ عائشہ کی ران پر گہری نیند سو گئے۔ ادھر نماز کا وقت آ گیا اور وہاں وضو کے لئے پانی بھی نہیں تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شکایت کی۔ شکایت کے الفاظ یہ ہیں۔

الاتریٰ ما صنعت عائشه اقامت برسول الله صلے الله علیه و سلم والناس و الیسو اعلیٰ ماء و لیس معهم ماء کہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ عائشہ نے کیا کیا کہ وہ رسول اللہ اور لوگوں کو بھی ٹھہرا چکی ہیں ایسے حال میں کہ ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے۔ اب آگے اس روایت میں لکھا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ کے زانو پر سر رکھے سوئے ہوئے تھے۔ تو ابوبکر نے اپنی بیٹی کو ملامت جو کہنا تھا وہ کہا اور پسلی پر ٹھونسے بھی مارے۔ آگے حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو بخاری نے کتاب النکاح کے آخر میں نقل کئے ہیں۔

جناب محترم قارئین! اس حدیث کی سند بھی ایک ہی ہے یعنی راوی لوگ جو کتاب النکاح کے مقام پر ہیں وہی رجال **کتـــاب التیمم** کے مقام پر ہیں۔ اس طرح بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ کتاب النکاح میں اس روایت پر امام بخاری نے جو ترجمۃ الباب اور عنوان باندھا ہے اس میں لکھا ہے کہ صدیق اکبرؓ حضورؐ سے پوچھ رہے ہیں کہ رات جشن منایا یا نہیں؟ اور پوچھتے ہی اپنی بیٹی کی پٹائی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب اس ایک حدیث کے اوپر دو مختلف عنوانات ایک جگہ پر حضورؐ سے صدیق اکبر کا سوال کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ جاگے ہوئے تھے جبکہ دوسری جگہ جہاں حدیث کا پورا واقعہ نقل کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نیند میں تھے اور **کتاب التیمم** میں روایت کے عنوان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال جواب کی بات نہیں۔ یہ شاید اس لئے کہ یہاں حدیث کی پوری عبارت ہے جس میں وضاحت سے نیند کا ذکر ہے۔ اس طرح کتاب النکاح میں حدیث کا ایک چھوٹا ٹکڑا ہے جس میں نیند کا ذکر نہیں۔ اس لئے بخاری نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صدیق اکبر کا حضورؐ سے ایسا سوال دکھایا ہے جس کی روشنی میں بیٹی کی پٹائی کی ہے۔ جس سے مترشح ہوتا ہے کہ گویا حضورؐ نے صدیق اکبر کو شب زفاف میں محرومی کا کوئی عندیہ دیا ہے جو وہ اپنی دلہن بیٹی کی پٹائی کرنے لگتے ہیں۔ اب ایک ہی حدیث پر متضاد تاثرات یہ امام الحدیث بخاری صاحب کی اندر کی تبرائی، عائشہ دشمنی والی گندگی، پلیتی اور بد باطنی نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے؟

☆☆☆

بخاری زہری قدس سرہ ٹیم کا امہات المومنین پر شرمناک تبرا

معزز قارئین! بخاری صاحب کی کتاب صحیح بخاری کی (کتاب الصلوٰۃ) کے تین باب ہیں جن کے اندر امام بخاری صاحب یہ تبرا والی حدیث چھ بار تکرار سے لائے ہیں جدا جدا سند کے ساتھ۔ پہلا باب "**اهل العلم و الفضل احق بالامامة**" کے نام سے باندھا گیا ہے۔ اس ایک ہی باب میں تبرا والی روایت کو تین بار تکرار سے لایا گیا ہے باقی چھ میں سے تین روائتیں جدا جدا ابواب میں ایک ایک کر کے لائی گئی ہیں۔ ان چھ روایتوں میں تبرا والا جملہ بڑے اہتمام کے ساتھ لائے ہیں بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ اس تبرا کی وجہ سے ہی بخاری صاحب نے اس حدیث کو چھ بار تکرار کر کے نقل کیا ہے تاکہ وہ پڑھنے والوں کے

ذہنوں کو امہات المومنین سے متنفر کر سکے۔ ان جملہ چھ روایتوں کو میں نہیں دہرا رہا صرف ایک بار خلاصہ بیان کئے دیتا ہوں اس کے بعد تبصرہ پیش کروں گا۔

ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ شدت مرض میں حضورؐ نے حکم دیا کہ **مروا ابا بکر فلیصل بالناس** یعنی ابوبکر کو میرا حکم پہنچاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جواب میں بی بی عائشہ نے کہا کہ **انہ رجل رقیق اذا قام مقامك لم یستطع ان یصلی بالناس** یعنی ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہوں گے تو وہ اس جدائی کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔ تو جواب میں پھر حضورؐ نے وہی حکم دہرایا تو بی بی عائشہ نے بھی پھر سے وہی جواب دیا۔ اس طرح تین بار حضورؐ نے حکم دیا اور عائشہؓ کے بار بار عذر پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **فانکن صواحب یوسف**۔

محترم قارئین! ان حدیث سازوں نے گویا حضورؐ کی زبانی ان کی گھر والیوں کو گالی دلائی ہے اور زبردست تبرا کیا ہے۔ ان چھ روایتوں میں سے دو میں لکھا ہے کہ جب حضورؐ اکرم نے فرمایا کہ جاؤ ابوبکر کو میرا حکم پہنچاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو بی بی عائشہ نے بی بی حفصہ سے کہا کہ آپ حضورؐ کو عرض کریں کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہے آپ کو مصلیٰ پر نہ دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ تو اسے بھی حضورؐ نے جواب میں فرمایا **فانکن صواحب یوسف** تو حفصہ نے عائشہ سے شکایتاً کہا کہ مجھے تجھ سے بھلائی نہ مل سکی۔

جناب معزز قارئین! **فانکن صواحب یوسف** سے مراد وہ عورتیں ہیں جو حضرت یوسفؑ کو عزیز مصر کی بیوی نے پھنسانے کے لئے اپنی سہیلیوں کو بلا کر یوسف پر جھوٹا مقدمہ بنانے کے لئے ان سے مدد مانگی اور انھوں نے اپنے ہاتھوں کو چھری سے کاٹ کر اس کا الزام یوسف پر لگایا تھا کہ وہ ان پر حملہ کر کے ان کی عصمت دری کرنا چاہتا تھا اور اس طرح سے ان عورتوں کے مکر و فریب سے یوسف کو سزائے قید ہوئی۔ تو ان حدیث سازوں نے حضورؐ کی زبانی بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ کو **صواحب یوسف** سے تعبیر کیا جناب قارئین! پہلی بات کہ صواحب صاحبہ کا تغلیبی جمع ہے اور صاحبہ صحبت کے صیغہ سے ہے جس کے معنی بنتے ہیں سہیلی یعنی صحبت کرنے والی۔ اب آگے غور فرمائیں کہ یہ اہل فارس والے امام اس جملہ سے گویا کہ حضرت یوسف پر بھی الزام لگا رہے ہیں کہ اس نے بھی صاحبائیں رکھی تھیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف اپر کلاس کی ان

عیاش لفنگی عورتوں کو مکار کہہ رہے ہیں (اِنَّ رَبِّی بِکَیۡدِھِنَّ عَلِیۡمٌ "12/50") ان عورتوں نے جھوٹا مقدمہ بنا کر یوسف کو جیل میں پہنچا دیا۔ اب یہ فائیو سٹار کلچر مادر پدر آزاد معاشرہ کی عورتوں اور وزراء و امراء کے بے لگام معاشرہ کی عورتوں سے تشبیہ دے کر امام بخاری اور اس کے استاد الاستاد امام زہری حضورؐ کی زبانی بی بی عائشہ صدیقہ اور بی بی حفصہ جو ایک صدیق اکبر کی بیٹی ہے اور دوسری فاروق اعظم کی بیٹی ہے اور انہیں امہات المومنین کا شرف حاصل ہے انہیں یہ فارسی امام صواحب یوسف کہہ کر تہذیب مصر کے نام سے گالیاں دے رہے ہیں۔ ان اماموں کے ہاتھوں کی صفائی پر بھی غور کریں کہ یہ تبرا اور گالیاں بھی حضورؐ کی زبانی دے رہے ہیں۔ کیا رسول اللہ جیسی عظیم الشان ہستی کی بیگمات کا کلچر اگر بازار مصر کی اپر کلاس مکار عورتوں کا سا بن جائے تو قرآن حکیم کا حکم **الطیبات للطیبین** یعنی پاک دامن عورتیں پاک دامن مردوں کے لئے ہونی چاہئیں حضورؐ جیسی پاک دامن ہستی کو اللہ تعالیٰ نے جو پاک باز گھر والیاں عطا فرمائیں یہ حدیث ساز امامی گروہ انہیں اپنی بدباطنی کا نشانہ بناتے ہوئے تبرا کر رہا ہے۔ جس سے قرآن کی شہادت جو ان کی پاک دامنی کے لئے بڑا اعزاز ہے، یہ لوگ اسے بھی غلط قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں ادبی لفاظی سے، استعاروں کنایوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں کے ساتھ یوسف نبی کو بھی داغ دار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان فارسی اماموں کو کیا کہیں انہوں نے تو ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کو بھی نہیں بخشا۔ اسے بھی بخاری صاحب نے اپنی نام نہاد صحیح بخاری میں جھوٹا لکھ دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی ھریرہ لم یکذب ابراھیم الاثلاث کذبات بینما ابراھیم مربجبار و معہ سارہ فذکر الحدیث فاعطاھا ھاجر قالت کف اللہ ید الکافر واخدمنی اجر قال ابو ھریرہ فتلك امکم یابنی ماء السماء

۔ حدیث نمبر 75 باب نمبر 42 کتاب النکاح بخاری۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ابراہیمؑ نے تین جھوٹ سے زیادہ نہیں بولے۔ اس حال میں کہ ابراہیمؑ گزر رہے تھے کسی جابر کے ہاں سے اور اس کے ساتھ اس کی اہلیہ سارہ بھی تھیں۔ آگے باقی ساری حدیث بیان کی پھر عطا کی سارہ کو ہاجرہ۔ سارہ نے کہا کہ میری خدمت کے لئے اس جابر نے اجرت دی۔ ابوہریرہ نے کہا پھر یہی ہے تمہاری ماں

اے آسمانی پانی کی اولاد۔

مندرجہ بالا حدیث پر بحث کرنے سے پہلے ہم قرآن حکیم سے اس حدیث کا تضاد دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابراہیمؑ کے بارے میں شہادت دے رہے ہیں کہ **اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا** 19/41 یعنی بے شک وہ انتہا کے سچے نبی تھے۔ مگر امام بخاری اور اس کے اساتذہ کھلم کھلا قرآن حکیم کا اور اللہ تعالیٰ کی شہادت کا انکار کرتے ہوئے رسول اللہ کی زبان مبارک سے آپ کے جدامجد کو تین جھوٹ کا مرتکب ثابت کر رہے ہیں۔ گویا حدیث ساز گروہ انکار قرآن کا یہ جرم بھی نبی کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

جناب معزز قارئین! یہ حدیثیں بنانے والے جن کو علم حدیث کی اصطلاح میں امام کے لقب سے لکھا اور پکارا جاتا ہے ان کا تعارف اور اصلی چہرہ ان کی حدیث سازی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصلیت کے لحاظ سے کون ہیں۔ آپ نے اس حدیث کی روایت کے متن پر شاید باقاعدہ غور نہیں کیا۔ میں آپ کی توجہ حدیث کی عبارت سازی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ حدیث اصل میں بہت لمبی ہے اس لئے یہاں اس کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے اور اس روایت کے ٹکڑے کے ذریعے امام بخاری نے بظاہر تو ابراہیمؑ کے متعلق شروع روایت میں لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ بولے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ اب شروع حدیث میں اس بات کے نیچے اس کے ثبوت کے لئے ایک لفظ بھی حدیث میں نہیں لایا صرف جھوٹ بولنے کی حضرت ابراہیمؑ کی طرف نسبت کر کے اس پر مزید گالیاں اسے سنا ڈالیں۔ نہ صرف اکیلے حضرت ابراہیمؑ کو بلکہ ساتھ ساتھ حضورؐ کو بھی والدہ کی گالیاں سنا ڈالیں۔ تبرا کی اس ہنرمندی اور فنکاری پر غور فرمائیں۔ باب کا نام بخاری صاحب نے رکھا ہے۔

اتخاذ السراری ومن اعنق جارية ثم تزوجها یعنی خوش کرنے والی پسندیدہ عورتیں لینا۔ اس باب کی کل دو حدیثیں ہیں۔ ہم دوسری حدیث پر بحث کر رہے ہیں۔ جس میں شروع میں بخاری صاحب نے جملہ لکھا ہے کہ ابراہیمؑ نے تین عدد جھوٹ سے زیادہ جھوٹ نہیں بولے۔ پھر آگے امام بخاری نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ اپنی گھر والی سارہ کے ساتھ ایک جابر کے ہاں سے گزرے۔ اس جملہ کے بعد بخاری صاحب اپنا فن امامت دکھانے کے لئے اور اپنا انداز ظاہر کرنے کے لئے حدیث کھا گئے ہیں **وذكر الحديث**

کا جملہ کہ کر سید حا سید حا فرماتے ہیں کہ **فاعطاها هاجر** یعنی اس جابر حکمران یا بادشاہ نے سارہ کو تحفے میں لونڈی ھاجرہ دی آگے امام بخاری بی بی سارہ کا جملہ رقم کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اللہ نے کافر کا ہاتھ (دست درازی سے) روک لیا اور میری خدمت گزاری کے لئے اجرت دی۔ (نوٹ: میں یہاں اتنے حصہ پر پہلے تبصرہ کر کے آخری جملہ پر بعد میں تبصرہ کرتا ہوں)

جناب قارئین! اوپر جو کٹی ہوئی حدیث بخاری صاحب لائے ہیں اور کٹے ہوئے جملوں کے اندر یہ تفصیل ہے۔ کہ اس جابر بادشاہ نے بی بی سارہ کو پکڑ کر بدکاری کے لئے خلوت میں منگوایا اور وہاں جیسے ہی وہ دست درازی کرنے کے لئے آگے بڑھتا تھا تو اس کے اعضاء شل ہو جاتے تھے۔ اس طرح بار بار شل ہونے پر تنگ آ گیا اور ڈرتے ہوئے سارہ کو چھوڑ دیا اور اس کو تحفے میں جیسا کہ بخاری کے استاد راویوں نے لکھا ہے کہ خدمت کرنے کی اجرت کے صلہ میں لونڈی ھاجرہ عطا کی۔ اب اس کہانی میں یعنی حدیث کے کٹے ہوئے ٹکڑوں میں حضرت ابراہیمؑ کے تین عدد جھوٹ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ جابر بادشاہ کو ابراہیمؑ نے سارہ کے بارے میں کہا کہ یہ میری بہن ہے۔ اب یہ جھوٹ بھی اس لئے سنایا گیا ہے کہ بقول ان حدیث سازوں کے وہ جابر بادشاہ کمزور اور بے آسرا لوگوں کی حسین بیویوں کو پکڑ کر ان سے بدکاری کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنی بیوی سارہ کے تعارف میں اسے بیوی کی جگہ بہن کہا۔ اب کوئی یہ بتائے کہ کسی جابر ظالم فاحش آدمی کے لئے اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ اس کی پسندیدہ عورت کسی مرد کی کیا لگتی ہے؟ بیوی ہو یا بہن ہے تو وہ عورت ہی اور جابر اور فاحش کا فحاشی والا مقصد تو دونوں سے یکساں طور پر پورا ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث ساز امام لوگ اس طرح کی ہیرا پھیری سے پڑھنے والوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ میں قارئین کی خدمت میں امام بخاری کی اس حدیث کے اندر ہیرا پھیری اور چکر بازی کی فنکاری کو واضح کروں۔

غور فرمائیں کہ بخاری نے **ثلاث كذبات** کی یعنی تین جھوٹ کی یہاں وضاحت نہیں کی اور عبارت کاٹ دی اور جو خواری اور رسوائی حضرت ابراہیمؑ کی گھر والی سارہ کے کھاتے میں ڈالنا چاہتا ہے اسے اس نے شاعری کی تیج بندی اور تنگ بندی کے نمونے سے یہاں لایا ہے۔ آپ پھر عبارت حدیث پر غور فرمائیں کہ بی بی ھاجرہ کا نام

بخاری نے حاجر لکھا ہے پھر اس کے وزن پر لفظ کافر لایا ہے پھر لفظ آجر لایا ہے۔ یہ ساری حیلہ بازی یعنی حاجر، کافر، آجر اس لئے بخاری نے کی ہے، کہ وہ جو گالی حضرت ابراہیمؑ کو اس کی بیوی کے نام اس متن میں لفظ آجر میں دے چکا ہے وہ اگر وزن بحر میں چھپا کر نہ لاتا تو بخاری کی اندر کی تبرا والی ذہنیت آسانی سے پکڑی جاتی۔ وہ اس طرح کہ متن حدیث میں **واخدمنی اجرتایا اخدمنی فی الاجرة** لکھنے سے تبرا اور گالی ظاہر ہو جاتی ہے۔ جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ جابر بادشاہ نے میری خدمت کی اجرت میں مجھے حاجرہ عطا کی اب غور کیا جائے اور سوچا جائے کہ کس طرح بخاری نے یہ گالی وزن بحر کی سجع بندی میں چھپا کر دی ہے۔ یہ دلیل بھی کہ بخاری نے یہاں حدیث کا وہ ٹکڑا کیوں چھپایا اور حذف کیا ہے جس میں یہ لکھتے ہیں کہ جابر بادشاہ جب بھی برائی کے لئے آگے بڑھتا تھا تو اس کے ہاتھ شل ہو جاتے تھے۔ اس کرامت یا معجزہ کو بخاری صاحب حذف کر کے بتاتے ہیں کہ سارہ نے کہا کہ اس ظالم جابر بادشاہ نے میری خدمت کی اجرت میں مجھے حاجرہ عطا کی۔ یہ لفاظی اور عبارت حدیث میں سجع بندی بیا نگ دہل شہادت دے رہی ہے کہ بخاری حضرت ابراہیمؑ کی اہلیہ محترمہ کو گالی دے رہا ہے، تبرا کر رہا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ان حدیث گھڑنے والوں نے جو جابر بادشاہ کے حوالے سے اور حضرت ابراہیمؑ کا اکیلے بیوی کے ساتھ سفر کرنے کا قصہ لکھا ہے وہ سرے سے من گھڑت اور جھوٹا ہے اور انہوں نے اسے موجودہ تحریف شدہ تورات سے نقل کیا ہے۔ اہل مطالعہ اور جنرل تاریخ سے تھوڑی سی مناسبت رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر نمرود بادشاہ کی کابینہ میں مذہبی امور کا سربراہ تھا اور حضرت ابراہیمؑ جوانی میں ہی اپنے باپ اور بادشاہ اور بابلی ریاست کے عوام سے ان کی بت پرستی، بت تراشی کے عمل پر ایک بھرپور مقابلہ کر چکے تھے۔ جس میں ابراہیمؑ جیتا اور بادشاہ اور جملہ حکومتی ڈھانچہ ہار گیا۔ یہ نوجوان ابراہیمؑ سلطنت والوں کو شکست دینے کے بعد رسالت اور نبوت پر فائز ہو کر خود حکمران بنا۔ اللہ نے اس کی دعا۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ 26/83 یعنی اے میرے رب مجھے حاکیت عطا فرما اور مجھے اصلاح کرنے والوں کے زمرہ میں شمار کر۔ اللہ نے اس کی دعا قبول فرما کر قرآن سے شہادت دلائی کہ **وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا**

21/79 یعنی ہم نے ان سب نبیوں کو علم اور حکومت سے نوازا۔ اور یہ سب لوگ **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ** 6/89 ان سب کو ہم نے کتاب، حکمرانی اور نبوت عطا کی۔ تو ایسے مقام و مرتبہ پر فائز حضرت ابراہیمؑ کو اہل فارس کا حدیث ساز امامی گروہ دیکھو کس طرح پیش کر رہا ہے جیسے کوئی پیش امام یا مؤذن مولوی صاحب اپنی بیوی کو سفر پر کسمپرسی کی حالت میں لے جاتا ہو۔ لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ حضرت ابراہیمؑ خاندانی لحاظ سے شاہی خاندان کے فرد ہیں اور اس کے ساتھ وقت کی نمرودی بادشاہت کے بچپن سے باغی اور اپوزیشن لیڈر ہیں اور اللہ کی طرف سے **اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا** 2/124 یعنی انسان ذات کے کائناتی اور بین الاقوامی لیڈر بنائے گئے رسول ہیں۔ سو امام بخاری اور اس کے اساتذہ راوی لوگ جھوٹ کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ سے وقت کے جابر شخص نے بیوی چھینی تھی وغیرہ وغیرہ۔ یہ قصہ من گھڑت ہے۔

ایسی حدیث ہی جعلی ہے، بناوٹی ہے یہ حضرت ابراہیمؑ جیسے ابوالانبیاء کو گالی دینے اور ان پر تبرا کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے۔ آئیے اب اس حدیث کے آخری جملہ پر ذرا غور و خوض کرتے ہیں۔

☆☆☆

امام بخاری کی حضورؐ کو گالی

مذکورہ بالا حدیث کا آخری جملہ ہے کہ **قال ابو هريره فتلك امكم يابني ماء السماء** یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ پھر یہی تمہاری ماں ہے اے اوپر سے گرنے والے پانی کی اولاد۔

محترم قارئین جاننا چاہئے کہ مسلمانوں کا حقیقی علمی ورثہ جو تفسیر القرآن بالقرآن کے نمونہ سے شروع اسلام سے لے کر تیار کیا گیا تھا وہ سارے کا سارا منگولوں کے حملہ کی آڑ میں ہلاکو اور عباسی حاکموں کے مجوسی وزیر اعظم ابن علقمی اور ابن طوسی نے دریائے دجلہ میں بہا دیا تھا، یا نذر آتش کرا دیا۔ ان کی کوشش تو یہ تھی کہ قرآن کو دنیا سے ختم کر دیں اور تلف کر دیں لیکن اس کی حفاظت براہ راست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھی اس لئے اس کا مقابلہ نہ کر پائے۔ میں اس پس منظر کی طرف آپ کی توجہ اس لئے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ۔

تورات اور انجیل کی تحریف کرنے والے یہود و نصاریٰ نے جب دیکھا کہ آخری رسول خاتم النبیین تو بجائے اسحاقؑ کے اسماعیلؑ کی پشت سے پیدا ہوئے ہیں اور بنو اسرائیل اس شرف سے محروم رہ گئے۔ تو اس حسد کی آگ میں جل کر ان لوگوں نے حضرت اسماعیلؑ کے جملہ شرف نسب اور اعزازات کو رد کرنے اور بگاڑنے کے حیلے کئے اور جھوٹی روایتیں گھڑیں، ذبح کا اعزاز بھی اسماعیلؑ کے عوض اسحاق کے نام کیا اور ان دونوں فرزندان ابراہیمؑ میں اسحاقؑ کو بڑا مشہور کیا اور اسماعیلؑ کو چھوٹا، حالانکہ اسماعیلؑ بڑا تھا اور یہ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی ایک ہی بیوی سے پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے حضرت اسماعیلؑ کو لونڈی حاجرہ کے بیٹے کے طور پر مشہور کیا کیونکہ ان کی پشت سے آخری نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ قرآنی علوم کے ٹکراؤ اور ضد میں اہل فارس کے مجوس اور بگڑے ہوئے زرتشتیوں نے جو علم حدیث اور علم فقہ اور ان سے ماخوذ علم تاریخ بنایا اسے تقیہ کے ادوار میں یہ لوگ جمع کرتے کرتے انبار بنا گئے۔ انہوں نے مجوسیات کے ساتھ ساتھ اسرائیلیات کو انباروں میں جگہ دی تو یہ حدیث اسرائیلیات اور مجوسیات کا مرکب ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں کی ماں ایک ہے۔ حاجرہ نامی لونڈی فرضی نام ہے جو اسماعیلؑ کی منقبت گھٹانے کے لئے گھڑا گیا ہے۔ ہاجرہ نامی لونڈی کو اسماعیلؑ کی ماں قرار دینا اسماعیلؑ سے حسد اور نفرت کی بناء پر اسرائیلیوں اور مجوسیوں کے علم حدیث کا کرشمہ ہے اس کا ثبوت ہم ان حدیث سازوں کی جھوٹی احادیث سے ہی قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ توجہ فرمائیں۔

جس وقت جابر بادشاہ سارہ کے حسن اور شکل وصورت کی تعریف سن کر اسے اپنے محل میں لاتا ہے تو یقیناً اس وقت سارہ جوان ہوگی بوڑھی نہیں لیکن قرآن حکیم کے مطابق اسماعیلؑ واسحاقؑ کی پیدائش سے پہلے خوشخبری ملنے پر سارہ فرماتی ہیں کہ **قَالَتْ يٰوَيْلَتٰىٓ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا**..... 11/72 یعنی میں تو بوڑھی ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے۔ میں کیسے بیٹا جن سکتی ہوں؟ تو اس جعلی حدیث والے قصہ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ سارہ کو جابر حاکم نے خدمت کی اجرت میں حاجرہ لونڈی ہدیہ میں دی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں حضرت ابراہیمؑ بھی اپنی بیوی سارہ کی طرح عمر کے لحاظ سے چاق و چوبند اور تنومند تھے اور سارہ کی خدمت کے لئے فرضی جابر

بادشاہ نے اسے اجرت میں لونڈی حاجرہ دی تو وہ بھی جوان ہی ہوگی تو اس صورت میں اگر اسماعیلؑ حاجرہ سے پیدا ہوتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ یہ کیونکر اور کیسے بتاتے ہیں کہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ 14/39 یعنی اللہ تعالیٰ کی بڑی ثناء جس نے مجھے بڑھاپے میں میری دعائیں سن کر اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ عطا فرمائے۔ تو جناب عالی! غور فرمایا جائے کہ اگر حضرت ابراہیمؑ کے پاس سارہ کی لونڈی حاجرہ ہوتی تو وہ بھی ان دنوں بوڑھی ہو چکی ہوتی کیونکہ حضرت ابراہیمؑ بتا رہے ہیں کہ مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ ملے ہیں تو چونکہ سارہ بھی بوڑھی ہیں اور ہاجرہ بھی بوڑھی ہی ہوگی لیکن قرآن حکیم میں بیٹے کی خوشخبری پر سارہ کا ذکر تو ہے۔ حاجرہ کا ذکر بھی قرآن ضرور کرتا کہ اسے بھی جوانی کے عوض بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ دیا گیا، لیکن اس طرح کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ قرآن میں موچی کے بنائے ہوئے بیزار موچی کے سر پہ مارنے کے طور پر بتایا گیا ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے سے پہلے کوئی اولاد نہیں ملی۔ دوسرا یہ کہ وہ اولاد کے لئے مسلسل دعائیں مانگتے رہے ہیں۔ تیسرا یہ کہ اولاد کی بشارت کے وقت ابراہیمؑ کے ساتھ اس کی اکیلی بیوی **وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ** کھڑی تھیں **فَضَحِكَتْ**۔ چوتھا یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کی زبانی کہ مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دعاؤں کے صلہ میں رب تعالیٰ نے تحفہ میں دیئے یہ جملہ احوال قرآن کی مختلف سورتوں کے ایک جگہ جمع کرنے سے ثابت ہو جاتے ہیں کہ ابراہیمؑ کو دونوں بیٹے اسماعیلؑ واسحاقؑ بڑھاپے میں ملے ہیں اور اس وقت آپ کی ایک ہی بیوی ہے وہ بھی بوڑھی ہے۔ سوال اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ابراہیمؑ کو اس طرح سے بڑھاپے میں بیٹے اور پوتا یعقوبؑ دینے کی حکمت کیا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان کتنا جھگڑالو ہے۔ **وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا** 18/54 اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ **مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ** 33/40 یعنی محمد تم مردوں میں سے کسی کا بھی باپ نہیں ہے لیکن پھر بھی اس **هماز مشاء بن ميم** انسان نے آل محمد کا چکر چلا کر رسالت اور نبوت کی پوری مشینری جعلی آل کے ذریعے بلا کر رکھ دی ہے۔ اس لئے اللہ نے ابراہیمؑ کو عجوبہ کے طور پر خرق عادت کے طور پر عام سسٹم سے کچھ مختلف نمونہ سے اولاد اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دیئے۔ اگر اللہ ایسا نہ کرتا تو جس طرح ان

الانسان لیطغی۔ تحقیق انسان بے لگام ہے رب نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود بیٹے نہ دیئے جانے کے انسانوں نے آل کا چکر چلایا ہوا ہے تو یہ خطرناک حیوان ناطق ابراہیم کے لئے بھی بیٹوں کی آل کا بالکل ہی انکار کر دیتا اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ابراہیم کو ابوالانبیاء بنا کر رسالت کے مشن کے ذریعے ہدایت کا سامان بنایا تو یہ انسان اسے رد کرنے کے لئے ابراہیم کے دونوں بیٹوں کا انکار کر کے اولاد ابراہیم کا انکار کر بیٹھتے جس طرح محمد کو اولاد نہ دیئے جانے کے باوجود رسالت کی تحریک کو ختم کرنے کے لئے اسے جعلی آل دیئے بیٹھے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اتنے انتظامات کے باوجود اس انسان نے حضرت اسمٰعیلؑ کو معاذ اللہ نعوذ باللہ کتنی گالیاں دی ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں آخری جملہ یہ ہے کہ **تلك امكم يا بنى ماء السماء** گویا حضرت اسماعیلؑ کو گالی دی گئی ہے کہ اے زنا کی پیدائش۔ اس قسم کے تبراجات آپ تحریف شدہ تورات اور انجیل میں پڑھیں گے تو اندازہ کر سکیں گے کہ ان لوگوں نے اللہ کے نبیوں کو کیا کچھ کہا ہے۔ اسی لئے تقیہ کی چھتری تلے علم حدیث ایجاد کرنے والوں نے ایک جعلی حدیث بنائی ہوئی ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ مجلس رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں کسی اگلے رسول کا صحیفہ پڑھ رہے تھے تو اسے دیکھ کر رسول اللہ غصہ سے لال پیلے ہو گئے اور فرمایا کہ اے عمر اگر آج عیسیٰ یا موسیٰ یہاں موجود ہوتے تو ان کو کوئی چارہ ہی نہ ہوتا کہ وہ سوائے قرآن کے کچھ اور پڑھتے اور آپ ان کی کتابیں پڑھ رہے ہیں۔ تو جواب میں حضرت عمرؓ نے معافی مانگی اور ایمان کی تجدید کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی حدیث ان حدیث ساز قدس سرہ والی ٹیم نے اس لئے بنائی ہے کہ انہوں نے اپنے ذخیرہ احادیث میں چونکہ اسرائیلیات کو نقل کیا ہے۔ اس لئے کہیں لوگوں کو اور مسلمانوں کو اس سازش کا پتہ نہ لگ جائے اس لئے ان کو منع کر دیا کہ بائبل اور عہد نامے نہ پڑھیں تاکہ علم حدیث والوں کی سازش نہ کھل جائے۔ آپ دور نہ جائیں یہ گالیاں حضرت اسماعیل سے لے کر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک آپ بخاری میں پڑھ کر دیکھیں خصوصاً اس حدیث کے آخری جملہ میں ان کے فن تبرا کے ہنر دیکھیں۔ **تلك امكم يا بنى ماء السماء** میں بخاری اور اس کے استاد راویوں نے تبرا کیا ہے۔

اب اس حدیث کے آخری جملہ پر ہم تبصرہ کر رہے ہیں۔ جس میں بخاری اور اس کے استاد راویوں نے تبرا کیا ہے کہ یہ ہے تمہاری ماں، اے اوپر سے گرنے والے پانی

کی اولاد۔

جناب قارئین کرام! تبرا والی گالی کے مفہوم پر غور کریں کہ ایک بات تو ان یہودیوں نے یہ بنائی ہوئی ہے کہ حضرت ابراہیم کا بیٹا اسحاق بی بی سارہ سے تھا اور حضرت اسمٰعیلؑ کو انہوں نے حاجرہ نامی لونڈی کا بیٹا مشہور کیا ہوا ہے۔ تحریف شدہ تورات کی غلیظ گالیوں کو بخاری کی قدس سرہ والی ٹیم کے ہنرمندوں نے غلاف میں جو گالی دی ہے اس میں یہ لوگ شاید بنو اسرائیل سے بھی بازی لے گئے۔ **یابنی ماء السماء** کا جملہ ان کے تبرا کی انوکھی ایجاد ہے اور رومال میں لپٹی ہوئی گالی ہے۔ یہ جملہ کسی شخص کے مجہول النسب ہونے پر ہی کہا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی معلوم النسب ہے تو اسے اس کے باپ دادا اور خاندان معقول تعارف اور نسب نامہ نہ ہوا بلکہ یہ کسی معین نسب سے ہونے کا انکار ہوا۔ یہ تو براہ راست گالی ہے۔ یہ فن استعارہ اور کنایہ کا ایک شاہکار استعمال ہے اور وہ بھی اس انداز سے کہ **تلك امكم** یعنی یہ کہنا کہ یہ ہے تمہاری ماں۔

اب پھر حدیث کی عبارت کے ٹکڑوں پر غور کریں جن میں بی بی سارہ کو جدا گالی ہے اور بی بی حاجرہ کا استخفاف تو ہے ہی اور یہ اہل فارس والوں کی گالی ایسے بیچ میں پھینکی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم سے لیکر حضورؐ تک جملہ آل اسحاق اور آل اسماعیل سب کو محیط ہے۔ یہ جابر، کافر، حاجر، آجر، کی تک بندی کے بعد کسی کو یہ کہنا کہ یہ ہے تمہاری ماں۔ اے آسمانی پانی کی اولاد! یہ بہت گہرے مفہوم کی گالی اور تبرا ہے۔

☆☆☆

امام بخاری کی فقہ اس کے عنوانات میں ہے

محترم قارئین! امام بخاری کی فقہ کا نظریہ اس کے ترجمۃ الباب یعنی حدیث کے اوپر اس نے جو باب باندھے ہیں ان میں ہے۔ ہم یہاں بخاری شریف کے باب کتاب البیوع کو پیش کرتے ہیں باب کا نمبر ہے 1385- **باب هل يسافر بالجارية قبل ان يستبرئها ولم ير الحسن بأسا ان يقبلها اويباشرها وقال ابن عمر اذا وهبت الوليدة التى توطأ اوبيعت اوعتقت فليستبرأ رحمها بحيضة ولا تستبرأ العذراء وقال عطاء لا باس ان يصيب من جارية**

الحامل ما دون الفرج وقال الله تعالیٰ الاعلیٰ ازواجھم او ماملکت ایمانھم۔

ترجمہ: کیا لونڈی کے ساتھ اس کی ماہواری کی حالت میں سفر کرسکتا ہے؟ حسن بصری کے ہاں بوسہ دینے اور مباشرت کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ ابن عمر نے کہا کہ جب ہدیہ میں دی جائے ایسی لونڈی جو وطی کی جاتی تھی یا فروخت کی جائے یا آزاد کی جائے تو وہ ایک عدد ماہواری سے صاف اور بری قرار دی جائے گی۔ اور کنواریوں کے لئے رحم کی صفائی کی کوئی شرط نہیں اور عطاء صاحب نے فرمایا کہ کسی کی لونڈی اگر حاملہ ہو تو کوئی حرج نہیں کہ اسے سوائے فرج کے کسی اور جگہ سے فائدہ حاصل کرے۔

یہاں تک تو مندرجہ بالا ترجمۃ الباب کا ترجمہ ختم ہوا لیکن آگے بخاری صاحب نے سورۃ المومنون کی چھٹی آیت کا ایک ٹکڑا لاکر اپنے موقف اور بخارا اور سمرقندی کلچر کو رائج کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ آیت کریمہ تو جنسی خواہشات کو اپنی بیویوں تک محدود رکھنے اور ان عورتوں تک جو انسداد غلامی سے پہلے کے رواج کے مطابق ان کی ملکیت میں آچکی تھیں تک محدود رکھنے کی بات کی ہے۔ لیکن آپ غور فرمائیں کہ حسن بصری اور عطا صاحب تو ہوئے بخاری صاحب کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ لیکن بخاری نے تو حضرت ابن عمر کی طرف جھوٹی روایت منسوب کرکے اپنے شہر کی تہذیب کو اسلام کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس خبط میں قرآن کو بھی استعمال کرنے میں اس کی آنکھوں میں کوئی پانی نہیں آیا کہ وہ حسن بصری سے حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت اور عطا صاحب سے حاملہ عورت کو بجائے فرج کے دوسری جگہ استعمال کرنے کی حیلہ جوئی میں جھوٹے سہارے ڈھونڈ رہا ہے۔

جناب معزز قارئین! بخاری صاحب کا اس کی کتاب میں ایک عنوان آپ نے پڑھا جسے فن حدیث میں ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے اور مشہور ہے کہ بخاری صاحب کے فقہی فیصلے اس کے تراجم یعنی عنوانوں میں ہوتے ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ بخاری کا اپنا نظریہ اور فقہ وہی ہے جو اس نے حسن بصری کے نام سے سنایا ہے۔ کہ حائضہ عورت سے مباشرت ہوسکتی ہے اور عطا کے حوالہ سے بخاری نے ثابت کیا ہے کہ حاملہ عورت کو فرج کی بجائے کہیں اور سے استعمال کیا جاسکتا ہے تو جناب قارئین یہ گند بخارا کی تہذیب کا ہے آگے

حدیث پڑھیں جس میں بخاری صاحب اپنا یہ گند اپنی من گھڑت اور اپنے ہمنواؤں کی من گھڑت جھوٹی حدیث کے ذریعے حضورؐ کے کھاتہ میں ڈال رہا ہے۔ کہ خیبر کا قلعہ جب فتح ہوگیا تو لوگوں نے صفیہ بن اخطب جو قید کی گئی تھی اس کے حسن و جمال کا حضورؐ سے ذکر کیا اور اس کا خاوند جنگ میں قتل ہوگیا تھا دونوں کی شادی بھی جنگ سے ذرا پہلے تازہ تازہ ہوئی تھی اور اس دلہن پر ہی یہ سارا ترجمۃ الباب لکھا ہے۔ تاثر دیا ہے کہ صفیہ جب نئی شادی شدہ تھی اور اس کا شوہر جنگ میں قتل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کے حسن و جمال کا سن کر اس کے ساتھ مدینہ واپس پہنچنے سے پہلے شادی رچائی اور سد روحا کے مقام پر ولیمہ بھی کیا اور تین دن تک وہیں پورے لشکر اور قافلہ کا قیام رہا۔ یہ تین دن رہنے کا ذکر بخاری صاحب نے کتاب المغازی کی حدیث نمبر 1326 میں کیا ہے اور اس کتاب البیوع کی حدیث نمبر 2082 میں اسے گول کرگیا ہے۔ یہ ٹکڑوں میں حدیثوں کی کانٹ چھانٹ کرنا بخاری صاحب کا مخصوص اور نرالا فن ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ اس طریقہ سے بخاری صاحب اپنے فقہی استنباطات کھولنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ کبھی فرصت ملی تو بخاری کے اس مخصوص انداز پر بھی تبصرہ لکھوں گا۔ اور قارئین دیکھیں گے کہ فن تبرا میں بخاری صاحب کتنے یگانہ روزگار ہیں کہ استعاروں اور کنایوں میں کسی کو کچھ سے کچھ بنا دیتے ہیں دور کیوں جائیں اس تفصیلی تبصرہ سے پہلے ابھی اس حدیث پر غور کریں کہ ترجمۃ الباب اور عنوان میں لکھتے ہیں کہ جس عورت کو استبراء رحم کے سوا سفر میں شریک کیا جائے تو اس کے ساتھ حسن بصری کہتا ہے کہ مباشرت جائز ہے اور عطا کہتا ہے کہ فرج کے سوا دوسری جگہ بھی کیا جاسکتا ہے پھر امام بخاری فی الفور وہیں کے وہیں حدیث لایا ہے کہ جنگ خیبر کے ختم ہوتے ہی لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ قیدی عورتوں میں صفیہ نامی عورت بہت ہی حسن و جمال کا پیکر ہے اسے تو دحیہ کلبی اپنے لئے لے گیا ہے۔ یہ عورت تو آپ کو جچتی ہے۔ یہ سن کر آپ نے دحیہ کلبی کو بلا کر اسے کچھ دے دلا کر صفیہ اپنے لئے واپس لے لی اور چونکہ اس کی جنگ سے پہلے تازہ تازہ شادی ہوئی تھی اور اس کا شوہر لڑائی میں مارا جا چکا تھا تو فارس کے کہانی سازوں نے یہ بھی جھوٹ گھڑا کہ صفیہ پہلے شوہر سے ضرور صحبت کر چکی ہوگی۔ تو اب حضورؐ نے اسے کیسے استبراء رحم کرایا، کرایا یا نہیں کرایا اور اگر نہیں کرایا تو بخاری، حسن بصری اور عطا ابن رباح فقہ بنانے کے لئے بیٹھے ہی ہیں۔

جناب عالی! یہ سب گالیاں ہیں، یہ سب تبرا ہے، یہ حدیث جھوٹی ہے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے وہ اس طرح رسول اللہ کو حکم دیا گیا ہے کہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ 8/67 یعنی جنگوں میں کوئی قیدی غلام نہیں بنایا جائے گا۔ تو یہ حدیث حضورؐ کے غزوات اور جنگوں کو عیاشیوں اور پرائی عورتوں کو ہتھیانے کے الزام لگانے کے لئے اہل فارس نے نبی پاک، اصحابہ کرام، اسلام اور مسلمانوں کو رسوا کرنے کے لئے گھڑی ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ گالیوں کے فن میں بخاری کتنا مشاق ہے جو جماع اور ہم بستری کے مقصد کو چھپانے کے لئے کنایہ اور استعارہ سے چھپا کر گالیاں دیتا ہے کہ **هل يسافر بالجارية قبل ان يستبرئها** ۔اس عبارت میں جماع کے لفظ کو بخاری نے سفر کے لفظ میں چھپایا ہے۔ یہ فن تبرا میں پندرھویں صدی کے شیخ الحدیثوں کا بھی امام ہے۔

☆☆☆

علم حدیث کی آڑ میں تبرا

حدیث ساز امام زہری کی ازواج رسول کو گالیاں دینے کی ہنر مندی اور فن کاری

عن ام سلمه رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه و سلم استيقظ ليلة فقال سبحان الله ماذا انزل الليلة من الفتنة ماذا انزل من الخزائن من يوقظ صواحب الحجرات يا رب كاسية في الدنيا عارية في الاخرة بخاری باب نمبر 718 تفسیر الصلوۃ حدیث نمبر 1054 صفحہ نمبر 444 ناشر مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی ایک رات جاگے تو فرمایا، سبحان اللہ! کیا کیا فتنے اور کیا کیا خزانے رات کو اُتارے گئے ہیں۔ ہے کوئی شخص جو ان حجرے والی عورتوں کو جگا دے۔ بہت سی عورتیں دنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہونگی۔

تجزیہ اور تبصرہ: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ فتنے نازل کئے گئے ہیں جب کہ قرآن حکیم میں تقریباً 300 سے زائد بار لفظ نزول مختلف صیغوں میں استعمال کیا گیا ہے جس میں ہر بار کسی نہ کسی نازل کردہ چیز کا ذکر ہے۔ کہیں کتاب کا، کہیں پانی کا، کہیں نور کا،

کہیں مائدہ کا، کہیں سلطان کا، کہیں آیت کا کہیں امن والی نیند کا، کہیں خیر کا، کہیں ملائکہ کا، لیکن 300 کی اتنی بڑی فہرست میں کہیں بھی فتنوں کے نازل کرنے کا ذکر قرآن میں نہیں آیا۔ فتنہ کا ایک معنی ہے آزمائش جو اللہ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ دوسرا معنی ہے فساد۔ یہ دونوں چیزیں ہمارے معاشرہ کی پیداوار ہیں جن کا تعلق ہم انسانوں کے کرتوتوں سے ہے۔ اگر فتنوں کو سماوی نازل کردہ چیزوں میں شمار کیا جائے گا تو انسان ان میں مبتلا ہونے کے بعد جزا و سزا سے بچ جائے گا اور رب سے عذر کرے گا کہ تیری نازل کردہ بلاؤں سے میں کہاں جان چھڑا سکتا تھا۔ پھر ایسی بلاؤں اور فتنوں کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہو جاتی ہے جس سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اللہ کا کام ہی بندوں میں فساد پھیلانا ہے۔

لیکن فتنہ کے جو معنی آزمائش کے ہیں وہ ضرور رب کی طرف سے بھی ہوتی ہے تاہم پھر بھی قرآن نے اسے نازل کردہ اشیاء کے زمرہ میں نہیں گنوایا تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ ہماری آزمائش بھی زمینی مسائل اور منصوبوں سے منسلک ہے جس کے اسباب اور استخراجی عوامل خالص زمینی ہیں اس حدیث میں خزانوں کے بارے میں بھی جو کہا گیا ہے کہ کتنے خزانے اس رات میں نازل کئے گئے ہیں یہ جملہ بھی قرآن حکیم کے اسلوب نزول خزائن کے خلاف ہے۔ نزول خزائن کے متعلق پورے قرآن میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ 15/21 یعنی قرآن حکیم نزول خزائن کی بات استدراجی کرتا ہے اس میں یک بارگی نہیں۔

اس حدیث میں نزول خزائن کا انداز بقدر معلوم قرآنی انداز کے خلاف ہے اور حدیث میں حضورؐ کا انداز بیان مندروں کے مہنتوں اور خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی طرح دکھایا گیا ہے جو وحی کے حکیمانہ اسلوب کے خلاف ہے۔ جاننا چاہیے کہ وحی کی تعلیم اور وحی کے بتائے ہوئے فرمانوں کا اطلاق کئی ہزار سالوں اور ابد تک کو محیط ہوتا ہے۔ اور یہاں امام زہری نے رسول اللہ جو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ 53/3 کے مقام پر فائز ہیں کے فرمان کو اور فرمان کی لامحدود وسعتوں کو گھر کے حجروں میں سوئی ہوئی ازواج مطہرات پر لاگو کر دیا ہے اور وہ بھی اتنے گرے ہوئے الفاظ اور انداز سے کہ اس میں امام زہری نے تبرا والا زہر بھی رسولؐ کی زبان سے حدیث میں ملا دیا ہے۔

اس حدیث کی بناوٹ سے امام زہری کا مقصود ہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی

بجز اس رسولؐ کی زبانی نکالے کہ کوئی ہے جو ان حجروں میں سوئی ہوئی ازواج مطہرات کو اٹھائے اور کئی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو لباسوں میں ملبوس ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہونگی

جناب معزز قارئین! بخاری اور زہری کے استعاروں اور کنایوں میں تبرّا کو دیکھتے جائیے اور بتائیے کہ قرآن نے جن ازواج رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو امت کی مائیں قرار دیا ہے کیا ان کا یہ مرتبہ ومقام ہے جس کے خلاف یہ امامی گروہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جھوٹی حدیثوں کے نام پر امہات المومنین کے قرآنی مرتبہ کو کم کرنے کے لئے گندے جملے ان سے منسوب کر رہے ہیں اور یہ گندگی انہوں نے کئی حدیثوں میں بھری ہوئی ہے اس حد تک کہ اگر ایسی تمام روایات میں یہاں نقل کروں تو بلاشبہ آپ پکار اٹھیں گے کہ علم حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر، ازواج مطہرات پر اور اصحاب رسولؐ پر خالص تبرّا سکھانے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنا مدعا قارئین کے سامنے پیش کروں تا کہ میرا یہ دعویٰ، میرا یہ الزام خالی اور بغیر ثبوت اور دلیل کے نہ رہ جائے۔

جناب عالی! بخاری کے اندر آپ کتاب الجہاد والسیر کھولیں، اس میں ایک باب ہے جس کا نام بخاری صاحب نے تجویز کیا ہے کہ **ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلے اللہ علیہ و سلم وما نسب من البیوت الیھن** ۔ یعنی یہ باب اس بارے میں ہے کہ جو کچھ حضورؐ کی گھر والیوں کے گھروں کے متعلق آیا ہے اور جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس باب میں بخاری صاحب کل سات احادیث لائے ہیں۔ یہاں میں ان سات میں سے پانچویں نمبر پر حدیث کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں حدیث کا نمبر 346 ہے۔ **عن عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ قال قام النبی صلے اللہ علیہ و سلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشہ فقال ھنا الفتنۃ ثلاثا من حیث یطلع قرن الشیطان۔**

ترجمہ: عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور مسکن عائشہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی جگہ فتنہ ہے، اسی جگہ فتنہ ہے، اسی جگہ فتنہ ہے، اور وہ بھی اس طرح جیسا کہ شیطان کے سینگ ابھر پڑیں اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ تبرّا کا اس کے سوا اور کیا مفہوم ہے؟ میں نے بعض

محدث حضرات کی اس حدیث کی تاویلات بھی پڑھی ہیں کہ مسکن عائشہؓ خطبہ کے منبر کی مشرق کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنی ہوں گے کہ فتنہ مشرق کی طرف ہے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس سے عائشہؓ کا گھر مراد ہے۔ میں ایسی تاویل کرنے والے محدث حضرات کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کی یہ تاویل خود بتا رہی ہے کہ بخاری اور اس کے استاد راویوں نے بڑا گندا فعل کیا ہے، تبرّا کیا ہے۔ اس لئے آپ کو تاویلی مفہوم بنانے کی زحمت کرنی پڑی اور اپنے اہل فارس کے امامی گروہ سے حسن ظن کی بنیاد پر ایسے معنی نکال لئے۔ لیکن یہ آپ کی اہل فارس کے لئے خواہ مخواہ کی وکالت ہے کیونکہ بخاری صاحب نے اس حدیث کا جو باب باندھا ہے وہ تو صاف صاف آپ کی تاویل والے معنی کی تردید کرتے ہوئے تبرّا پر اصرار کر رہا ہے، باب ہے حضورؐ کے گھر والیوں کے گھروں کے متعلق

☆☆☆

بخاری کی پہلی حدیث ہی صحابہ دشمنی پر مبنی ہے

سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرأ مانویٰ فمن کانت ھجرتہٗ الی دنیا یصیبھا او الی امرأۃ ینکحھا و ھجرتہٗ الی ما ھاجر الیہ ۔ (کتاب بخاری کی پہلی حدیث)

خلاصہ: اس حدیث میں راوی حضرت عمرؓ کے حوالے سے حضورؐ کی طرف منسوب کی ہوئی حدیث بیان کر رہا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہوگا جس کی وہ نیت کرے گا۔ پھر جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لئے ہوگی وہ اس کو پائے گا یا جس کی ہجرت کسی عورت کے لئے ہوگی تو وہ اس سے نکاح کرے گا۔ یعنی جس کسی کی ہجرت جس کے لئے ہوگی وہ اسی کا مہاجر کہلائے گا۔

تبصرہ بخاری صاحب اور اس کے اساتذہ راویوں کے رویوں اور رجحانوں کو قارئین کرام نظر میں رکھتے اور نوٹ کرتے چلیں۔ بخاری صاحب اپنی کتاب مجموعہ احادیث کی شروعات اس حدیث سے فرما رہے ہیں جس سے پڑھنے والوں کے ذہنوں میں یہ تاثرات قائم ہوں کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم المرتبہ ہستی بھی اپنے انقلابی اصحاب

کرامؓ کے ہجرت جیسے زبردست کارنامہ اور قربانی سے کلی طور پر مطمئن نہیں تھے۔ جبھی تو ہجرت کو اقسام میں بانٹ کر بعض غیر مخلصین، دنیا کے پرستاروں اور عورتوں کے حصول کے لئے ہجرت کرنے والوں کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ کہ کچھ لوگوں کی ہجرت ایسی بھی تھی۔ میرا یہ الزام کہ بخاری اور دیگر حدیث ساز راوی لوگ اپنی طرف سے باتیں بنا کر انہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر پیش کر رہے ہیں جبکہ یہ مانا ہوا مسلم اصول ہر وقت پڑھنے والوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان حدیثوں کو پرکھنے کی کسوٹی قرآن حکیم کو قرار دے کر اس کے ساتھ پرکھا جائے۔ پھر از خود دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر سامنے آجائے گا۔

تو آیئے اس مضمون کو قرآن سے ملا کر دیکھیں کہ کیا اصحاب رسولؐ میں سے ہجرت کرنے والے مہاجر صحابہ کے لئے قرآن بھی کوئی ایسی نشان دہی کرتا ہے یا اشاروں اور کنایوں میں ان حدیثوں کی طرح کوئی ترشح کی عبارت کہیں لاتا ہے؟ یا قرآن میں اللہ اپنے علم کی بنیاد پر ان کی ایسی حدیثوں کے جواب میں جو انہوں نے قرآن دشمنی، رسولؐ دشمنی اور صحابہ دشمنی کے طور پر بنا کر عام کرنی تھیں، پہلے ہی سے رد فرما کر اپنے رسولؐ کے ساتھیوں کی صفائی پیش کردی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ 59/8 جناب معزز قارئین! اس آیت کریمہ کو ہر شخص اپنے گھر کے باترجمہ قرآن پاک میں غور سے پڑھے۔ اس میں رب تعالیٰ مہاجر صحابہ کے اعمال اور دل کی نیتوں کے بارے میں خود شہادت دے رہا ہے۔ کہ ان کی ہجرت کا مقصد اور مدعا یہ تھا کہ یہ لوگ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا یعنی ان کی ہجرت سے نیت یہ تھی کہ وہ اللہ کی رضا حاصل کرسکیں، اللہ کا فضل حاصل کرسکیں۔ غور فرمایا جائے کہ قرآن حکیم اصحاب رسولؐ کے لئے گواہی دے رہا ہے کہ انہوں نے اپنا وطن، گھر بار، مال ومتاع سب کچھ کسی عورت یا دنیا کے حصول کے لئے نہیں چھوڑا بلکہ خالص اللہ کے فضل اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے چھوڑا ہے۔ آخر میں قرآن حکیم ان کے لئے یہ سرٹیفکیٹ بھی دیتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی یہ ہجرت کرنے والے اپنی اس نیت اور چاہت میں سچے تھے

۔ توجہ فرمائی جائے کہ اس سرٹیفکیٹ نے، اس قرآنی شہادت نے بخاری کی ہجرت میں شک و شبہ ڈالنے والی اندر کی پلیتی وبجز اس اور حیلہ جوئی کو جھوٹ قرار دیا ہے یا نہیں؟۔ قرآن نے صحابہ کے دل کی نیتوں کے بارے میں یہ بتا کر کہ وہ اپنی ہجرت سے اللہ کے فضل اور رضا کے متلاشی تھے۔ قرآن نے صحابہ دشمن حدیث سازوں کو ان کی حدیثیں ان کے منہ پر دے ماری ہیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میرے ایک استاد الحدیث عالم صاحب مرحوم اس حدیث کو متواتر کا درجہ دیتے تھے۔

مہاجرین اور انصار صحابہ کے بارے میں قرآن حکیم کی ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ 8/74 اس آیت میں اصحاب رسول کی شان میں جو ایمان کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے اور ان کو اپنے ہاں پناہ دینے والے انصار صحابہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ یہ سب مومنین برحق تھے اور ان کے لئے مغفرت کا بھی اعلان کیا جاتا ہے اور ان کے لئے رزق کریم کا بھی اعلان کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سورۃ توبہ کی آیت نمبر 100 میں اصحاب رسولؐ اور ان کے احسن طریقہ پر اتباع کرنے والوں کے لئے قرآن حکیم نے جنت میں جانے اور رہنے کا جو اعلان فرمایا ہے اس میں بھی صحابہ کے تعارف میں دیگر خصائص کے ساتھ ہجرت کے حوالے سے متعارف کرایا ہے اور شاید یہ اس لئے بھی کہ بخاری کی اس نام نہاد متواتر اور کتاب میں پہلے نمبر پر لائی ہوئی حدیث کی بھی اچھی طرح سے تردید ہو جائے۔ کیونکہ بخاری نے اپنی کتاب میں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 117 فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ کے ذیل میں حدیث لکھی ہے کہ صحابہ کو قیامت کے دن رسولؐ کے سامنے فرشتے گھسیٹ کر جہنم میں ڈالیں گے تو اللہ نے اصحاب رسولؐ کے جنت میں جانے کے واضح اعلانات کر کے ان حدیث ساز اماموں کی خباثت کی پول کھول دیئے۔ ان کا اصل اور چھپا ہوا چہرہ نمایاں کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ کوئی بھی ایسا موقع نہیں جانے دیتے جس سے پڑھنے والوں کے ذہنوں میں اکابرین اسلام کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہوں۔ یعنی جان بوجھ کر لوگوں کے ذہنوں میں یہ لوگ شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسے بخاری کی جرأت کہیں یا اصحاب رسولؐ سے اس کی نفرت کی شدت کہیں یا مسلمانوں کی ذہنی پسماندگی اور شان صحابہ کے بارے میں ان کی بے حسی کہیں اس حد تک کہ ان کے اور مدارس دینیہ کے شیوخ الحدیث کے بارے میں بخاری کو اتنا یقین ہے کہ وہ اس کی صحابہ دشمنی پر پردہ ڈال کر بخاری کی کتاب کو قرآن ثانی اور مثلہ معہ کی رٹ لگاتے رہیں گے لیکن بخاری کی رسول دشمنی، قرآن دشمنی اور صحابہ دشمنی کی وجہ سے اس کی کتاب کو اپنے مدارس کے تعلیمی نصاب سے خارج نہیں کریں گے۔

امام بخاری کی رسول اللہ کے فیصلہ پر بزبان صحابہ طعنہ بازی

سمعت ابن عمر رضی اللہ عنهما یقول بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بعثا وامر علیهم اسامہ ابن زید فطعن فی امارتہ وقال ان تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبلہ وایم اللہ ان کان لخلیقا للامرہ و ان کان لمن احب الناس الیّ و ان ھذا لمن احب الناس الی بعدہ ۔ بخاری جلد سوم باب نمبر 1167 حدیث نمبر 2054

خلاصہ: ابن عمرؓ نے کہا، ایک لشکر بھیجا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور اس کا امیر بنایا اسامہ بن زید کو تو اس کی امارت پر لوگوں نے طعنے دیئے تو آپ نے فرمایا کہ تم اسامہ کے بارے میں طعنے دے رہے ہو تم تو اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی طعنے دے چکے ہو۔ اللہ کی قسم وہ امارت کے لائق تھا اور لوگوں میں سے مجھے محبوب تھا۔ اس کے بعد لوگوں میں یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تبصرہ: جناب قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ حدیث گھڑنے والوں نے کس طرح فنکاری سے اصحاب رسولؐ پر یہ الزام لگا دیا کہ وہ ہر دور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کے فیصلوں پر طعنے دیتے تھے یعنی زید بن حارث کے زمانہ میں اسے امیر لشکر بنانے پر حدیث سازوں نے اصحاب رسول پر طعنے دینے کی بات بنائی پھر اُس کے بعد اس کا بیٹا جوان ہوا اور وہ اس لائق ہوا کہ فوج کی کمان سنبھال سکے تو اسے امیر لشکر بنانے پر بھی اصحاب رسول کو حدیث سازوں نے اپنی امامت دکھائی کہ وہ حضورؐ کے فیصلہ پر خوش نہ ہوئے اور حضورؐ کے بنائے ہوئے امیر پر طعنے دینے لگے اور وہ بھی اس حد تک کہ حضورؐ کو

اپنے صحابہ سے احتجاج کرنا پڑا کہ تم لوگ عرصہ سے یعنی اسامہ کے باپ سے لے کر یہ طعنہ بازی کر رہے ہو اور میرے انتخاب کو قبول نہیں کر رہے ہو۔

اس حدیث کا پورا قصہ من گھڑت جھوٹ ہے جس سے یہ حدیث ساز لوگ دنیا والوں پر یہ ثابت کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ دیکھو یہ اصحاب رسول اپنے نبی کی زندگی میں ہی اس کے فیصلوں کو دل سے قبول نہیں کرتے تھے اس لئے تو حضورؐ کی وفات کے بعد علی کی خلافت کا حق بھی اسے نہیں دیا گیا۔

ان حدیث ساز اماموں کے شان صحابہؓ اور ناموس صحابہؓ کے خلاف گلے شکوے کا جواب ہم دنیا والوں کو اپنی طرف سے دینے کی بجائے قرآن سے دلانا مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ کہ **وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ** 6/52

یعنی اے محمدؐ! خیال رکھنا کہیں ایسا نہ کرنا کہ تو اپنے پاس بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو پیچھے ہٹا دے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پالنے والے کے ساتھ صبح و شام ہر وقت رابطے میں رہتے ہیں اور اس رابطہ میں اتنے مخلص ہیں کہ اللہ کے سوا کسی سے بھی غرض نہیں رکھتے۔ اے محمدؐ! تیرے اوپر بھی ان کا کوئی حساب نہیں یعنی تو نے بھی ان کے سارے حقوق ادا کر دیئے ہیں اور ان پر بھی تیرا کوئی حساب باقی نہیں ہے۔ یعنی یہ لوگ بھی تیری اطاعت اور فرمانبرداری کا قرض اتار چکے ہیں، فرض پورا کر چکے ہیں۔ اے محمدؐ! یہ تیرے ساتھی مجھے اتنے پیارے ہیں کہ اگر کہیں تو نے انہیں اپنے پاس سے ہٹا دیا یا جدا کر دیا تو تیرا شمار بھی ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ قرآن حکیم کی اصحاب رسولؐ کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک طرح کی سفارش ہے لیکن سفارش کے ساتھ ایک بہت بڑی وارننگ بھی ہے کہ ان کو ذرہ برابر کچھ بھی ہوا تو معافی نہیں ملے گی **فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ**۔

محترم قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے سراسر جھوٹی ہے۔ اس حدیث میں اور بھی کئی جھول ہیں جن پر میں فی الحال کچھ نہیں لکھ رہا۔ امام بخاری اور اس کے استاد اماموں کا اصحاب رسول پر تبرا حدیثوں کی آڑ میں

محترم قارئین کرام! یہاں امام بخاری کی تین حدیثیں پیش خدمت ہیں۔ دو

حدیثیں کتاب التفسیر سے اور ایک حدیث کتاب الفتن سے ۔ سب سے پہلے کتاب التفسیر کی حدیث جو سورۃ مائدہ کی آیت وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ 5/117 کے ذیل میں ہے ۔ بخاری صاحب لکھتے ہیں کہ:

و انه يجاء برجال من امتى فيوخذبهم ذات الشمال فاقول يا رب اصيحابى فيقال انك لاتدرى ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم فيقال ان هؤلاء لم يزالو مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم

ترجمہ: قیامت کے دن کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے اور فرشتے ان کو دوزخ کی طرف لے چلیں گے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے صحابی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ، ہاں ، مگر تم کو نہیں معلوم کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا کام کئے ۔ پھر میں اس وقت حضرت عیسیٰ کی طرح عرض کروں گا ۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ .... پھر مجھے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ مرتد رہے اپنے پچھلے مذہب کی طرف جب سے تو ان سے جدا ہوا ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ انكم محشورون وان ناسا يؤخذبهم ذات الشمال فاقول كما قال عبدالصالح وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم لوگ قیامت کے روز اللہ کی طرف اُٹھائے جاؤ گے پھر تم میں سے کچھ لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا ۔ اس وقت میں حضرت عیسیٰ کی طرح کہوں گا جو انہوں نے کہا تھا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا ۔

تیسری حدیث بخاری شریف کی جلد نمبر 3 کتاب الفتن میں باب نمبر 1106 حدیث نمبر 1933 ہے ۔ اس حدیث کے آخر میں بخاری صاحب نے اس روایت کے ضمن میں ابوسعید خدری سے حدیث میں ایک نیا ٹکڑا ملایا ہے کہ ۔ قال انهم منى فيقال انك لا تدرى ما بدلوا بعدك فاقول سحقا سحقا لمن بدل بعدى ۔

ترجمہ: نعمان بن عیاش نے حدیث سنانے والے ابوحازم سے کہا کہ تم نے

بس اسی طرح سہل سے سنا ہے ۔ تو ابوحازم نے کہا کہ ہاں میں نے اتنا ہی سنا ہے ، تو نعمان بن عیاش نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدری سے مزید یہ بھی سنا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو مجھے دکھائے گئے یہ تو مجھ سے ہیں (یعنی میرے اصحاب ہیں) تو جواب میں کہا جائے گا کہ تم اس تبدیلی کو نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد کی ۔ تو میں کہوں گا کہ لعنت ہو لعنت جس نے میرے بعد بدل دیا ۔

تبصرہ: جناب قارئین کرام ! بہتر ہو گا کہ اگر آپ خود تکلیف کر کے بخاری کی کتاب الفتن پڑھ کر دیکھیں اور اس میں لائی ہوئی تبرائی حدیثوں کو پڑھیں پھر قرآن کے ساتھ ملا کر غور کریں کہ قرآن اصحاب رسول کا کیا تعارف کرا رہا ہے اور یہ حدیث ساز قرآن دشمن امام لوگ صحابہ کے خلاف کتنی تبرا بازی کر رہے ہیں اور ان قرآن دشمن اماموں کے اس رویہ میں مجھے تو کچھ بھی حیرانی اور تشویش کی بات نظر نہیں آتی کیونکہ جب یہ روایت ساز اماموں کی کھیپ خود رسول اللہ کی شان کے خلاف اُنؐ پر بھی الزام لگانے سے نہیں شرماتی کہ وہ عورتوں سے جبری نکاح کرتا تھا (بحوالہ بخاری ، جلد نمبر 3 کتاب الطلاق باب نمبر 158 حدیث میں 238 ناشر دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پناہ دینے والے میزبانوں کی ایک انصاری عورت سے خلوت فرما کر اسے کہا کہ مجھے تم انصاریوں کی عورتیں بہت محبوب ہیں (بحوالہ بخاری جلد نمبر 3 کتاب النکاح باب نمبر 142 حدیث نمبر 218)

تو ایسی جھوٹی حدیثیں گھڑنے پر امام کہلانے والے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی کیا لاج رکھیں گے ۔ بہر حال مجھے تو منکرین قرآن کے انکار قرآن کا ثبوت دینا ہے اس لئے قرآن کی شہادت بھی اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ملاحظہ فرمائیں ۔ سورۃ انعام کی آیت نمبر 84 سے 88 تک ابراہیم اور اس کی اولاد سے دیگر انبیاءؑ کا ذکر فرمایا کہ اسحاقؑ ، یعقوبؑ یہ لوگ صاحب ہدایت تھے اور ان سے پہلے حضرت نوحؑ بھی ہدایت یافتہ تھے اور اولاد ابراہیمؑ سے داؤدؑ ، سلیمانؑ ، ایوبؑ ، یوسفؑ ، موسیٰؑ ، ہارونؑ ، زکریاؑ ، یحییٰؑ ، عیسیٰؑ ، الیاسؑ ، اسمٰعیلؑ ، یسعؑ ، یونسؑ ، لوطؑ یہ سب انبیاء بڑی فضیلتوں کے مالک تھے اور ان کو اللہ کی طرف سے نبوت اور کتابیں ملی تھیں ۔ یہ حکمران بنائے گئے تھے ۔ اب اگر ان کی اتباع کا دعویٰ کرنے والے اہل کتاب اس آخری کتاب یعنی قرآن حکیم کا انکار کرتے

ہیں جو اگلے سارے انبیاء کی کتابوں کا، تحریک کا اور مشن کا جدید ترین اور مکمل ترین آخری ایڈیشن ہے تو دنیا والو! سن لو! ہم نے اس مشن کو اور تحریک کو ایسے بے سہارا نہیں بنائے رکھا ہم نے اس کی حفاظت کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ **فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ** 6/89

یعنی ہم نے ان انبیاء کی میراث کو جملہ نبیوں اور رسولوں کی تحریک کو بچانے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو وکیل بنایا ہے۔ یہ لوگ ایک ایسی قوم ہیں جو انبیاء کی میراث سے کبھی بھی کفر نہیں کریں گے۔ اس سے کبھی بھی انکار نہیں کریں گے یہ لوگ یہ قوم اس مشن اور میراث انبیاء سے کبھی بھی ارتداد نہیں کرے گی۔ یہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کے وکیل ہیں۔ یہ محمدؐ کے ساتھی جملہ انبیاء کے مشن اور میراث کے نگران ہیں، محافظ ہیں۔

قرآن کی اس شہادت کے باوجود یہ اماموں کی کھیپ اگر اصحاب محمد پر ارتداد اور قرآن میں تبدیلی کی جھوٹی حدیثیں گھڑ کر مشہور کریں تو سمجھ لو کہ ان کو دنیا میں قرآن کے خلاف بے اعتمادی پھیلانی مقصود ہے کہ اس کتاب کے حاملین اگر ایسے ویسے ہیں تو یقیناً کتاب محفوظ نہیں رہی ہوگی۔ اسی لئے تو امام بخاری اور اس کے ہمنواؤں نے مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے خطبہ میں کہا کہ رجم کی آیت اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلا کرو۔ یہ دونوں آیتیں پہلے ہم پڑھا کرتے تھے آج کل وہ قرآن میں نظر نہیں آ رہی ہیں۔

ابن ماجہ رضاعۃ کبیر کی آیت کے لئے حدیث لائے ہیں کہ اس حکم کے بارے میں جو آیت اتری تھی اسے عائشہ کی بکری کھا گئی جو کھجور کے پتے پر لکھی ہوئی تھی۔ تو ان ان گنت اماموں کی حدیثوں میں اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کردار کے خلاف اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو جا بجا حدیثوں کے انبار ہیں وہ سب اس لئے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کے محافظ تھے وکیل تھے نگران تھے۔ ان اماموں کے لشکر کا جھگڑا قرآن سے ہے۔ یہ امام لوگ دنیا والوں کو قرآن میں شکوک و شبہات ڈالنے کے لئے یہ روایت بازی اور حدیث سازی کر رہے ہیں۔

اس بحث میں ایک سازش سامنے آتی ہے جسے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ فارس کے حدیث ساز اماموں کو شکست فارس اور فتح حجازی عربوں کے پس

منظر میں جو اہم سبب نظر آیا وہ تھا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا ملنا اور اس کے انقلابی رنگ میں سارے حجازیوں کا رنگ جانا۔ اس حد تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی کہ محمد کے ساتھی ایسے ہیں کہ ہم نے انہیں قرآن کی حفاظت کا وکیل بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس سرٹیفکیٹ پر ان فارسی اماموں نے سوچا کہ قرآن کو مشکوک بنانے کے لئے ضروری ہے کہ حاملین قرآن کو ان کے کردار کے حوالے سے داغ دار کریں۔ جھوٹے اور جعلی قصوں اور شان نزول کی حدیثیں بنا کر ان کی وقعت کو، عزت کو، دیانت کو، مشکوک بنائیں۔ ان پر آپس میں اقتدار، دنیا داری اور عورتوں کی ہوس کے الزام لگا کر جعلی مشاجرات اور جھگڑے مشہور کریں اور ان کو آپس میں بغض رکھنے والے اور نفرت کرنے والے اور معاذ اللہ بد کردار متعارف کرائیں۔ یہ کارنامہ ان فارسی اماموں اور ایرانی دانشوروں نے کر کے دکھایا۔ ان کی ان شعبدہ بازیوں سے ساری کتب احادیث بھری ہوئی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی چالوں کو خوب جانتا تھا اس لئے اس نے قرآن حکیم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی انقلابی ٹیم کے ساتھیوں کی صفائی، بلند کرداری اور قربانیوں کو، ان کی آپس میں محبت اور ایثار کو اتنا سراہا ہے کہ پڑھنے والا بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ اہل فارس میں سے رسولؐ کے قرآن کے اور صحابہ کی دشمنی میں جھوٹی حدیثیں گھڑنے پر امام کہلانے والو! **مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ** 3/119 یعنی رسول اللہ کے ساتھی تو ایسے نہیں ہیں جس طرح تمہاری حدیثیں ان کی کردار کشی کر رہی ہیں۔ تم قرآن کی شہادت کے بعد صحابہ دشمنی، قرآن دشمنی اور رسول دشمنی کے طیش میں ڈوب مرو۔ قرآن حکیم تو جملہ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں شہادت دیتا ہے کہ:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ 9/100

معزز قارئین! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام اصحاب رسول اور ان کے تبعین باحسان کو جنت کا حق دار قرار دیا ہے اور ساتھ یہ فرما کر کہ یہ جماعت صحابہ جنت میں ہمیشہ رہے گی۔ اللہ ان سب سے راضی اور یہ سب اللہ سے راضی۔ یہ سب لوگ فوز عظیم کے مالک ہیں۔ آیت ملاحظہ ہو۔ **الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله**

بـاموالهم وانفسهم اعظم درجةً عند الله ، واولئك هم الفآئزون . يبشّر هم ربهم برحمةٍ منه ورضوانٍ وجنتٍ لهم فيها نعيم مقيم . خلد ين فيها ابدًا ، ان الله عنده اجر عظيم . (9/22-20)

جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ، اور جنہوں نے اللہ کی حمایت میں اپنے دیس چھوڑے ، اور اپنے مال و جان سے اس کی لڑائیاں لڑیں ، ان کا اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ ہے! اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس دنیا میں بھی فائز المرام ہوں گے ۔ ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی کی بشارت دیتا ہے اور نیز ان باغوں (جنت) اور سرسبز زمینوں کی حکومت کی جن میں ان کو دائمی نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں گی ۔ وہ اس میں سدا سدا رہیں گے ۔ اے لوگو! بے شک ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے پاس اجر عظیم ہے ۔

دیکھا کہ قرآن حکیم نے کس طرح بخاری کی جھوٹی حدیثوں کی تردید کر کے بخاری کی امامت کا بھانڈا پھوڑا ہے اور اصحاب رسول کی شان میں **رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ** 48/29 فرما کر حدیث ساز اماموں کی مشاجرات صحابہ کے نام پر گھڑی ہوئی تمام حدیثوں کو یکلخت جھوٹ کا پلندا قرار دے دیا ہے ۔ اس جماعت صحابہ کا مقام اگر کسی نے سمجھنا ہے تو وہ سورۃ انعام کی آیت نمبر 52 پر غور کرے اور اپنے ایمان اور عقیدہ کو محفوظ بنانے کے لئے اس آیت سے رہنمائی لے ۔ اس میں خود رسول اللہ کو حکم ہے کہ یہ تیرے ساتھی جو صبح و شام ہر وقت اپنے رب کے رابطے میں رہتے ہیں ۔ خبردار! کبھی ان کو اپنے سے دور نہ کرنا یہ لوگ تو اللہ کے مخلص بندے ہیں انہوں نے تیری رسالت اور نبوت کے مشن اور تحریک کا اتنا حق ادا کر دیا ہے کہ اب ان پر تیرا کوئی حساب نہیں ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ اے محمدؐ! تو نے بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک برتا ہے ۔ تیرے اوپر بھی ان کا کوئی قرضہ نہیں یعنی تو بھی ان سے محبت رکھتا ہے ۔ اس کے باوجود ان کی سفارش اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ لوگ اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں لہٰذا اے محمدؐ! اگر تو ان کو تھوڑا سا بھی اپنے سے دور رکھے گا تو گویا کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا ۔

☆☆☆

امام بخاری اور اس کے استاد راویوں کی نظر میں علیؓ اور معاویہؓ دونوں دوزخی ہیں

عن الحسن قال خرجت بسلاحی لیالی الفتنة فاستقبلنی ابو بکرة فقال این ترید ؟ قلت ارید نصرة ابن عم رسول الله صلے الله علیه و سلم قال ، قال رسول الله صلے الله علیه و سلم اذا تواجه المسلمان بسیفهما فکلا هما من اهل النار قیل فهذا القاتل فما بال المقتول قال انه اراد قتل صاحبه ۔ بخاری شریف ، کتاب الفتن ، باب نمبر 1115 حدیث نمبر 1962

خلاصہ: حسن صاحب کہتے ہیں کہ میں فتنے کی راتوں میں ہتھیار لے کر نکلا تو میرے سامنے ابوبکرہ آئے اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ ارادہ کرتا ہوں حضورؐ کے چچا زاد بھائی کی مدد کرنے کا تو اس نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آئیں تو دونوں دوزخی ہیں ۔ پوچھا گیا کہ قاتل کا تو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ دوزخ میں کیوں گیا لیکن مقتول کا کیا قصور؟ تو فرمایا کہ یہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا ۔

تبصرہ: معزز قارئین کرام! ان حدیث ساز اماموں اور ان کے ہمنواؤں نے سادہ لوح اور ان پڑھ عوام میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ زندگی میں کئی مسائل ایسے ہیں جن کے بارے میں قرآن کی طرف سے کوئی رہنمائی نہیں ملی ۔ قرآن چپ ہے یا قرآن نے کھل کر نہیں سمجھایا ۔ علم حدیث وہ شے ہے جو ایسے مسائل کی وضاحت کرتا ہے یا مزید رہنمائی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔ ان لوگوں کے جواب میں میرا موقف اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث ساز گروہ قرآن دشمن ہے اور قرآن پہنچانے والے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی دشمن ہے اور قرآن پہنچانے والی انقلابی جماعت صحابہ کرام کا بھی دشمن ہے ۔ ان کی قرآن سے ضد ہے ۔ ان کی ساری مساعی کا محور قرآن کی بیخ کنی ہے ۔ میرے ان معمولی الزامات کے بعد آئیں اور اس حدیث پر غور فرمائیں ۔

سب سے پہلے سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے دو فریق آپس میں ہتھیاروں کے ساتھ آمنے سامنے آجائیں تو ایسی حالت میں کیا قرآن حکیم نے کوئی رہنمائی دی ہے یا نہیں؟ اگر دی ہے تو کیا وہ صاف صاف اور کھول کھول کر بیان کی گئی ہے، یا مبہم اور مجمل ہے جسے کھولنے اور واضح کرنے کے لئے امت کو قم آنا پڑے یا بخارا اور نیشاپور جانا پڑے۔ جو لوگ قرآن حکیم کو مبہم کتاب مشہور کرتے ہیں اور علم حدیث کو قرآن کی شرح، تفسیر اور تعبیری وضاحت کے طور پر مشہور کرتے ہیں وہ معززین زحمت فرمائیں اور اپنی مصروفیتوں میں سے کچھ لمحات علم حدیث کے بعد قرآن پر غور کرنے کے لئے عنایت فرمائیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ 49/9 یعنی اگر مومنوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے مابین صلح کرانے کے لئے اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تمہاری مصالحانہ کوششوں سے پھر بھی کوئی بغاوت کرتا ہے تو تم سب مل کر بغاوت کرنے والے گروہ سے لڑائی کرو۔ تاوقتیکہ کہ وہ لوٹ آئے اپنی بغاوت سے اللہ کے قانون اور فیصلوں کی طرف اور اس کے لوٹ آنے کے ساتھ ہی تم ان دونوں گروہوں کے درمیان صلح کرادو، انصاف اور عدل کے تقاضوں کی روشنی میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند ہیں جو انصاف کرنے والے ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم کو مبہم اور اجمالی کہنے والے صاحبان تھوڑی سی اور زحمت فرما کر اگلی آیت پر بھی غور فرمائیں۔ فرمان ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ 49/10

خلاصہ: صرف مومن لوگ ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو کیا تم نہیں جانتے کہ بھائیوں کی آپس میں صلح کرائی جاتی ہے۔ اس لئے مصالحت اور بھائی بندی کے خلاف جو چیزیں آپس میں لڑانے والی ہیں ان سے دور رہو۔ اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی سے خود کو بچاؤ گے تو اللہ کی رحمت کے مستحق بنو گے۔

جناب معزز قارئین! میری نہایت عاجزانہ گزارش ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں

اختلاف اور لڑائی کے وقت علم حدیث کی مذکورہ بالا رہنمائی کو بھی غور سے دیکھیں اور قرآن حکیم کے فرمان کو بھی ملحوظ فرمائیں۔ اوپر کی دو آیات مبارکہ پر ذرا رک رک کر انہماک سے غور فرمائیں کہ یہ حدیث سازی پر امام کہلانے والے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مخالف حدیث کی تہمت اور بہتان لگا رہے ہیں، کہ آپس میں لڑنے والے مسلمان قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ حدیث سازوں کی امامت یہ فرماتی ہے کہ ایسے ماحول میں تم گھروں میں جا کر بیٹھ جاؤ اور یہ دونوں گروہ جہنمی ہیں۔ جبکہ قرآن نے حکم دیا ہے کہ ان کے درمیان مصالحت کرائی جائے اور جو مصالحانہ کوششوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے زبردستی قتال اور لڑائی کرنا چاہتا ہے۔ تم سب مل کر اس کے ساتھ لڑو یہاں تک کہ اس کا دماغ ٹھکانے آجائے اور وہ لڑائی سے توبہ کرے۔

میں نے یہ حدیث ایک عالم دین کو دکھائی کہ دیکھو بخاری اور اس کے اساتذہ راوی امام کس طرح حضرت علیؓ اور معاویہ کو دوزخی قرار دے رہے ہیں۔ ان فارسی اماموں نے تو اہل بیت اور آل محمد کا غیر قرآنی تقدس صرف قرآن کو نظر انداز کرنے کے لئے بنایا ہے جہاں تک محبت اہلبیت اور عقیدت کی بات ہے تو اس میں بھی یہ محبان اہل بیت سچے نہیں ہیں اگر سچے ہوتے تو اس حدیث میں حضرت علیؓ کو دوزخی قرار نہ دیتے یا حسن بن علی کے لئے ایک سو سے لیکر چھ سو تک شادیاں رچانے کی جھوٹی روایتیں مشہور نہ کرتے۔ ایسی روایتیں گھڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو اولاد علیؓ سے بھی کوئی سروکار نہیں۔ انہیں تو صرف قرآن کی خدمت کرنے والے ترجمانوں پر الزام تراشی کر کے انہیں دوزخی مشہور کرنا ہے۔ اس عالم دین نے جا کر کسی اہلحدیث عالم کی خدمت میں بخاری کی یہ حدیث رکھی اور وضاحت طلب کی تو اس نے صرف اتنا فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی ضعیف حدیثوں کے مجموعہ کو صحیح بخاری کہنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

دراصل ان فارسی اماموں نے مسلمانوں کو اپنی حدیثوں کے ذریعے گھروں کے اندر بند ہو کر رہنے کی تلقین اس لئے کی ہوئی ہے کہ ان کا عزم تھا کہ ہم ہمیشہ مسلم ریاستوں میں فتنے ابھارتے رہیں گے اس لئے ان فتنہ بازوں کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو ان کے نبی کے نام پر حدیثیں بنا کر سنائی جائیں تاکہ یہ گھروں سے نہ نکلیں حتیٰ کہ درخت کی جڑوں کو منہ میں لئے بیٹھے رہیں یا بکریوں کا ریوڑ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں

پر چڑھ جائیں اور واپس نیچے نہ آئیں۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر 1967 کتاب الفتن بخاری۔ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ **قال رسول اللہ صلے اللہ علیه و سلم یوشك ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال و مواقع القطر یفر بدینه من الفتن** قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں جنہیں لیکر یہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے برسنے کی جگہ پر چلا جائے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچالے۔

محترم قارئین کرام! مذکورہ بالا دونوں آیات کو اس حدیث کے مقابل کر کے دیکھیں۔ پھر فیصلہ فرمائیں کہ ایسے حالات میں قرآن کیا ہدایت دیتا ہے اور یہ حدیثیں کیا ہدایت دیتی ہیں؟ یہ حدیث ساز لوگ جس طرح اپنی مسندات، مؤطاؤں، سنن اور جامعات میں جن میں سے کسی کسی کو یہ لوگ اصح کا لقب بھی دیتے ہیں، ان میں یہ امام لوگ جو روایتیں لاتے ہیں انہیں صحیح قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح ان محدث اماموں میں جو فقہ سازی کرنے والے ہیں وہ ان حدیثوں کو اپنی فقہ کا ماخذ بھی قرار دیتے ہیں۔ مضمون کے شروع والی حدیث میں بخاری صاحب نے بڑی صفائی سے حدیث پیش کی ہے کہ حسن بصری صاحب ہتھیار لے کر جارہے تھے کہ اسے راستہ میں ابو بکرہ ملے تو اس کے پوچھنے پر کہا کہ میں حضرت علی ابن عم رسول کی مدد کے لئے جارہا ہوں یعنی اس حدیث میں یہ نہیں بتایا کہ فریق مخالف کون ہے۔ یہ ہے بخاری صاحب کا مخصوص فن کہ روایتوں کو گھما پھرا کر کوئی ٹکڑا کہیں اور کوئی کہیں پھر ان سے جدا جدا مفہوم مترشح کرانا اس کا اصل مقصود ہے۔

اس حدیث میں لڑائی کے ایک فریق ابن عم رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی کا ذکر کرنا اور فریق مخالف کا تعین نہ کرنا اس کا مقصد یہ ہے کہ ان حدیث سازوں نے اپنی جھوٹی حدیثوں کے ذریعے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت علی کی حضرت معاویہ سے بھی جنگ ہوئی بی بی عائشہ سے بھی جنگ ہوئی اور خارجیوں سے بھی جنگ ہوئی تو جو شخص بخاری صاحب کی کتاب الفتن والی روایت پڑھے گا تو وہ حضرت علی کے سارے فرضی اور افسانوی مخالف فریقوں کے بارے میں سوچے گا کہ یہ سب حضرت علی سمیت دوزخ میں جائیں گے۔ تو یہی مقصود و مطلوب ہے امام بخاری کا کہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری جماعت صحابہ کو دوزخی قرار دیں۔ اسی طرح کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ بخاری

صاحب نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب الفتن میں ایک باب نمبر 1114 باندھا ہے کہ **تکون فتنة القاعد فیها خیر من القائم۔**

خلاصہ: ایک ایسا فتنہ آئے گا کہ اس میں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا۔ اس باب کے ذیل میں بخاری صاحب دو حدیثیں لائے ہیں جن کا نمبر 1960, 1961 ہے ان روایتوں کی سند میں امام زہری صاحب بنفس نفیس موجود ہیں پہلی حدیث کا متن ہے کہ۔ **قال رسول اللہ صلے اللہ علیه و سلم ستکون فتنة القاعد فیها خیر من القائم والقائم فیها خیر من الماشی والماشی فیها خیر من الساعی من تشرف لها تستشرفه فمن وجد فیها ملجأ او معاذا فلیعذ به:**

دوسری حدیث کی عبارت بھی پہلی حدیث جیسی ہے۔ خلاصہ دونوں کا یہ ہے کہ ایسے فتنے آئیں گے کہ ان میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے کے مقابلے میں فائدے میں رہے گا اور چلنے والا دوڑنے والے اور کوشش کرنے والے کے مقابلہ میں بہتر ہوگا اور جو شخص اس کے بیچ میں کود پڑے گا وہ مارا جائے گا۔ اس لئے جسے بھی کوئی جائے پناہ مل جائے وہ اس میں پناہ لے لے۔

تبصرہ: اس مضمون کی ابتدا والی حدیث میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ فتنہ کے دنوں میں حسن بصری ابن عم رسول کی مدد کے لئے جارہے تھے تو اسے ابو بکرہ نے کہا کہ جا اپنے گھر واپس بیٹھ جاؤ یہ دونوں فریق دوزخی ہیں۔ جبکہ یہ حدیث سناتی ہے کہ فتنہ کے دنوں میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہے، کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے اور لڑائی کرنے والوں کے درمیان کود پڑنے والا ہلاک کیا جائے گا۔ ان احادیث میں امام بخاری اور امام زہری کا زہر یہ ہے کہ ایسے حالات میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہے۔ تو ضروری بنتا ہے کہ اس معاملہ میں دوبارہ قرآن حکیم کی طرف رجوع کیا جائے اور پوچھا جائے کہ کیا واقعی امام زہری سچ کہتا ہے تو قرآن کا فرمان ہے۔ **لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ**

اللّٰہ الْمُجٰہِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا 4/95 یعنی مومنوں میں سے جو لوگ بغیر عذر کے بیٹھے رہیں اور ان کے مقابلہ میں جو لوگ بڑے شوق سے اور ولولہ سے اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کے لئے برسرپیکار ہو جائیں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے جانوں اور مالوں سے قربانی دینے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑی فضیلت دے رکھی ہے اور جدوجہد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اجر کے لحاظ سے بڑے حصے کا حق دار بنایا گیا ہے۔

تبصرہ: معزز قارئین! بخاری کی کتاب الفتن کی حدیثیں اور سورۃ النساء اور سورۃ الحجرات کی آیتیں فتنوں کے دور کے لئے کیا رہنمائی کرتی ہیں یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کس قدر زور دے کر بلا رہے ہیں کہ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَالَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ 9/38 یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے تم چمٹ جاتے ہو زمین سے۔

محترم قارئین! تو گویا یہ امامی گروہ اپنی حدیث سازی کی کاریگری سے رسولؐ کے نام پر خلاف قرآن حدیثیں گھڑ کر مسلمانوں کو ایسے پُرفتن دور میں فتنہ کی سرکوبی کی بجائے پہاڑوں پر چلے جانے کا درس دے کر سلانا چاہتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ انہیں جھنجھوڑ رہے ہیں کہ ایسے دور میں جدوجہد کرنے والوں کو پہاڑوں پر جا کر بیٹھنے والوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ ان کے لئے اجر عظیم ہے مگر امامی گروہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھوٹی حدیثیں بنا کر کہہ رہا ہے کہ آہستہ چلنے والا دوڑنے والے اور جدوجہد کرنے والے سے بہتر ہے۔ تو اس طرح ثابت ہوا کہ یہ حدیثیں گھڑنے والے امام منکرین قرآن ہیں۔ یہ قرآن کی فلاسفی کو بدلنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اور قرآن کی تفسیر، تفصیل اور شرح کے نام پر قرآن کے معنوں میں ہیرا پھیری کر رہے ہیں۔

محترم قارئین کرام! وہ کونسا عالم و فاضل ہے جو ان مذکورہ بالا آیات پر لائی ہوئی حدیثوں کو ان آیتوں کی تفصیل اور شرح قرار دے۔ ان حدیثوں کو تو ایک عام فہم رکھنے والا شخص بلکہ پرائمری کلاس کا بچہ بھی ان آیات کی تفصیل اور شرح تسلیم نہیں کرے گا۔ میری گزارشات کا لب لباب یہ ہے کہ۔

اے ایمان والو! اللہ کا کلام اپنی تفسیر، تفصیل اور تشریح میں خود کفیل ہے۔ وہ آپ کو کسی بھی قرآن دشمن کے در پر جانے کی زحمت نہیں دیتا۔ وہ خود اپنے فن تفسیر، تصریف آیات سے اپنی آیتیں سمجھانا چاہتا ہے۔ تم لوگ قرآن فہمی کے لئے غیر اللہ کے کلام کا کیوں محتاج بنتے ہو اور اللہ کے کلام کو غیر اللہ کے کلام کا محتاج کیوں بناتے ہو؟

انقلابیوں کی نظر میں ہجرت کی اہمیت کم کرنے کی حدیث سازوں کی سازش

****

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلے الله علیه و سلم لا هجرة بعد الفتح و لا کن جهاد و نیه و اذا استنفرتم فانفروا ۔ بخاری باب نمبر 46 حدیث نمبر 52

خلاصہ: اس حدیث میں امام بخاری اور اس کے اساتذہ نے حضورؐ کے نام یہ فرمان منسوب کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کا عمل بند ہے۔ ہاں جہاد، یا نیتِ خیر سے کوئی کہیں بھی جا سکتا ہے۔ اور جب تمہیں کوئی بھگانے کے لئے مجبور کرے تو بھاگ جاؤ۔

تبصرہ: اس حدیث میں حدیث گھڑنے والوں نے صاف الفاظ میں فتح مکہ کے بعد کے زمانہ میں ہجرت کے لئے کوئی شہر، ملک یا علاقہ چھوڑ کر جانے کا یعنی ہجرت کا انکار کیا ہے۔ ہجرت پر گویا یہ بندش لاگو کی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کرنے والا خود کو مہاجر تصور نہ کرے۔ ان حدیث سازوں نے دنیا میں آئندہ کے لئے جو بھی ملک وطن، شہر، گھر بار چھوڑنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کی جو ضرورتیں پیش آئیں گی ان کے لئے دو عنوان لکھے ہیں ایک جہاد اور بھلائی خیر حاصل کرنے کے لئے نقل مکانی کرنا۔ دوسرا کسی کے مجبور یا پریشان کرنے اور بھگانے کے لئے تنگ کرنے کے سبب نقل مکانی کرنا یعنی بھگوڑا بن جانا۔

محترم قارئین! روایت کا عربی متن بھی آپ کے سامنے ہے کہ **لا هجرة**

بعد الفتح یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم، تقدس اور وہ تصور و فلسفہ جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن سکھایا ہے وہ سب اس حدیث سے ممنوع اور کالعدم ٹھہرتا ہے۔

جناب محترم قارئین! قرآن حکیم ایک انقلابی کتاب ہے اس کی تعلیم میں جو فلاسفی ہے وہ اس پر ایمان لانے والوں کو جہد مسلسل کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن تو دنیا بھر کے ستائے ہوئے محکومین اور **مستضعفین** کو پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے مظلومو! تم کیوں ظلم کی چکی میں پس رہے ہو، سسک رہے ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ۔ **اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا** 4/97 یعنی اللہ کی دھرتی بہت کشادہ ہے۔ پھر تم کیوں نہیں اس کے اطراف و اکناف میں ہجرت کر جاتے۔

معزز قارئین! غور فرمائیں کہ قرآن حکیم دنیا بھر کے مظلوموں کو مورچہ تبدیل کرنے کے لئے جو تعلیم دیتا ہے اسے ہجرت کے نام سے تعبیر فرماتا ہے قرآن کی اس آئیڈیالوجی کو فارس کے حدیث ساز دانشور سمجھ گئے تھے اس لئے انہوں نے حدیث کے نام پر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے قرآن حکیم کے فلسفہ کا رخ موڑنے کے لئے روایت میں جعل سازی کی ہے وہ یہ کہ **لا هجرة بعد الفتح** اب مکہ فتح ہو گیا اس لئے ہجرت کا سلسلہ بھی ختم۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں بھی اور جب بھی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے وہ احکام الٰہی کے مطابق زندگی نہ گزار سکتے ہوں اور نظام کو تبدیل کرنا بھی ان کے بس میں نہ ہو، وہاں سے وہ ہجرت کر جائیں۔ مگر مذکورہ بالا حدیث میں یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ وہیں لگے رہو چاہے تمہیں شودر ہو کر زندگی کیوں نہ گزارنی پڑے۔

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ فارس کے قرآن دشمن اور خود کو امام کہلانے والے، مسلمانوں سے قرآن کا متن اور کتاب چھیننے میں ناکامی کے بعد قرآن کی معنوی تحریف پر ہر وقت ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت مدنی ہے اور اس میں مظلوموں سے خطاب ہے کہ جب اللہ کی زمین کشادہ ہے تو اس میں ہجرت کیوں نہیں کرتے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ کلام فتح مکہ سے پہلے ہے تو اب فتح مکہ کے بعد والوں کے متعلق قرآن حکیم کا فرمان بھی سنیں۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰٓٮِٕكَ مِنۡكُمۡ

8/75 یعنی جو لوگ ایمان لائے فتح مکہ کے بعد اور اس کے بعد انہوں نے ہجرت بھی کی

تمہاری طرف اور تمہارے ساتھ مل کر انہوں نے جہاد بھی کیا تو یہ لوگ تم میں سے ہیں۔

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ فتح مکہ کے بعد میں آنے والوں کے لئے بھی قرآن حکیم نے ہجرت کا اصطلاحی لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کو یہ سمرقندی اور بخارا کے لوگ فتح مکہ کے بعد جھوٹی حدیثوں کے ذریعے بند کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ اپنی حدیثوں سے قرآن کی کیسی تشریح اور تفسیر کرتے ہیں۔ یہاں تو قرآن کا رخ ایک طرف نظر آ رہا ہے اور حدیثوں کا رخ اس کے الٹ دوسری طرف نظر آ رہا ہے اور مسلمانوں کی اولاد کو جو دینیات دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس میں درس نظامی کے اندر یہ خلاف قرآن حدیثیں تو داخل نصاب ہیں لیکن خود قرآن خارج از نصاب ہے اور جب سے وفاق المدارس عربیہ پاکستان نے درس نظامی میں قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کو ختمی کر دیا ہے اس لئے کہ گورنمنٹ سے ایم۔ اے۔ کے برابر ڈگری حاصل کی جا سکے تو اس میں تفسیر القرآن بالقرآن جو تصریف آیات قرآن کی بتائی ہوئی تعلیم قرآن کا طریقہ ہے اسے قرآن فہمی کا ذریعہ تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ یعنی وفاق المدارس والوں نے بھی صرف اعتراض کو ٹالنے کی حد تک ترجمۃ القرآن کا پڑھنا قبول کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کے ہاں وہ تفاسیر زیر مطالعہ ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کی خاطر تفسیر بالاحادیث کے طور پر لکھی گئی ہیں اور اس وقت بھی مدارس دینیہ میں فقہ کا جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ بھی فقہ الحدیث ہے جو حدیثیں قرآن دشمنی کے نظریہ پر گھڑی گئی ہیں تو جیسا دودھ ویسا ہی مکھن۔ لیکن قرآن حکیم سے فقہی جزئیات کا استنباط **وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ** 42/38 کے مطابق اپنی ملکی پارلیمنٹ سے بنوانے کی بات نہیں کرتے اس لئے کہ اس سے ان کی مذہبی اجارہ داری خطرہ میں پڑتی ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ موجودہ مدارس جو جملہ عالم اسلام (پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، مصر و سعودی عرب اور دیگر علاقہ جات) میں ہیں ان سب میں قرآن دشمن احادیث اور قرآن دشمن فقہ بنام اسلامی علوم کے پڑھائے جا رہے ہیں۔ اس المیہ کی ابتدا ہلاکو کے حملہ کے بعد سے ہوتی ہے۔ میں نے پاکستان کے محکمہ تعلیم کی اعلیٰ انتظامیہ سے کہا کہ تم لوگوں نے درس نظامی جو قرآن دشمنی کے طور پر ترتیب دیا ہوا ہے اس کے پڑھنے والوں کو ایم اے اسلامیات کی ڈگری کے طور پر تسلیم کیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ

اس قرآن دشمنی کا ثبوت پیش کرو۔ میں نے کہا کہ اس کے ثبوت میں میری کتابیں بطور ایف آئی آر ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ کی کتابیں سندھی میں ہیں جو نصاب ساز ممبر نہیں پڑھ سکیں گے۔ لہٰذا اب ملک کی نصاب ساز اتھارٹی کے سامنے درس نظامی کے غیر اسلامی اور قرآن مخالف ہونے کے ثبوت میں میری یہ کتاب اردو زبان میں پیش خدمت ہے۔

☆☆☆

قرآن کی بجائے فارسی امام اور اس کی جماعت المسلمین کے پیچھے چلنے کی وصیت کا رسول اللہ پر الزام

حذیفه بن الیمان یقول کان الناس یسالون رسول الله صلے الله علیه و سلم عن الخیر و کنت اسئله عن الشر مخافة ان یدرکنی فقلت یا رسول الله انا کنا فی الجاهلیة وشرفجائنا الله بهذا الخیر فهل بعد هذا الخیر من شر قال نعم قلت هل بعد ذالك الشر من خیر ؟ قال نعم وفیه دخن قلت مادخنه ؟ قال قوم یهدون بغیر هدی تعرف منهم وتنکر قلت فهل بعد ذالك الخیر من شر ؟ قال نعم دعاة علی ابواب جهنم من اجابهم الیها قذفوه فیها قلت یا رسول صفهم لنا قال هم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فماتأمرنی ان ادرکنی ذالك ؟ قال تلزم جماعة المسلمین وامامهم قلت فان لم یکن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلها ولوان تعض باصل شجرة حتی یدرکك الموت وانت علی ذالك ۔ بخاری جلد سوم کتاب الفتن باب نمبر 1116 کیف الامر اذا لم تکن جماعة حدیث نمبر 1963 صفحہ نمبر 738 مطبع دینی کتب خانہ 38 اردو بازار لاہور۔

خلاصہ: حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں آپ سے شر سے متعلق پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھے نہ پہنچے۔ اس لئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور برائی میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس یہ خیر بھیجا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس شر کے پیچھے بھی خیر ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور اس میں دھواں ملا ہوا ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ اس کا دھواں کیا ہوگا؟ تو آپ

نے فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہوں گے جو طریقہ ہدایت کے بغیر چلیں گے یعنی معروف اور منکرات ملی جلی ہونگی۔ میں نے عرض کیا کہ اس ملاوٹی خیر کے بعد بھی کوئی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں کچھ لوگ جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے گا تو وہ اس کو جہنم میں داخل کردیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کے کچھ اوصاف ہم سے بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں بولنے والے ہوں گے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ میں اگر ان کا زمانہ پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا لازم بنالینا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر ان کی جماعت اور امام دونوں نہ ہوں تو کیا کروں۔ تو فرمایا کہ ان جملہ فرقوں اور جماعتوں سے علیحدہ ہو جانا چاہے جائیکہ درخت کی جڑ منہ میں کرنی پڑے اور اسی حالت میں ہمیشہ رہنا یہاں تک کہ موت آجائے۔

تبصرہ: یہ حدیث اپنی تفصیل کی روشنی میں کچھ اس طرح کا تاثر دیتی ہے کہ قرآن کی تعلیم دینے اور سکھانے والے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کو نہ اچھی طرح سمجھایا ہے نہ سکھایا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کھول کھول کر سمجھاتا ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ 99/7.8
یعنی خیر اور شر کا آنا متعلقہ اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ خیر اور شر کسی پیش گوئی سے آنے جانے کی چیز نہیں۔ جو کرے گا وہ بھرے گا جزاء اعمال کا فلسفہ قرآن حکیم نے مکمل طور پر سمجھایا ہوا ہے۔ لیکن یہ حدیث ساز امامی گروہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیش گویاں سنانے والا پنڈت، پروہت، بابا جی قسم کا سجادہ نشین پیر بنانے کے لئے ہر وقت ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان حدیث ساز لاماؤں کے اندر یہ چور ہے کہ وہ بہانے بنا بنا کر رسول اللہ کے انقلابی ساتھیوں کو جو صحیح معنوں میں خدام القرآن اور محافظین قرآن تھے ان کے خلاف کوئی نہ کوئی تہمت اور بہتان ان کے کھاتے میں ڈال دیں۔ اس حدیث کی رو سے رسول اللہ نے اپنے دور کو خیر کے زمانہ میں شمار کیا ہے۔ پھر ان کے بعد شر کا دور تو اس حدیث سے وفات رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اصحاب رسول کے حصہ میں آئے گا۔ یہ سراسر جھوٹ ہے اور حدیث سازوں کا اصحاب رسول سے بغض رکھنے کا ثبوت ہے۔ اس شر کے بعد جس خیر کے آنے کی خبر حدیث میں سنائی گئی ہے وہ بھی دھوئیں سے کالا

خیر ہے جس میں خالص ہدایت نہیں ملے گی اور اس ملاوٹی خیر کے بعد جو شر حدیث میں بتایا گیا ہے وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم قوم اور ہم زبان لوگوں کے دور میں ہوگا جن سے بچنے کے لئے سوال کرنے والے کو بتایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت اور امام کے سائے میں پناہ ڈھونڈنا۔

اب کوئی بتائے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم اور زبان والے حاکموں سے بچنے کے لئے جس جماعت المسلمین اور امام کا سہارا پکڑنے کی وصیت کی جاتی ہے تو وہ لازمی طور پر نہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم قوم ہوگا اور نہ زبان رسول کی بولتے ہوں گے۔ اور ایسی جماعت کے پیشوا کا لقب بھی امام ہونا ضروری بتایا گیا ہے۔

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

محترم قارئین! ان اہل فارس کے حدیث ساز امامی گروہ کی اصل سازش کو ذہن میں رکھیں کہ وہ بزبان رسول کس طرح کی فنکاری سے حضورؐ اور آپ کے صحابہ و تابعین کے مقابلہ میں اپنے عجمی اماموں کی فوقیت اور حکومت کا درس دے رہے ہیں اور ان کے مقابلہ میں عربی حکومت کو شر کا زمانہ قرار دے رہے ہیں۔ اور اس سے بچنے کے لئے کسی امام کا سہارا ڈھونڈنے کی حدیث بیان کر رہے ہیں۔ ہدایت اور جنت کا سرٹیفکیٹ کسی غیر عربی امام کو کس نے دیا ہے؟ اور زمانہ کی بوالعجیوں میں ہدایت کے متلاشیوں کو رہنمائی دینے کے لئے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ:

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ 50/45 جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہے انہیں قرآن کے حوالہ سے نصیحت کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شر سے بچنے کی راہ پوچھنے والے کو قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس سے ہدایت لینے کی بجائے کسی امام کے پیچھے چلنے کی بات کس طرح کی ہوگی؟ جبکہ ایسے ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کریں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے اس کے گھڑنے والے کذاب ہیں اور یہ فلسفہ غیر عربی اماموں کی امامت کا چکر ہی ہے۔

نابالغ صغیر بچوں کا نکاح

امام بخاری صاحب نے اپنے مجموعہ احادیث صحیح بخاری کی کتاب النکاح میں ایک باب باندھا ہے جس کا نمبر 40 اور عبارت یوں ہے کہ: **تزویج الصغار من الکبار** (اس باب کی حدیث نمبر 72 یوں ہے کہ) **ان النبی صلے اللہ علیہ و سلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ و کتابہ وھی لی حلال۔**

خلاصہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کے ساتھ شادی کے لئے ابوبکر کو کہا تو ابوبکر نے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین اور کتاب کی رو سے اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

تبصرہ: جناب معزز قارئین! بخاری صاحب نے اپنے ترجمۃ الباب یعنی عنوان میں جو فقہی قانون جوڑا ہے کہ صغیر بچی کی شادی بڑی عمر والے سے ہو سکتی ہے۔ پہلے تو بخاری صاحب کی بنائی ہوئی یہ فقہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن حکیم نے نکاح کی عمر بلوغت کو پہنچنا قرار دی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ 4/6 اس آیت میں لفظ نکاح کو اللہ تعالیٰ نے بلوغت اور شعوری عمر کی جگہ استعمال کر کے نکاح کے معنی میں بلوغت کو اتنا لازم بنا دیا ہے کہ گویا مترادف کر دیا ہے یعنی نکاح اور بلوغت کو ہم معنی قرار دے دیا ہے تو اس کے بعد یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے حکم کے خلاف نابالغ بچی کے ساتھ شادی کرے۔ مزید غور فرمائیں کہ حدیث کے متن میں عائشہ کی صغیر سنی اور بچپن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ بات ہے کہ اس کے باپ سے اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس سے گویا کہ بخاری صاحب یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ عائشہ کا صغیر ہونا نابالغ ہونا یہ کوئی اختلافی بات تو ہے ہی نہیں۔ عائشہ سے شادی قبل بلوغت صغیر سنی میں بخاری اسے مسلمات میں سے شمار کر رہا ہے۔ جو بخاری کی رسول اللہ پر ایک مزید افترا باندھنے کی جسارت ہے۔ اور مزید یہ کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا حضورؐ سے یہ کہنا کہ میں آپ کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اس لئے عائشہ آپ کی بھتیجی ہوئی۔ اس سے آپ کی شادی مناسب نہیں۔ یہ بخاری صاحب کی گھڑی ہوئی بات ہے یا اس کے استادوں کی۔ حضرت

صدیق اکبر پر الزام ہے کہ وہ دینی بھائی اور نسلی بھائی میں بھی فرق کرنا نہیں جانتے تھے۔ ان میں اتنا بھی عقل اور شعور نہیں تھا کہ نظریاتی وفکری بھائی چارہ اور اخوت ایک الگ چیز ہے اور نسلی اخوت ایک الگ چیز ہے۔

میں یہاں صرف اتنا بتانا کافی سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ کی بی بی عائشہ سے شادی بیس سال کے لگ بھگ کی عمر میں ہوئی ہے۔ کیونکہ حکم قرآن کے مطابق بلوغت نکاح اسی عمر کو کہتے ہیں۔ بخاری صاحب کی فقہ من گھڑت، جھوٹی اور خلاف قرآن ہے جس میں اس نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ پر بھی قرآن مخالف ہونے کا الزام لگایا ہے۔

☆☆☆

امام ابوحنیفہ بھی ہر قسم کی حدیثوں کی بنیاد پر فقہ بناتے تھے

ہمارے اہل مطالعہ میں نیک نیتی کی بنیاد پر عقیدتی پہلو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہے کہاوت ہے کہ سانپ کا ڈسا رسی سے بھی ڈرتا ہے اور دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ اہل فارس کے سارے امام ایک ہی طرح کے حدیث ساز اور روایت ساز ہیں مذہبی لٹریچر میں جو پانچ فقہ مشہور ہیں یعنی جعفری، مالکی، حنفی، حنبلی اور شافعی ان سب کے اماموں میں امام ابوحنیفہ کو امام اعظم کہا جاتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں اہل علم جانتے ہیں کہ حنیفہ نام کی اس کی کوئی بیٹی نہیں تھی اور اس کو ابوحنیفہ اس لئے مشہور کیا گیا ہے کہ قرآن نے دین حنیف کو واجب الاتباع قرار دیا ہے اور حضرت ابراہیم کو حنیف کے لقب سے قرآن حکیم میں نوازا گیا ہے۔ دوسری صدی کی قدس سرہ ٹیم نے قرآن کے خلاف اپنے علمی ادارے قائم کر کے حدیث رسول اور فقہ کے نام سے قرآن مخالف مدرسے کھولے تھے ان کے نامور پیش روؤں میں سے امام نعمان بن ثابت کو امام اعظم ابوحنیفہ کے نام سے نوازا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ امام باقر سے امام ابوحنیفہ کی ملاقات ہوئی تو امام باقر نے امام ابوحنیفہ سے شکایتاً کہا کہ ابوحنیفہ صاحب ہم نے آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ عقل کو نقل پر ترجیح دیتے ہیں؟ تو ابوحنیفہ صاحب نے عرض کیا کہ میں ایسے کبھی نہیں کرتا آپ کو میرے بارے میں غلط بتایا گیا ہے۔ اگر میں ایسے کرتا تو اپنے فقہ میں فجر کی نماز دو رکعت

کی بجائے چار کرتا اور عشاء کی نماز چار کی بجائے دو کرتا۔ لیکن میں نے عقل کو چھوڑ کر نقل کو ترجیح کی بنیاد پر ایسا نہیں کیا۔ تو امام باقر نے اُٹھ کر ابوحنیفہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

امام ابوحنیفہ کی جو تعریف کی جاتی ہے کہ وہ سینکڑوں حدیثوں کے ذخیرہ کو در خور اعتناء نہیں سمجھتا تھا اور ایسے کئی دفتروں کو ٹھکرا دیتا تھا، یا کم ہی کسی حدیث کو اس نے لائق حجت قرار دیا ہو۔ وہ بھی بہت بڑی احتیاط اور تسلی کے بعد۔ تو یہ سب باتیں عوام کو جو اس دور میں قرآن کی حجیت کے سوا کسی اور علم کو سند اور حجت نہیں مانتے تھے، ان کو ابوحنیفہ کی اس جعلی کارنامے اور وصف کی بنیاد پر یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ احمد بن حنبل اور شافعی اگر حدیث پرست ہیں تو ابوحنیفہ کی فقہ کو تو مان لو اس لئے کہ وہ دیگر فقہی اماموں جیسا روایت پرست نہیں ہے۔ یہ دعویٰ کہ ابوحنیفہ فقہ سازی میں حدیث کو حجت نہیں بناتا تھا میں اس کے رد میں اس کے پرستاروں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ابوحنیفہ صاحب کا قیاس، استدلال، استنباط اور جزئیات فقہ کا استخراج اگر اس نے قرآن سے کیا ہے، تو کوئی دکھائے؟ میں یہاں امام ابوحنیفہ کی حدیث پرستی اور آنکھیں بند کر کے روایات کو حجت ماننے کی مثالیں عرض کرتا ہوں۔

امام محمد نے کتاب الآثار لکھی ہے جس میں کل ایک ہزار ستاسٹھ 1067 حدیثیں ہیں جو ساری کی ساری امام ابوحنیفہ سے روایت کی گئی ہیں جن میں اکثریت ان روایتوں کی ہے جو امام محمد نے امام ابو یوسف کے واسطے سے نقل کی ہیں اور تھوڑی سی براہ راست امام ابوحنیفہ سے بھی روایت کی ہیں۔ میں اس مضمون میں ایک ہزار ستاسٹھ حدیثوں پر احاطے کے ساتھ لکھنا ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن قارئین کو اس دھوکے سے نکالنا چاہتا ہوں کہ ابوحنیفہ صاحب حدیثوں میں بڑی احتیاط برتتے تھے۔ اس کے لئے چند مثالیں حاضر خدمت ہیں ان مثالوں میں کتاب الآثار کی حدیثوں کی پوری عبارت نقل نہیں کروں گا، صرف حدیث کا نمبر اور متعلقہ حصہ سامنے لاؤں گا۔

حدیث نمبر 273 میں صلوۃ کسوف (سورج گرہن) کے دن حضورؐ کے خطبہ دینے کا ذکر ہے۔ حدیث میں کسوف کا دن بتایا گیا ہے **یوم مات ابراهيم بن رسول الله صلے الله عليه و سلم** سورج گرہن اس دن ہوا تھا جس دن ابراہیم بن رسول اللہ فوت ہوئے تھے۔

جاننا چاہیئے کہ امام ابوحنیفہ صاحب کی یہ روایت کردہ حدیث جھوٹی ہے۔ اس لئے کہ قرآن کی آیت **مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُم** 33/40 کے خلاف ہے۔ حدیث باز لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ قرآن کی آیت میں رجل کا ذکر ہے اور نبی کو جو ابراہیم بیٹا دیا گیا تھا وہ چھوٹا بچہ تھا رجل نہیں تھا۔ جاننا چاہیئے کہ رجل آدمی کا اسم النوع ہے۔ رجل انسان کے مذکر افراد کا نوعی نام ہے۔ اس نام میں نوع کے چھوٹے بڑے جملہ افراد مراد لئے جائیں گے۔

دوسری حدیث جس کا نمبر 283 ہے۔ اس حدیث میں قصہ یہ گھڑا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں تھے، نماز کا وقت آگیا تو عائشہؓ کو حکم فرمایا کہ **مـری ابـا بکر یصلی بالناس** یعنی ابوبکر کو میرا حکم پہنچادو کہ نماز پڑھائے لوگوں کو۔ میری نظر میں یہ حدیث اس لئے جھوٹی ہے کہ اس حدیث میں حدیث سازوں نے بی بی عائشہؓ پر تبرا کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے حدیث میں لکھا ہے کہ بی بی عائشہؓ نے فرمایا کہ صدیق اکبر نرم دل آدمی ہیں۔ حضورؐ کو مصلی پر نہ دیکھ کر برداشت نہیں کرسکیں گے اس لئے اس کے سوا کسی اور کے نام نماز پڑھانے کا حکم دیا جائے۔ تو اس کے جواب میں رسول اللہ کے الفاظ حدیث سازوں نے یہ گھڑے ہیں کہ **انتن کصواحب یوسف** یعنی تم عورتیں تو یوسف والی عورتوں کی طرح ہو۔

حدیث نمبر 783 میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی سعد بن مالک کی تیمارداری کو گئے تو اس نے عرض کیا **یا رسول اللہ اوصی بثلثی مالی** یعنی میں اپنے مال سے دو تہائی خیرات کرنے کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تو حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں یہ بہت زیادہ ہے۔ تو سعد بن مالک نے عرض کیا کہ آدھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں یہ بھی زیادہ ہے پھر اس نے کہا کہ آدھا نہیں تو ایک تہائی حضورؐ نے فرمایا اچھا ایک تہائی دو لیکن ہے یہ بھی بہت۔

جناب قارئین کرام! قرآن حکیم نے وصیت کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ مطلق ہے اس میں کوئی حد بندی نہیں ہے تو اس سے مرنے والے کو فل اختیار ہے جتنا چاہے دیدے تو اب قرآن کے حکم مطلق کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حدیث میں مقید اور محدود کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور رسول کا اختیار اور پاور یہ نہیں کہ اللہ کے لامحدود حکم کو محدود بنائے

اس لئے امام ابوحنیفہ کی یہ حدیث قرآن حکیم سے ٹکر کھانے کی وجہ سے جھوٹی ہے۔

حدیث نمبر 935۔ جناب ابوحنیفہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دن حضورؐ کے گھر ان کی عیادت کرنے گئے اور دیکھا کہ آپ کھدی کا کرتا پہنے ہوئے ہیں اور صوف کے کپڑے سے ان کا تکیہ بنا ہوا تھا جو اذخر گھاس سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں قیصر و کسریٰ کے بادشاہ تو ریشم پہنتے ہیں لیکن آپ کا یہ حال ہے! تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے عمر! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ قیصر و کسریٰ کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟

جناب معزز قارئین! یہ حدیث ساز اور فقہ ساز قدس سرہ گروہ کس طرح اپنی حدیثوں سے رسول کی زبانی لوگوں کو کہلوا رہے ہیں کہ یہ دنیا قیصر و کسریٰ کے حوالے کردو اور ہم تبلیغی جماعت والوں کی طرح آخرت پر گزارا کریں گے۔ معزز قارئین! یہ حدیث بھی قرآن حکیم کی تعلیم **رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً** کے خلاف ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دنیا کو بھی حسین بناؤ اور آخرت کو بھی حسین بناؤ اور یہ حدیث گھڑنے والے دنیا کو حسین بنانا تو کہاں بلکہ وہ دنیا کا حسن ہم سے چھین کر قیصر و کسریٰ کو دلوا رہے ہیں۔

حدیث نمبر 603۔ **سئل علقمه رجل فجر بامرءة ثم تزوجها فقرا هذا الآيه وهو الذى يقبل التوبه عن عباده ويعفو عن السيئات** ۔ یعنی سوال کیا گیا علقمہ سے کہ ایک شخص نے فسق و فجور کا کام کیا ایک عورت سے پھر اس کے ساتھ شادی کی تو اس کے لئے کیا ہونا چاہیئے؟ تو علقمہ نے جواب میں یہ آیت پڑھی کہ اللہ وہ ذات ہے جو قبول کرتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور معاف کرتا ہے برائیوں کو۔

جناب قارئین کرام! اس حدیث میں امام ابوحنیفہ نے چکر بازی دکھائی ہے کہ فجر کا لفظ لاکر سوال کیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اب اگر فجر کے معنی عام بے حیائی کی بات چیت سوا زنا کے لیں۔ تو اس میں یہ الجھن نہیں ہے کہ اس عورت کے ساتھ شادی جائز ہے یا نہیں، کیونکہ زبانی کلامی بری بات سے رشتہ حرام نہیں ہوجاتا۔ اگر فجر کے معنی یہاں زنا کے لئے جائیں جیسا کہ امام ابوحنیفہ نے اس حدیث میں یہ الجھن پیدا کی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔ تو اس حدیث میں ایک یہ جھول ہے کہ

زنا کی صورت میں علامہ صاحب جواب دیتے وقت۔

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ 24/2 کی آیت گول کر جاتے ہیں اور قرآن حکیم کی بتائی ہوئی سزا سنانے کی بجائے بخشش اور مغفرت کے الفاظ سے سوال کرنے والے کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حدیث کے جواب سے معاشرہ کا جو کلچر وجود پذیر ہوگا وہ ابوحنیفہ کی فقہ میں سے شمار ہوگا۔

حدیث نمبر 701۔ نھی النبیؐ عن المتعہ یوم فتح المکہ. یعنی منع فرمایا، نبیؐ نے متعہ کرنے سے، فتح مکہ کے دن۔ جاننا چاہیئے کہ یہ فقیہہ لوگ جو حدیثیں روایت کرتے ہیں یہ ان کے فقہی استدلال کی ماخذ ہوا کرتی ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ کی فقہ میں فتح مکہ کے دن تک متعہ کرنا جائز تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعہ کی کسی دور میں بھی ایک گھڑی کے لئے بھی اجازت نہیں دی۔

حدیث نمبر 820۔ ابوحنیفہ صاحب نے یہ حدیث ایک واسطے سے زہری سے نقل کی ہے اور زہری کے بعد بلاواسطہ براہ راست نبیؐ سے نقل کی گئی ہے۔ یہ ہے امام ابوحنیفہ کا امام زہری پر اندھا اعتماد کہ اس نے اپنی سند میں عن الزھری عن النبیؐ کہہ کر درمیان کے تمام راویوں کو نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ امام زہری خلیفہ عبدالملک کے زمانہ کا آدمی ہے۔ امام ابوحنیفہ امام زہری پر اس اندھے اعتماد کے ساتھ یہ حدیث لائے ہیں کہ عن النبی ﷺ انہ حلف لا ید خل علیٰ ازواجہ شھرا فلما کان تسعۃ و عشرین یوما ارسل الیٰ عائشہ رضی اللہ عنھا فقالت انما مضیٰ تسعۃ وعشرون یوما فقال ان الشھر قد یکون تسعۃ وعشرین یوما وقد یکون ثلاثین

یعنی رسول نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہیں جائیں گے۔ جب انتیس دن گزرے تو عائشہ کی طرف بلانے کو بھیجا تو عائشہ نے کہا کہ ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ بے شک مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے تو کبھی تیس دن کا۔

معزز قارئین! غور فرمائیں کہ امام ابوحنیفہ صاحب تبرا کرنے اور گند اچھالنے میں امام

زہری اور امام بخاری سے کم نہیں ہیں۔ حضورؐ کا بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہ جانے کی قسم اٹھانا آخر دنیا کے لوگ اسے کس پیرائے میں لیں گے۔ نبیؐ جب قرآن سے جدا نہیں اور قرآن نبی کی سیرت بھی ہے۔ تو قرآن میں بیویوں سے جدا ہونے کی صورت تو صرف ان کی آوارگی اور بے راہ روی پر وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ 4/34 بستروں سے الگ کرنا بتایا گیا ہے۔ لیکن یہ امام ابوحنیفہ اور امام زہری دنیا والوں کو اس جھوٹی حدیث سے نبی کے گھر کا اندرونی ماحول کس طرح کا دکھانا چاہتے ہیں۔ جس امام ابوحنیفہ کو لوگ امام اعظم اور متقنن اعظم بنائے بیٹھے ہیں، اس کا پس منظر یہ ہے کہ یہ اعلیٰ درجے کا تبرائی ہے اور ماہر تقیہ باز بھی۔ وہ اس طرح کہ حدیثوں پر ظاہری طور پر بھرپور تنقید کر کے اس نے خود کو ایک طرح سے بڑا نقاد اور منکر حدیث تک مشہور کرا دیا۔ لیکن جب آپ اس کی فقہ کے دفتر کھولیں گے تو وہ سارے کا سارا شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ کا بڑا بھائی نظر آئے گا۔ ویسے اس نے خود کو تقیہ کے خول میں چھپانے کے لئے اپنی فقہ کی دیگر اماموں کی طرح کوئی مسند اور موطا نہیں لکھی لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کے کسی شاگرد نے فقہ حنفی کی ماخذ حدیثوں کا مجموعہ مسند امام اعظم کے نام سے تیار کیا جو آج تک مسلمانوں میں مستعمل ہے یہ مسند بھی دیگر مسندات سے ملتی جلتی ہے۔ اس سے اہل علم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حنفی فقہ کی عبادات اور معاملات کی بنیاد اور ماخذ قرآن نہیں ہے بلکہ اسی طرح کی حدیثیں ہیں جس طرح کی دوسرے فقہوں کی ہیں۔ ان اماموں نے اسلام کے ہاتھوں شکست فارس کا انتقام لینے کے لئے منظم ہو کر قرآن کے مقابلہ میں نیا علم کلام حدیثوں کے نام پر مدون کیا۔ جسے کھلم کھلا پڑھنا پڑھانا مشکل تھا کیونکہ اس دور کی اسلامی حکومتوں کے حکام اور انتظامیہ قرآن کی حفاظت کے لئے نہایت مستعد اور چوکس تھیں۔ ان کی عقابی نظروں نے کئی ایسے چوروں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچایا۔ یہی سبب ہے کہ امام ابوحنیفہ نے خود کو بظاہر منکر حدیث مشہور کرا کے اپنی ساری فقہ جھوٹی حدیثوں پر مشتمل بنا کر چلے گئے۔ جس کی مسند روایات کا مجموعہ اس کے مرنے کے بعد منصۂ شہود پر آیا۔

امام اعظم کو حدیث کی بجائے عقل پرست مشہور کیا گیا ہے اور اس کی طرف کئی عقلی ٹوٹکے منسوب ہیں جو اس کی سوانحی کتابوں میں درج ہیں۔ لوگ انہیں پڑھ کر امام صاحب کی فراست کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اگر قارئین کرام اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے امام ابوحنیفہ کے عقلی چٹکلوں پر غور کریں گے تو ان میں امام صاحب کی قرآن دشمنی کھلی

نظر آئے گی۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے دور کے قارئین بھی پڑھنے کے لئے نہ وقت دیتے ہیں نہ اپنی ذہانت دیتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایک عورت نے پینے کے لئے مٹکے سے پانی کا پیالہ بھرا تو اتنے میں اس کے شوہر نے اسے کہا کہ اگر تو نے یہ پانی پیا تو تجھے طلاق ہے اور اگر یہ پانی کہیں گرایا تو بھی تجھے طلاق ہے۔ اب وہ عورت بیچاری بڑی پریشان ہو کر ہاتھ میں پانی کا پیالہ لئے کھڑی رہی کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ کیا کرے کہاں جائے۔ محلّہ کے کسی شخص نے اس عورت کو کہا کہ امام ابوحنیفہ کے پاس جاؤ وہ اس مشکل کا حل بتادے گا۔ عورت بیچاری امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہاتھ میں پانی کا پیالہ بھی تھا۔ امام صاحب کو ماجرا سنایا تو انہوں نے اس کا یہ حل بتایا کہ ایسے کیا جائے کہ اس پیالہ کے پانی سے کپڑا اس انداز سے گیلا کیا جائے کہ پانی نیچے نہ گرے اور کپڑے کو اوپر اوپر سکھایا جائے اس طرح پانی پیا بھی نہیں جائے گا اور زمین پر بھی نہیں گرے گا اور بیوی طلاق سے بھی بچ جائے گی۔ یہ سنتے ہی سب لوگ واہ واہ کرنے لگ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو کتنی بڑی عقل دی ہے۔

جناب قارئین محترم! دیکھا آپ نے قرآن دشمنی کے ہنر کو۔ جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ کے حکم کے مطابق اکیلے شوہر کو یکطرفہ طور پر بیوی کو طلاق دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ جس طرح نکاح دونوں کے ایجاب وقبول سے ہوتا ہے اسی طرح طلاق کے لئے قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ **وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا** 4/35 یعنی شوہر اور بیوی میں علیحدگی کے لئے بھی دونوں کے ثالث فیصلہ کریں گے۔ مگر مندرجہ بالا واقعہ کی صورت میں امام ابوحنیفہ نے قرآنی حکم کو توڑتے ہوئے اپنی فقہ کے ذریعے مرد کی اجارہ داری کو قائم کرنے کی چال چلی ہے۔ حالانکہ مندرجہ بالا صورت میں امام ابوحنیفہ اور اس الو کے پٹھے شوہر کو کوئی یہ قرآنی حکم نہیں بتاتا کہ بیوی پانی پیئے یا گرادے۔ دونوں صورتوں میں ابوحنیفہ کی فقہ اور شوہر کی بیوقوفانہ بات سے طلاق نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ وہ عورت پانی کا پیالہ شوہر کے منہ پر بھی دے مارے تو طلاق نہیں ہوتی۔ قرآن حکیم نے طلاق کے لئے طرفین کی دو رکنی کمیٹی کے فیصلہ کو شرط قرار دیا ہے۔ یہ امام لوگ کچھ بھی کہیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ تو جناب قارئین محترم! امام ابوحنیفہ کی قرآن دشمنی اس قسم کے چٹکلوں سے چھپائی گئی ہے۔

امام شافعی کی فقہ اور اس کی ماخذ حدیثیں

جاء رسول الله صلى الله عليه و سلم العجلانى وهو احيمر سبط نضو الخلق فقال يا رسول الله رأيت شريك بن السمحاء يعنى ابن عمه و هو رجل عظيم الاليتين ادعج العينين خادل الحلق يصيب فلانه يعنى امرأته وهى حبلىٰ وماقربتها منذ كذا فدعىٰ رسول الله ﷺ شريكا فجحد و دعا المرأة فجحدت فلاعن بينها وبين زوجها وهى حبلىٰ ثم قال تبصروها وان جائت به ادعج عظيم الاليتين فلا اراها الا قد صدق عليها وان جائت به احيمر كانه وحره فلا اراه الا قد كذب فجائت به ادعج عظيم الاليتين فقال رسول الله ﷺ فيما بلغنا ان امره لبين لولا ما قضىٰ الله يعنى انه من لمن زنا لولا ماقضىٰ الله من ان لا يحكم على احد الا باقرار و اعتراف على نفسه لا يحل بدلا لة غير واحد منهما اوان كان بينة فقال لو لا ماقضى الله لكان لى فيها قضا ، غيره ولم يعرض لشريك ولا للمرأه والله تعالىٰ اعلم وانفذ الحكم وهو يعلم ان احد هما كاذب ثم علم ان الزوج هو الصادق ۔ مسند امام شافعی، جلد دوم، کتاب الطلاق، باب ثالث، حدیث نمبر 161 مطبع لبنان بیروت۔ 1951ء صفحہ نمبر 50

خلاصہ: رسول اللہ کی خدمت میں ایک سرخ رنگ کا نوجوان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے شریک بن سمحاء کو جو میرے چچا کا بیٹا ہے اپنی بیوی سے ملتے ہوئے دیکھا ہے جو موٹے چوتڑوں والا، کالی آنکھوں والا اور سوجے ہوئے حلق والا ہے اور میری گھر والی اس سے حاملہ ہو چکی ہے اور میں اس کے ملنے کے بعد سے بیوی کے قریب تک نہیں گیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شریک کو بلایا اور اس سے بازپرس کی تو اس نے انکار کیا۔ پھر عورت کو بلا کر اس سے دریافت کیا تو اس نے بھی اقبال جرم سے انکار کیا پھر رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے برأت کے لئے دونوں میاں بیوی سے لعان کرایا پھر

جیسا کہ قانون ہے کہ لعان کے بعد دونوں میں علیحدگی کرائی جاتی ہے تو ان کے درمیان بھی علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ اس حال میں کہ عورت حاملہ تھی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھتے رہو کہ یہ عورت بچہ کس طرح کا جنتی ہے۔ اگر کالی آنکھوں والا موٹے چوتڑوں والا جنتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کے فریادی شوہر نے سچ کہا اور اگر یہ عورت بچہ جنتی ہے لال رنگ کا چھپکلی کی قسم کا پتلا سا، تو پھر میرا خیال ہے کہ شوہر نے بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ پھر دیکھا گیا کہ عورت نے کالی آنکھوں والا موٹے چوتڑوں والا بچہ جنا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری معلومات کے مطابق تو معاملہ کھل گیا ہے کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ اگر اللہ کا فیصلہ درمیان میں نہ ہوتا یعنی یہ تو زنا ثابت ہوگیا ہے۔ لیکن کیا کریں کہ اللہ کا فیصلہ درمیان میں آیا ہوا ہے کہ جرم کے ثبوت کے لئے اقرار جرم اور اعتراف جرم کے بغیر کسی کو مجرم نہ ٹھہراؤ اور علامتوں کے ذریعے کسی کو مجرم نہ ٹھہراؤ چہ جائیکہ گواہ بھی مل جائیں۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا اس طرح کا فیصلہ نہ آیا ہوتا تو میں ایسے مقدمہ میں دوسری قسم کا فیصلہ دیتا۔ یعنی اللہ کے فیصلہ کے خلاف اور مختلف فیصلہ سناتا اور شریک (زانی) اور عورت (مزنیہ) کو فیصلہ کرتے وقت دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ لیکن کیا کریں اللہ زیادہ جاننے والا اور حکم چلانے والا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہے جبکہ یہ پتہ چل ہی گیا کہ شوہر نے سچ کہا تھا۔ (لیکن اس کے باوجود مقدمہ نئے سرے سے نہیں اُٹھایا گیا)

تبصرہ اور تنقید: سب سے پہلے تو یہ کہ اس حدیث سے امام شافعی اور اس کے حدیث ساز استادوں نے اللہ پر الزام لگایا ہے کہ اس کے قانون کی روشنی میں حدیث کے اندر پیش کردہ مسئلہ میں زنا کا گناہ ثابت بھی ہوگیا لیکن مجرموں کو کچھ بھی سزا نہ ملی۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کا قانون معاشرے کے اندر زنا کے جرم کو تحفظ دیتا ہے۔ مجرموں کو سزا نہ دے کر جرم کی آبیاری کرتا ہے۔ قانون، جرم کے ثابت ہونے کے بعد بھی مجرموں کے لعان پر اکتفا کرتا ہے اور سزا کو نافذ نہیں کرتا تو قاضی بیچارہ بے بس ہے کیا کرے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث گھڑنے والے روایت ساز اور فقہ کا امام شافعی اس کی بیچارگی اور احتجاج اور اس کا اختلافی نوٹ کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں اور اللہ کے فیصلے پر رسول سے یہ امام لوگ کہلوا رہے ہیں کہ اللہ کا یہ حکم نہ ہوتا تو میرا اس معاملہ میں فیصلہ کچھ اور

ہی ہوتا۔ میں اس طرح نہ کرتا جس طرح اللہ نے فیصلہ دیا ہے۔

جناب معزز قارئین! اس حدیث کی عبارت اور متن پر ذرا تعمق سے غور فرمائیں تو حدیث سازوں کی جعل سازی اپنی بدباطنی پر بذات خود روشنی ڈال رہی ہے۔ ذرا توجہ کریں کہ حضورؐ کی عدالت میں فریادی کی فریاد کو پیش کرنے سے پہلے اس کی رنگت، قد و قامت اور عمر کے لحاظ سے اس کا جسمانی حدود اربعہ متعارف کراتے ہیں پھر اس کی فریاد کو مؤخر کر کے جوابدہ مدعا علیہ کا نام اور اس سے اس کا رشتہ بتانے کے بعد اس کا جرم اور قصور بتانے سے پہلے اس کی شکل و شباہت متعارف کراتے ہیں۔ پھر وہ شخص اس کا جرم بتاتا ہے کہ وہ میری بیوی سے زنا کا مجرم ہے۔ یہ ہے حدیث سازوں کی حواس باختگی کہ وہ اپنے جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے کہانی میں ایسا جھول ڈال گئے ہیں کہ گویا فریاد پیش کرتے وقت ملزم کے زنا سے اس کی بیوی کو حمل ہونے کے بعد وضع حمل بھی ہوگیا ہوا اور فریاد داخل کراتے وقت بچہ ساتھ لا کر عدالت کے جج کو کہہ رہا ہو کہ دیکھو یہ بچہ میری شکل و شباہت سے نہیں مل رہا۔ اس کی شکل جوابدہ فلاں شخص سے مل رہی ہے یہ میرا نہیں ہے یہ ولد الزنا ہے۔ لہٰذا میرے ساتھ انصاف کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔ جناب قارئین! حدیث سازوں کی حواس باختگی اس فریادی کی حواس باختگی سے بڑھ کر نظر آرہی ہے۔ جس کی عورت سے زنا ہوا ہے وہ اس طرح کہ روایت سازوں نے عبارت سازی میں بہت بڑا جھوٹ اپنی جعل سازی کا یہ بھی بھلایا ہوا ہے کہ اگر بچے کا باپ **عظیم الالیتین** یعنی بڑے چوتڑوں والا ہے تو وہ مناسبت اس کے نوزائدہ بچے میں پیدا ہوتے ہی تو نہیں نظر آئے گی۔ یہ علامتیں اور مشابہت تو آہستہ آہستہ بڑا ہونے کے بعد جا کر دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن متن حدیث گھڑنے والوں کی بھول بھلیاں ہیں اور ان لوگوں کی یہ کرتب بازی ہے کہ اپنی لفاظی سے وہ اللہ سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف اور تضاد، ذہنی ناہمواری اور اللہ کے فیصلوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوچ کی عدم مطابقت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس سارے ماجرے کا پس منظر یہ ہے کہ یہ حدیث ساز اور فقہ ساز امامی گروہ لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن کے فیصلوں سے اگر حدیثوں کے فیصلے ٹکر کھاتے ہوں اور متضاد ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ کوئی انہونی بات نہیں۔ ایسا بالکل ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ فرمائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ۔ یہ فقہی امام اور حدیث ساز امام اپنی فنکاریوں سے قرآن کا

راستہ روکنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی آڑ لے کر اس کی طرف منسوب کردہ حدیثوں کو قرآن ثانی، وحی خفی اور وحی غیر متلو کے ناموں سے قرآن کے بدلے لانے کا داؤ کھیل رہے ہیں۔

سمعت عمر بن الخطاب رضی الله عنه يقول سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرأ سورة الفرقان على غير ما اقرأ ها وكان النبي صلى الله عليه و سلم اقرأ نيها فكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به النبي صلى الله عليه و سلم فقلت يا رسول الله انى سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان علىٰ غير ما اقرأ تنيها فقال له رسول الله صلى الله عليه و سلم اقرأ فقرأ القراءة التي سمعته يقرأ فقال النبي صلى الله عليه و سلم هكذا انزلت ثم قال لى اقرأ فقرأت فقال هكذا انزلت ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف فاقرأ و ما تيسر منه۔ مسند امام شافعی، کتاب التفسیر صفحہ نمبر 184۔ مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی تحریب القرآن صفحہ نمبر 186۔

خلاصہ: میں نے سنا عمر بن خطابؓ سے کہ فرما رہے تھے کہ ہشام بن حکیم بن حزام سورۃ الفرقان پڑھ رہے تھے، جیسے میں پڑھتا تھا اس کے خلاف۔ تو قریب تھا کہ میں اس پر حملہ کرتا لیکن میں اسے مہلت دینے کے لئے رکا۔ پھر جیسے ہی وہ پڑھ کر مڑا تو اس کی گردن اپنی چادر سے باندھ کر کھینچتا ہوا اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا ہے اس طریقہ کے خلاف جس طرح کہ آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ پھر رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ پڑھو۔ تو اس نے پڑھ کر سنائی جس طرح میں نے اسے پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ پھر نبیؐ نے اسے فرمایا کہ بالکل اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ پھر مجھے فرمایا کہ تم پڑھو۔ پھر میں نے بھی پڑھی تو فرمایا کہ ایسے نازل کی گئی تھی تحقیق یہ قرآن سات طریقوں سے نازل کیا گیا ہے۔ سو جس طرح تمہیں آسان لگے اسی طرح پڑھا کرو۔

تنقید و تبصرہ: یہ امام شافعی اور اس کے استادوں کی بنائی ہوئی حدیث قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہے کیونکہ قرآن حکیم اعلان فرما رہا ہے کہ رب العالمین

کی طرف سے اس کی جو تنزیل ہوئی وہ سات قرآتوں میں یا سبعة احرف پر نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی تنزیل بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ 26/195 میں ہوئی ہے۔ اب اس بات پر غور کیا جائے کہ عربی مبین کیا ہے؟ پس جاننا چاہیے کہ جس قوم کی زبان کا اختلاف اس قوم کے ذیلی قبیلوں اور شاخوں میں اگر متفرق ہو تو جو الفاظ ذیلی قبیلوں میں یکساں طور پر مشترک ہوں وہ مستعمل ہوں گے۔ عربی زبان میں مشہور اور سب کے ہاں استعمال ہونے والے الفاظ اور انداز کا نام ہے مبین۔ یعنی صاف واضح اور باتوں کو کھولنے والے اس طرح کہ ان میں کوئی ابہام نہ رہے، شک وشبہ نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان فرمایا کہ قرآن حکیم کے جملہ الفاظ عربی مبین میں ہے اور مبین الفاظ کی فہرست میں کوئی تشتت وافتراق نہیں جبکہ امام شافعی اور اس کے استادوں کی اس حدیث میں آپ نے دیکھا کہ ہشام بن حکیم بن حزام کی قرأت کو عمر جیسا ادیب، فصیح وبلیغ بھی اجنبی سمجھ رہا ہے حالانکہ مبین الفاظ میں کسی بھی عربی دان صاحب لسان کو اس طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف کہ اس حدیث ساز امامی گروہ کو یہ کیوں سوجھی کہ سات قرآتوں کا چکر چلائیں۔ اصل میں اس قرآن دشمن ٹولے کو ویسے تو سارا قرآن آنکھ میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے لیکن اس سورۃ الفرقان کو ہی لیتے ہیں جس کا نام لے کر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عمر جھوٹی حدیث منسوب کی ہے۔

جناب قارئین! میں ایک چھوٹی سی مثال عرض کرتا ہوں ذرا توجہ سے پڑھیں۔ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 5 میں اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے گواہی دلوائی ہے کہ: وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا 25/5 یعنی مشرکین مکہ خود اقرار کرتے ہیں کہ محمدؐ پہلے زمانے کے لوگوں کے قصے خود لکھتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو لکھوانے کے لئے صبح وشام کلاس لیتا ہے جبکہ حدیثیں بنانے والے اماموں نے تو رسول اللہ کو ان پڑھ مشہور کیا ہوا ہے جب قرآن ان کی حدیثوں کو جھوٹا قرار دے گا تو یہ قرآن کی سات قرآتوں کی آڑ میں اپنی چوری (گھڑنت مال) چھپانے کی کوشش کریں گے۔

اسی سورۃ الفرقان کے مطابق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان قرآن دشمن لوگوں پر گواہی دیں گے کہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا 25/30 یعنی اے میرے پالنے والے میری قوم کہلانے والے ان لوگوں نے

قرآن پر تالے چڑھا دیئے۔ یہ لوگ دین سیکھنے کے لئے قرآن سے استفادہ نہیں کرتے۔

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ سورۃ الفرقان کس طرح ان نام نہاد اماموں کا بھانڈہ پھوڑ رہا ہے۔ جنہوں نے قرآن کو اپنی خود ساختہ حدیثوں اور فقہوں کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ مزید فرمایا ہے کہ **وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا** 25/33 قرآن دشمن امامی گروہ نے مشہور کر رکھا ہے کہ قرآن اجمالی کتاب ہے، قرآن مبہم کتاب ہے، قرآن ان کی حدیثوں اور فقہوں کے سوا سمجھ میں نہیں آسکتا۔ تو ان سب باتوں کو ان کے منہ پر مارتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ سارے قرآن سے ایک مثال تو ایسی لاؤ جس کی واضح اور کھلی تفسیر ہم نے خود نہ کی ہو۔ تو حدیث ساز اور فقہ ساز اماموں کو قرآن حکیم کے ان تابڑ توڑ حملوں سے بچنے کے لئے اور کوئی حیلہ نظر نہیں آیا سوائے اس کے کہ یہ لوگ قرآن کی سات قرأتوں کے بہانے قرآن میں تحریف لفظی و حرفی کے ہتھکنڈے استعمال کریں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی کا نسخہ بھی بتا دیا ہے کہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا 25/50 یعنی ان کے اندر قرآن فہمی کے لئے ہم نے تصریف آیات کا مذاکرہ کے طور پر سہارا لینے کی ہدایت کی۔ لیکن ان کے اکثر لوگوں نے انکار کرتے ہوئے کفر کو اختیار کیا۔ مطلب یہ کہ قرآن فہمی کے لئے قرآن کے بتائے ہوئے نسخہ کی بجائے یہ لوگ خود ہی تفسیر بالروایات میں پھنسے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ قارئین کرام سات قرأتوں کے امامی چکر کا پس منظر سمجھ گئے ہوں گے۔ جس سے یہ لوگ قرآن حکیم کے راستے بند کرنے کے بہانے بنا رہے ہیں۔

عن ابن المسيب في قوله تعالىٰ (اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً) قال هي منسوخة نسختها وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ فهي ايامى المسلمين

(مسند امام شافعی جلد دوم باب ترغیب النکاح فی التزوج صفحہ نمبر 15)

خلاصہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ (**اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً**) یعنی زانی مرد زانی عورت سے ہی شادی کر سکتا ہے کسی اور سے نہیں۔ اس آیت کو منسوخ کر دیا ہے **وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ** والی آیت نے جس میں حکم ہے کہ اپنے معاشرہ کی بیوہ عورتوں کے نکاح کرا دو۔ تو زانیہ عورتیں بھی تمہارے معاشرہ کی بیواؤں میں

سے ہیں۔

تنقید و تبصرہ: معزز قارئین! سعید ابن المسیب اور امام شافعی صاحبان نے اس روایت میں سورۃ نور کی آیت نمبر 3 کو آیت نمبر 32 کے ذریعے منسوخ بتایا ہے۔ میں اپنی اس تنقیدی تحریر میں امام شافعی اور اس کے اساتذہ کی علمیت کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ یہ کوئی کم علم یا ناسمجھ لوگ تھے۔ میں ان کی علمیت کا اعتراف اتنا ہی بڑھ کر کرتا ہوں جتنا کوئی ان کا معتقد کرتا ہوگا۔ میرا ان پر تنقید کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ امام شافعی اور اس کے ہمنوا اس روایت کے استدلال سے اعلیٰ درجے کے قرآن دشمن، اسلام دشمن اور مسلم دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔ محترم قارئین آپ آیت نمبر 3 اور 32 کو سامنے رکھیں اور دونوں کے مفہوم پر الگ الگ غور کریں۔ اگر امام شافعی کی قرآن کے بارے میں نیت صاف ہوتی اور امام صاحب اپنے دل میں کوئی کھوٹ نہ رکھے ہوتے، تو وہ خود ان دونوں آیات کو مکمل لکھ کر اپنے دعویٰ تنسیخ کو ثابت کر کے دکھاتے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنے سے قرآن خود ان کو پکڑ کر بے بس کر دیتا اور اس کی تقیہ کی چادر اور دیگر نقاب تار تار کر کے اصل شکل میں ظاہر کر دیتا۔ جس سے بچنے کے لئے امام شافعی صاحب نے مکمل آیات بیان نہیں کی۔ میں قارئین کے سامنے دونوں آیات مختصر خلاصہ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ پھر خود فیصلہ فرمائیں کہ تنسیخ کے لئے ناسخ آیت اور منسوخ آیت میں وحدت فکری اور حکمی ضروری ہے جو یہاں نہیں ہے۔

آیت نمبر 3 ہے کہ **اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** 24/3

خلاصہ: زانی شخص زانی عورت یا مشرک عورت کے سوا کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتا اور زانی عورت زانی مرد یا مشرک مرد کے سوا کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی اور یہ مومنوں پر حرام ہیں۔ جناب قارئین قرآن حکیم نے اس آیت کریمہ سے نوع انسان کے اندر ایک قسم کی حد بندی کر دی ہے۔ انسانوں کے اندر ایک ایسے معاشرتی ناسور کی نشان دہی کر دی ہے جس کا ایک فکری اور نظریاتی پس منظر بھی ہے۔ اسے سمجھنے کے لئے عرض ہے کہ زنا ایک ایسا عمل ہے کہ اس کے مرتکب کی سوچ میں عصمت اور عفت کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور نکاح کے حلال ذریعہ جس سے میاں بیوی کے تعلقات اور رشتہ میں ایک طرح کا

استحقاق ہوتا ہے زنا شوئی اس راہ حق سے فرار اور انکار کا نام ہے۔ بالکل اسی طرح شرک کا عمل بد بھی ایسا ہی ہے کہ ایک اللہ کے قانون اور وحی کی رہنمائی کو بلا شرکت غیرے اپنے لئے کافی نہ سمجھنا اور **نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ** 4/150 پر چلنا ایک ایسا شرک ہے جس طرح زانی کو عصمت کا پاس نہیں تو اسی طرح مشرک کو توحید کا پاس نہیں۔ اور یہ دونوں قسم کے لوگ زانی اور مشرک ایسی گندی مچھلی کی طرح ہیں جو تالاب کی ساری مچھلیوں کو اپنے جیسا گندا کر دیں گے۔ تو قرآن حکیم نے اس آیت مبارکہ میں سمجھایا ہے کہ گند کو گند کے ساتھ رہنے دو اور **وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** یعنی پاک صاف مومنوں کو اس گند سے دور رہنا چاہیے۔ غور فرمایا جائے کہ قرآن نے ایک معاشرتی صورت حال پر کس طرح کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آیئے اب آیت نمبر 32 پر غور فرمائیں۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ 24/32

خلاصہ: اپنے معاشرہ کی بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کے نکاح کرانے کا انتظام کرو۔ تمہارے معاشرہ کے صالح مرد اور عورتیں اگر محتاج اور نادار ہیں تو اللہ کے نظام معیشت پر عمل پیرا ہونے سے وہ غنی ہو جائیں گے۔ اللہ کے نظام سے ہی تمہاری تنگی، فراخی اور کشادگی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا نظام دینے والا اللہ علیم بھی ہے۔

جناب قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ان دونوں آیات کے موضوع جدا جدا ہیں۔ آیت نمبر 3 میں معاشرہ کے بدکار مردوں اور عورتوں کے مسئلہ کو سلجھانے کے لئے رہنمائی دی گئی ہے۔ وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ ان گندی مچھلیوں کو مومنوں کے قریب بھی نہ جانے دو۔ جبکہ آیت نمبر 32 میں خالص معاشرہ کی انتظامیہ اور حکومت سے خطاب ہے کہ بے سہارا مردوں اور عورتوں کا خیال رکھو۔ اس کی صورت یہ بھی ہے کہ نکاح کے عمل سے رشتہ داری کے بندھن سے یہ لوگ ایک دوسرے کا سہارا بن کر اپنی معاشی حالت کو سدھار لیں گے۔ اس مفہوم کی تائید اگلی آیت نمبر 33 بھی کرتی ہے۔

بہر حال امام شافعی اپنی مسند میں سعید بن المسیب کی روایت لا کر قرآن کو منسوخ بنانے سے یہ چاہتے ہیں کہ انکی گندی مچھلیاں جن کے لئے انہوں نے حدیث بنائی ہوئی ہے کہ **مولى القوم منهم** یعنی ان کے فارسی لوگ بھی ہاشمی قریشی کہلانے کے مستحق

ہیں۔ جس طرح احناف کہتے ہیں کہ شافعی صاحب جھوٹ کے قریشی ہیں، اسی طرح سعید ابن المسیب بھی تو بنو امیہ کے باغیوں میں سے ہے۔ جن باغیوں کی مساعی ہر وقت قرآنی علوم کی بیخ کنی کے لئے وقف تھیں۔ اب دونوں آیات مکمل حالت میں خلاصہ کے ساتھ قارئین کرام کے سامنے ہیں۔ غور فرمائیں کہ پچھلی آیت اگلی آیت کو کس طرح منسوخ کر سکتی ہے جبکہ دونوں کے مقاصد جدا جدا ہیں، مطالب جدا جدا ہیں، موضوع جدا جدا ہیں۔ پہلی آیت سے معاشرہ کی گندے لوگوں سے صفائی مقصود ہے اور انقلاب دشمن مشرکوں اور زنا کار لوگوں کی آپس میں نفسیاتی ہم آہنگی ثابت کرنا اور انہیں مومنوں سے دور رکھنا مقصود ہے جبکہ دوسری آیت نمبر 32 میں بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کے نکاح کرانے کے ذریعے فقیر سے غنی بن جانے کی طرف منتقل کرنا ہے معاشی لحاظ سے مستحکم کرنا اور بے سہاروں کو سہارا دینا مقصود ہے۔ اس نسخ کی رکاوٹ اور مانع آیت نمبر 3 کی ہدایت کہ صلے اللہ علیہ وسلم **وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** اور یہ خاص ہدایت ہی ان فقہ ساز اماموں کو کھٹکتی ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ مومنوں کی گھریلو زندگی میں گند اور زہر بھریں اس لئے وہ اس آیت کو منسوخ بنانے کے درپے ہیں۔ جبکہ اللہ چاہتا ہے کہ مومنوں کا گھریلو ماحول اور کلچر زنا کاری اور شرک سے پاک صاف رہے اس لئے تو اس تنسیخ کے امامی حربے کو **وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** کا جملہ ناکام بنا رہا ہے۔

☆☆☆

امام شافعی کا نسل پرستی کو اسلام میں رائج کرنا

عمر بن عبدالعزیز وابن شهاب یقولان قال رسول الله صلے الله علیه و سلم من اهان قریشا اهانه الله عزوجل مسند امام شافعی جلد دوم کتاب المناقب صفحہ نمبر 194

یعنی عمر بن عبدالعزیز اور ابن شہاب زہری کہتے تھے کہ جس شخص نے بھی قریش کی تذلیل کی اللہ اس کو ذلیل و خوار کرے گا۔ **عن ابن ابی ذئب باسناد لا احفظه ان رسول الله صلے الله علیه و سلم قال فی قریش شی من الخیر لا احفظه وقال شرار قریش خیار شرار الناس.** مسند شافعی جلد دوم

کتاب المناقب صفحہ نمبر 195

خلاصہ: امام شافعی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے ابوذئب کے بیٹے نے کچھ اسناد کے ساتھ حدیث بیان کی کہ جو میں بھول گیا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بارے میں کچھ خیر اور مدح کے کلمات فرمائے جنھیں میں بھول گیا ہوں اور جو یاد ہے وہ یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش قبیلے کے بدمعاش لوگ بھی اور قبیلوں کے بدمعاشوں سے بہتر اور فضیلت والے ہیں۔

تبصرہ: حضرت ابراہیمؑ کے سوال کے جواب میں کہ میری اولاد کو انسانوں کی قیادت اور لیڈرشپ عطا فرما اللہ نے فرمایا کہ۔ **لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ** 2/124 یعنی یہ قیادت اور پیشوائی صرف تیری اولاد ہونے کے ناطے ملنے کی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ منصب پانے والا ظالم نہ ہو اور ظلم اور ظالموں کا مخالف ہو، لیکن قارئین کرام آپ نے امام شافعی جو خود بھی قریشی ہونے کا مدعی ہے کی ان حدیثوں میں ملاحظہ فرمایا کہ وہ قریش کے لئے اعلیٰ نسل ہونے کی حدیثیں گھڑ کر پیش کر رہا ہے۔ جو قرآن کی اس مذکورہ بالا آیت کے فلاسفی کے خلاف ہیں۔ اور امام شافعی یہ جھوٹی حدیثیں اپنی مسند میں لکھ کر فقہ بنا رہا ہے کہ یہ قریش مخدوم اور افضل الخلق ہیں۔

ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ عن النبی صلے اللہ علیہ و سلم قال ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل ۔ مسند شافعی الباب الثانی فی ماجاء فی المولی۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس عورت نے نکاح کیا بغیر اجازت اپنے وارث کے تو اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ اس حدیث میں عورت کی خودمختاری ختم کی گئی ہے۔ عورت کو مرد کے تابع بنایا گیا ہے عورت کی مستقل شخصیت کا انکار کیا گیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی طرح مستقل اور برابر بنایا ہے۔ **اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ** 4/1 یعنی مرد اور عورت ایک طرح سے ایک نفس سے پیدا کئے گئے ہیں اور **لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا** 4/19 یعنی عورتوں کے اوپر جبری مالک بننا تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔ جبکہ اس حدیث کے ذریعے عورتوں کا استقلال ان سے چھین کر ختم کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ حدیث خلاف قرآن ہونے کے ناطے جھوٹی ہے۔ یہ امام شافعی کی فقہ خلاف قرآن ہونے

کے ناطے سراسر غلط ہے۔

عن عائشہ انہا قالت تزوجنی رسول اللہ ﷺ وانا بنت سبع سنین وبنیٰ بی وانا بنت تسع سنین ، مسند امام شافعی جلد دوم حدیث نمبر 702 صفحہ نمبر 198 ۔ ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے ساتھ شادی کی رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ نے تو میں سات سال کی تھی اور ولیمہ کیا تو میں 9 سال کی تھی۔

تبصرہ: یہ حدیث بھی امام شافعی کا جھوٹ ہے۔ دراصل ایسی حدیثیں بنانے والے اماموں نے رسول اللہ پر قرآن کے قانون کی مخالفت کا الزام لگایا ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے آیت **حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ** 4/6 میں نکاح کے لفظ کے اندر بلوغت کا معنی ہے پھر حدیث ساز اور امامی ٹولہ کس طرح کہتا ہے کہ اللہ کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم ایسا خلاف قرآن کام کر سکتا ہے؟۔

☆☆☆

امام احمد بن حنبل کی فقہ

عن عبداللہ بن مسعود کنا نغزو مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم و لیس لنا نساء فقلنا یا رسول اللہ الا نستخصی فنہانا عنہ ثم رخص لنا بعد فی ان نتزوج المرأۃ بالثوب الی اجل ثم قرأ ابن مسعود يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ بحوالہ مسند احمد ترتیب بنام فتح الربانی جلد نمبر 16 صفحہ نمبر 142۔

یہ روایت امام شافعی بھی اپنی مسند میں لائے ہیں۔ باب ترغیب فی التزوج حدیث نمبر 32

خلاصہ: ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں پر جاتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ پھر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ بنا ئیں؟ تو منع فرمایا رسول نے خصی ہونے سے اور بعد میں ہمیں رخصت دے دی کہ کوئی کپڑا دے کر کسی عورت سے کسی مقررہ وقت کے لئے شادی کریں۔ پھر ابن مسعود نے قرأت کی آیت 5/87 کہ اے ایمان والو! نہ حرام

بناؤ پاک چیزوں کو یعنی پاک دامن عورتوں کو۔ شادی کرو جن سے شادی کرنا اللہ نے حلال کیا ہے تمہارے واسطے۔ اس معاملہ میں زیادتی نہ کرو تحقیق اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تنقید و تبصرہ: اس حدیث کو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے متعہ کے جواز کے لئے بنیاد اور ماخذ بنایا ہے۔ اور فتح مکہ تک متعہ کے جواز کے لئے فقہ مالکی اور فقہ حنفی والے بھی قائل ہیں گویا کہ اہل سنت کہلانے والے چاروں فقہی مسلکوں والے متعہ کے جواز کے لئے فتح مکہ تک کے عرصہ میں جواز کے قائل ہیں۔ لیکن ان کی متعہ کی بابت جملہ روایات پڑھی جائیں تو وہ تضادات سے بھری ہوئی ملیں گی۔ فقہ جعفری والوں کے ہاں تو متعہ ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے۔ ہمیں یہاں سنی فقہ والوں کے استدلال کی گمراہی اور قرآن سے مخالفت کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔

حنفی فقہ کی کتابوں میں شوہر کی طرف سے دیئے جانے والے مہر کو بیوی کے لئے **قیمتہ الفرج** کے معنی میں ہدایہ والے نے لکھا ہے اور **ملک بضعہ** کی اصطلاح بھی اسی معنی میں ہے۔ جو فقہی کتابوں میں جابجا استعمال ہوتی رہتی ہے۔ یہ دونوں اصطلاحیں قرآن حکیم کی اصطلاح نحلۃ بمعنی مہر کے سراسر خلاف ہے۔ نحلۃ کا معنی ہے بلا معاوضہ کا ہدیہ اور تحفہ یا گفٹ جب کہ **قیمتہ الفرج** اور ملک بضعہ سے متعہ اور ہیرا منڈی کی تجارتی ہیر پھیر کا مفہوم نکلتا ہے۔ تو اب ابو حنیفہ کی فقہ کو کیا کہیں۔ ویسے علامہ آلوسی حنفی نے امام ابو حنیفہ کے حوالہ سے فقہی فتویٰ سنایا ہے کہ دارالحرب میں غیر مسلم مشرک عورتوں سے زنا کرنا علی الاطلاق جائز ہے۔ آلوسی صاحب نے اپنی تفسیر روح المعانی میں جلال الدین سیوطی کے حوالے سے یہ فقہ حنفی کا فتویٰ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 120 کے ذیل میں لکھا ہے اور اس کا حوالہ علامہ رحمت اللہ طارق نے اپنی کتاب تفسیر منسوخ القرآن کے صفحہ نمبر 659 پر دیا ہے۔ جناب قارئین کرام! دیکھا آپ نے یہ ہے امام اعظم ابو حنیفہ صاحب۔ اب پتہ لگا کہ اعظم کا لقب اسے کیونکر دیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص اسلام کو زیادہ رسوا کرے خوار کرے وہی تو ان کے ہاں اعظم اور اصح الکتب کا مستحق کہلاتا ہے۔ اب آئیں امام احمد بن حنبل کی مسند احمد کی طرف۔ شروع میں لکھی ہوئی حدیث سے متعہ کے ثبوت والی حدیث اور آیت جناب عالی! حدیث میں لکھنے والے لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں پر جاتے تھے اور وہاں ان کے ساتھ اپنی گھر کی عورتیں نہیں ہوتی تھیں لہٰذا انہوں نے حضورؐ سے مطالبہ کیا کہ شہوت زیادہ ہوگئی ہے اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا ہم خود کو خصی بنائیں تو جواب میں حضور نے فرمایا کہ خود کو خصی نہ بناؤ بلکہ کوئی کپڑا وغیرہ دے کر یہاں کی عورتوں سے مقررہ معلوم دنوں کے لئے شادی کرلو۔

محترم قارئین! مسند احمد کے شروع میں لکھی ہوئی متعہ کے ثبوت والی حدیث پر ذرا نظر ڈالیں اور پھر ملاحظہ فرمائیں آیت **وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ** 24/33 یعنی ضروری ہے ان لوگوں کے لئے جن کو خواہش نفسانی پوری کرنے کے لئے نکاح کی سہولت میسر نہیں کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں پر کنٹرول کریں یہاں تک کہ ان کے لئے اللہ کے فضل سے کوئی بندوبست کی صورت نکل آئے۔

جناب معزز قارئین! مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی رو سے مسند احمد کی یہ روایت سراسر جھوٹی اور خلاف قرآن ہے جس کے بارے میں میرا دعویٰ ہے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اسلام کے دشمنوں نے بنائی ہے۔ غور فرمائیں کہ حضورؐ کے ساتھ غزوات پر جانے والے صحابہ کے گھروں میں بیویاں تھیں اور حدیث کی عبارت ثابت کرتی ہے کہ غزوات کے سفر میں صحابہ کے پاس عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ یہ صورت حال بغیر غزوات کے سفر کے متعلق نہیں ہے جبکہ ایسی کئی حدیثیں یہی لوگ بیان کرتے ہیں جن میں یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جنگوں میں جاتے وقت حضورؐ اور صحابہ اپنی ازواج کو ساتھ لے جاتے تھے گویا کہ ان دونوں متضاد حدیثوں میں سے ایک تو ضرور ہی جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کے جھوٹا اور من گھڑت ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ شادی شدہ مردوں کو کچھ دنوں کے لئے بیویوں سے جدا ہونے پر اضطراری حد تک شہوت نہیں ہوتی۔ تیسری دلیل یہ کہ جنگوں اور لڑائیوں پر جانے والوں کو شہوت کی بجائے ہر وقت جان کا خطرہ ہوتا ہے کہ دشمن کسی وقت بھی حملہ کرسکتا ہے یا کہیں بھی دشمن سے مڈبھیڑ ہوسکتی ہے لڑائیاں اور جنگیں پکنک نہیں ہوا کرتیں۔ صحابہ کرام تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ جانثار ساتھی تھے جنہوں نے اپنے اعلیٰ کردار اور افکار سے چند سالوں میں قیصر و کسریٰ کے تخت الٹا دیئے اور پوری دنیا میں ایک پُرامن انقلاب برپا کردیا ان کے بارے میں ایسی

شہوت رانی کی باتیں سراسر جھوٹ اور بہتان اور تبرا ہیں۔ایسی حرکت تو آج کا گیا گزرا وہ مسلمان بھی نہیں کرتا جو تبلیغی جماعت کے ساتھ سال بھر کا چلہ لگا رہا ہو۔یا جہادی تنظیموں کے ساتھ کشمیر یا افغانستان میں کافروں کے ساتھ برسر پیکار ہو۔

چوتھی دلیل مندرجہ بالا سورۃ نور کی آیت سے یہ ہے کہ اگر کسی کو نکاح کی توفیق نہیں اور شہوت کا زور ہے تو اس کی یہ پریشانی اور مجبوری بجائے کسی قسم کے نکاح کرنے کے اپنے اوپر کنٹرول کرنے اور ضبط نفس کے طریقوں سے اسے دفع کرنا ہوگا۔

جناب قارئین آپ کو یاد ہوگا کہ قرآن نے بھوک زیادہ لگنے سے جس سے آدمی اضطراری حد کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ نے زندگی بچانے کی حد تک حرام کھانے کی اجازت دی ہے لیکن شہوت کے معاملہ میں شدت کی حد اتنی نہیں بڑھ سکتی کہ کوئی آدمی مر جائے اس لئے شہوت کے دفاع کے لئے قرآن نے استعفاف کا حکم دیا ہے یعنی عفت اور پاکیزگی کے راستے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے وہ یہ کہ اپنی سوچوں اور خیالات کو خرافات کی طرف جانے نہ دینے کے لئے روزے رکھنا وغیرہ۔تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ شہوت کی زیادتی سے جان جانے کا کوئی احتمال نہیں،اس لئے حدیث بنانے والوں نے جو یہ لکھا ہے کہ حضورؐ نے کپڑے کا ٹکڑا دے کر جن لوگوں سے جنگ کرنے نکلے ہیں ان کی عورتوں سے عارضی نکاح کرنے کا نسخہ بتایا۔وہ سراسر جھوٹ ہے۔ (لعنة الله على الكاذبين) جب کہ قرآن حکیم کا واضح حکم یہ ہے کہ:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه 24/33 اور اس حدیث کا فلسفہ قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف حکم نہیں دیتے تھے۔

جناب معزز قارئین کیا آپ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 102 نہیں پڑھی جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لشکر کو جنگ کی بابت ہدایات دینے کی ضرورت کے وقت اللہ کا حکم ہے کہ ساری سپاہ کو ایک ساتھ نہ بلاؤ ایسا نہ ہو کہ آپ کی بریفنگ اور ہدایاتی لیکچر کے دوران دشمن حملہ نہ کر دے لہذا آدھا لشکر مورچے سنبھالے اور آدھا لشکر آ کر آپ کی ہدایات سنے۔تو غور کیا جائے کہ جن جنگی سفروں میں اس حد تک محتاط رہنا پڑتا ہو وہاں فارس کے اماموں کا یہ کہنا کہ شہوت روکنے سے نہیں رکتی جب تک متعہ نہ کیا جائے۔

محترم قارئین کرام! جنگ اور لڑائی کے پُر خطر حالات میں صحابہ کرام کے بارے میں فارس کے اماموں کا یہ کہنا کہ ان سے ان کی شہوت روکے نہیں رکتی تھی جب تک کہ متعہ نہ کر لیتے تھے۔یہ دراصل امام شافعی،احمد بن حنبل اور امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ امامی ٹولہ جان بوجھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جنگوں اور لڑائیوں کو اسلامی جہاد کو بدنام کرنا چاہتا ہے۔ان کی یہ حدیثیں دشمنان اسلام کو موقع دے رہی ہیں کہ دیکھو محمد کی قیادت اور کمانڈر شپ میں اس کے صحابی مخالف قوموں اور بستیوں میں جا کر ان کی عورتوں سے متعہ کرتے تھے اور شہوت رانی کرتے تھے۔

یہاں مسند امام احمد بن حنبل سے دو اور حدیثیں پیش خدمت ہیں یہ بھی فتح الربانی کی ترتیب مسند احمد کے حوالے سے ہیں۔ **عن عائشةؓ رضى الله عنها قال قال رسول اللهصلے الله عليه و سلم يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب من خال او عم او ابن اخ** ۔مسند احمد ترتیب فتح الربانی جلد نمبر 16 **باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب** صفحہ نمبر 182

خلاصہ: اس حدیث کا خلاصہ ہے کہ بچے یا بچی کو دودھ پلانے سے پینے اور پلانے والی پر وہ سارے رشتے حرام ہو جاتے ہیں،برائے نکاح جیسا کہ نسبی رشتہ داروں سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے۔ماموں سے،چچا سے،بھتیجے سے۔

تبصرہ: قرآن حکیم نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں جن سے نکاح کرنا حرام گنوایا ہے ان جملہ محرمات اور محرمین میں رضاعت کے حوالے سے صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہن کا فرمایا ہے۔اوپر والی حدیث میں ماموں،چچا اور بھتیجا یہ سب رشتے غیر قرآنی اضافے ہیں اور قرآن میں ترمیم اور اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان اضافوں کو تسلیم کرنا گویا کہ قرآن پر ناقص ہونے کا الزام لگانا ہوگا۔ان حدیثوں میں گنائے ہوئے زائد رشتوں کو حرمت رضاعت میں نے شمار کرنا قرآن کے دعوی **وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ** "55/53 یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز قرآن میں لکھی ہوئی ہے،کو جھٹلانا ہوگا۔اور قرآن نے حک واضافہ،ترمیم و تنقیص کا حق کسی کو نہیں دیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ وہ اپنی حکمرانی کے احکامات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ **وَّلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا** 18/26 سب لوگ یہ سن لیں کہ:

وَتَلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ 18/27 یعنی
تیرے پالنے والے کی کتاب سے جو وحی متلو ہے اس کی طرف سے لوگوں میں اعلان کرو کہ
وحی متلو والی کتاب کے کلمات کو قوانین کو تم کسی غیر متلو تم کے حربوں سے نہیں بدل سکتے۔ اس
لئے بات صاف واضح اور ثابت سمجھو کہ رضاعت کے حوالے سے صرف ماں اور بہن حرام
ہیں اور تم نے جو۔ **یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب** کے چکر چلائے ہیں
اللہ کا رسول ایسی خلاف قرآن حدیث نہیں جاری کر سکتا۔ یہ سب حدیثیں تم امام لوگوں نے
اپنی طرف سے گھڑی ہیں۔ اس حدیث سے تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تبرا کیا ہے
اس حدیث کو جاری کرنے والے احمد بن حنبل، شافعی، مالکی، حنفی اور ان کے اساتذہ محدثین
اور فقہی اماموں نے اس حدیث کو تسلیم کر کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ کو گالی دی ہے وہ
گالی اگلی حدیث میں ہے۔

کانت عائشہ تامر اخواتھا وبنات اخواتھا ان یرضعن من احبت عائشہ ان یراھا ویدخل علیھا وان کان کبیرا خمس رضعات ثم یدخل علیھام سند احمد ترتیب فتح الربانی جلد نمبر 16 باب **عدد رضعات المحرمه و ما جاء فی رضعات الکبیر** صفحہ نمبر 185

خلاصہ: مجھے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے بھی خوف ہو رہا ہے۔ میں ڈرتے ہوئے یہ گالی والی حدیث اماموں کی فقہ بنانے والی حدیث پیش کر رہا ہوں، نقل کفر کفر نباشد کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ عائشہ اپنی بہنوں اور بھانجیوں کو حکم دیتی تھیں کہ جن کو وہ چاہتی تھی کہ وہ ان کو دیکھے اور وہ اس کے ہاں داخل ہوں ان کو دودھ پلائیں پانچ چسکیاں، چاہے وہ لوگ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔

جناب قارئین! اس امامی تخلیق کردہ حدیث میں عائشہ صدیقہ کے کردار پر بدترین حملہ ہے۔ ساتھ ساتھ اس کی بہنوں اور بھانجیوں کے کردار پر بھی حملہ ہے۔ کہ ان کے پستانوں کو بڑی عمر والے لوگ چوستے تھے۔ آپ قرآن کا اعلان پڑھ آئے ہیں کہ رسول کو حکم دیا گیا ہے کہ جب قرآن رضاعت کے حوالے سے صرف ماں اور بہن کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کی مدت رضاعت بھی پیدائش کے بعد قرآن نے دو سال لکھی ہے (بحوالہ 31/14) تو اب رسول کی بھی کیا مجال ہے کہ وہ بالغ اور داڑھی والے لوگوں کو عورتوں کا

دودھ پی کر رضائی بیٹا بننے کا سرٹیفکیٹ دے کر اللہ کے قانون رضاعت کو توڑیں۔ رسول ایسا حکم نہیں دے سکتا یہ سب خرافات ام المومنین عائشہ صدیقہ کے کردار کو داغدار بنانے کے لئے اہلسنت کے اماموں کا تبرا ہے۔

☆☆☆

مسند امام احمد بن حنبل سے فقہ سازی کی ایک اور حدیث

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کتب علی ابن آدم نصیبه من الزنا ادرک ذالک لا محاله ۔ حدیث نمبر 195 صفحہ نمبر 73 **باب التحریم النظر الی المرأ الاجنبیه** جلد نمبر 16 فتح الربانی ترتیب مسند احمد۔

خلاصہ: مسند احمد میں روایت ہے کہ آدم کے ہر بیٹے کے حصہ میں زنا کرنا لکھا گیا ہے جسے وہ لازمی طور پر سرانجام دے گا۔ یہ حدیث صحاح ستہ کہلانے والی کتابوں میں سے مسلم میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ اب کوئی بتائے کہ زانی شخص کو سزا کیوں کر ملے گی۔ وہ تو یہ سارا جرم کاتب تقدیر پر اُتار کہے گا کہ اللہ کی طرف سے لکھی ہوئی تقدیر کے آگے مجبور اور بے بس تھا۔ کیونکہ اس کا لکھا ہوا جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ میں خود کو کتنا بھی محفوظ رکھتا لیکن تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چل سکتی وغیرہ۔

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ امام لوگوں کی ان حدیثوں سے کس طرح کا کلچر وجود میں آئے گا؟ میں اس حدیث پر جان بوجھ کر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا اور اسے آپ لوگوں کی عدالت میں پیش کرتا ہوں۔

عن ابن عمران النبی صلے اللہ علیہ و سلم اقطع الزبیر حضر فرسه بارض یقال لھا ثریر فاجری الفرس حتی قام ثم رمی سوطه فقال اعطوہ حیث بلغ السوط ۔ فتح الربانی ترتیب مسند احمد جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 135

خلاصہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت زبیر کو جاگیر عطا کی اس کے گھوڑے کے سفر کرنے کی مقدار کے موافق، ثریر علاقہ کی زمین۔ پھر زبیر نے گھوڑا دوڑایا یہاں تک کہ گھوڑا چل کر کھڑا ہو گیا پھر وہاں سے زبیر

نے دیکھا کہ گھوڑا آگے نہیں چل رہا تو اس نے زور سے اپنا چابک آگے کی طرف پھینکا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اتنی زمین دو جہاں تک اس کا چابک جا کر گرا

تبصرہ اور تنقید: ان حدیثیں گھڑنے والوں کو کیا کہیں کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآنی معاشیات کا اصول نہیں پڑھا تھا کہ **وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی** 53/39 یعنی انسان صرف اتنے کا حق دار ہے جتنا کہ وہ سعی اور محنت کرے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر میں قرآن کی یہ آیت نہیں تھی کہ **کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ** 74/38 یعنی ہر شخص اپنے کسب کے برابر کا حق دار ہو سکتا ہے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زمین کی تقسیم کا قرآنی فارمولا نہیں تھا کہ **سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ** 41/10 سوال کرنے والوں میں زمین برابری کے حساب سے تقسیم کرنی ہے۔ یہ حدیثیں بنانے والے امام لوگ ایسے حدیثیں گھڑتے ہیں جیسے کہ قرآن نازل ہی نہیں ہوا، قرآن موجود ہی نہیں یا قوانین کے لئے قرآن سے پوچھنا تک ناروا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ قوانین قرآن کے منکر ہیں۔ یہ لوگ ایسی حدیثوں کے ذریعے دنیا والوں کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآنی معاشیات پر عمل نہیں کیا اور اس قرآن پر عمل کرنا مشکل ہے۔ گویا کہ قرآن عمل کرنے کے لئے نازل نہیں ہوا اس کی صرف تلاوت برائے ایصال ثواب ہی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

ان النبی صلے اللہ علیہ و سلم خطب علی راحلته لتقصع بحرتها وان لعابها یسیل بین کتفی فقال ان اللہ عزوجل قد قسم لکل انسان نصیبه من المیراث فلا تجوز وصیة لوارث۔

عن ابی امامه الباهلی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیه و سلم یقول فی خطبة عام حجة الوداع ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقه فلا وصیة لوارث۔

فتح الربانی ترتیب مسند احمد جلد 15 صفحہ نمبر 188 **باب لا وصیة لوارث**

خلاصہ: جناب معزز قارئین! ان دونوں حدیثوں کا مضمون ایک ہے اس لئے ایک ساتھ لکھی ہیں۔ پہلی حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے تقسیم کر دیا ہے ہر انسان کو اس کا حصہ میراث سے اس لئے وارث کے لئے وصیت جائز نہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ تحقیق اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے اس لئے کسی وارث کے لئے وصیت نہ کی جائے۔

تبصرہ وتنقید: جناب معزز قارئین! قرآن حکیم میں جتنے بھی احکامات الٰہیہ اور فرائض دینیہ بتائے گئے ہیں ان کے اوامر، حکم کرنے کی عبارت اتنی واضح ہے کہ اس میں کوئی اشتباہ لفظی ومعنوی نہیں ہے، اس کی تاکید یعنی عمل کرنے میں کوئی شخص سستی نہ برتے یا اس حکم کو مستحب یا معمولی نہ سمجھے۔ اس طرح کا ایک حکم ہے اپنے مال سے وصیت کرنے کا اور وہ بھی ایسی وضاحت کے ساتھ کہ تم لوگوں کو ورثاء کے لئے جو حصے قرآن نے بتائے ہیں ان سب کی ادائگی بعد میں کرو سب سے پہلے وصیت کا مال علیحدہ کرو پھر باقی ماندہ مال سے ورثاء کو ان کے حصص ادا کرو۔

جناب معزز قارئین! آپ فقہی اور حدیث ساز گروہ کی روایات پڑھ کر حیران ہوں گے کہ انہوں نے قرآن کے حکم وصیت کو منسوخ کرنے کے لئے کیسی کیسی حدیثیں گھڑی ہیں۔ میں نے یہاں مسند احمد کی صرف دو حدیثیں نقل کی ہیں لیکن یاد رہے کہ ہر فقہ میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ سارے اماموں کا یہی موقف ہے۔ سارے فقہی مسلک حنفی حنبلی، مالکی، جعفری، شافعی وغیرہ سب متفق ہیں کہ قرآن حکیم کے مطلق حکم کو قید کیا جائے۔ اور اس کے مقابلہ میں جب آپ وصیت کے لئے قرآن کا حکم پڑھیں گے تو لامحالہ آپ چیخ اٹھیں گے کہ ان امام لوگوں کی قرآن دشمنی دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ایسی عبارت لایا ہے کہ بعد یا قبل، پہلے یا پیچھے یہ زمانی فرق تو ہمارے تمہارے لئے ہوتا ہے اللہ کے سامنے تو صدیوں پہلے کی باتیں صدیوں بعد آنے والی باتیں ایسے حاضر ہوتی ہیں جیسے زمانہ حال کی سکرین پر چیزیں ہوتی ہیں یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے وصیت کے لئے ایسی عبارت نازل کی ہے جیسے سارے اماموں کی قرآن دشمنی کی مشترکہ خباثت کا رد کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر آپ حدیث کی عبارت پر غور کریں جس میں کہا گیا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں کہے ہوئے الفاظ ہیں۔ حدیث سازوں نے اس حدیث کو اس موقع سے اس لئے منتخب کیا ہے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس دن **اکملت لکم دینکم** یعنی تکمیل دین کی آیت آخری تھی بقول ان حدیث سازوں کے۔ سو اس تکمیل دین کے دن رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وصیت اس وقت تک تھی جب تک ورثاء کے حصص کا تعین نہیں تھا اب

جب سب ورثاء کے حصص قرآن نے علیحدہ علیحدہ بتادیے ہیں تو سن لو **فلا وصیۃ لوارث**۔ یعنی کسی وارث کے لئے وصیت کا اختیار نہیں ہے۔ پھر دوسری روایات میں غیر ورثاء کے لئے تیسرے حصہ مال سے کم کی بھی کئی حدیثیں گھڑی ہوئی ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے لوگ جا کر حدیثوں کے دفتر کھول کر دیکھیں۔ جناب عالی آیئے زحمت کریں اور قرآن پر بھی نظر ڈالیے کہ اس کی رہنمائی کیا ہے۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا 4/11

جناب معزز قارئین! اس آیت میں جملہ ورثاء کے حصص کی تفصیل بتائی گئی ہے کہ کسے کتنا دینا ہے اور اس تفصیل کے دوران اللہ نے فرمایا کہ یہ حصص کی تقسیم بعد میں پہلے میت کی وصیت کا مال الگ کرو۔ اگر وہ مقروض ہے تو اس کا قرض بھی ادا کرو۔ بعد میں ورثاء کو اس آیت کے حکم کے مطابق حصص بانٹ دو۔

محترم قارئین! دیکھا آپ نے ان حدیث ساز قرآن دشمن اماموں کی جملہ روایات جو انہوں نے وصیت کو منسوخ کرنے یا وصیت کے حکم کو عارضی بنانے کے لئے گھڑی ہیں انہیں پڑھ کر دیکھیں تو وہ پڑھنے والے کا ایسا تاثر قائم ہوتا ہے کہ جیسے قرآن میں وصیت کا عارضی طور پر حکم دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد ورثاء کے حصص کا حکم نازل ہوا ہے اور پہلے حکم وصیت کو گویا کہ بعد کے حکم نے منسوخ، معطل اور بے اثر بنا دیا ہے۔ جبکہ اس آیت کے متن اور ترتیب پر غور کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ دشمنان قرآن کے منہ پر مارتا ہے کہ ایک ہی آیت میں پہلے ورثاء کے حصص کی تفصیل بیان کی ہے پھر فرمایا کہ ٹھہرو! ان حصہ داروں میں مال کا بٹوارہ بعد میں کریں پہلے وصیت کردہ یا قرض کی مقدار الگ کرو پھر جو باقی بچے وہ ورثاء میں بانٹ دو۔ اگر ورثاء وصیت اور قرض کی ادائگی کے بارے میں ان حدیث ساز اماموں کی فیصلے پر اعتراض کریں تو قرآن ان کو شرم دلاتا ہے کہ محنت کر کے

کھانے پر کیا تمہیں بخار چڑھتا ہے؟ کچھ تو حیا کرو **وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا** 89/19 یعنی غیر کا کمایا ہوا مال ورثے کے نام پر سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔

یہ بات یا قرآن حکیم کا یہ نظریہ اس شخص کو آسانی سے سمجھ میں آئے گا جو قرآن کی معاشیات سے واقف ہوگا۔ قرآن کی نظر میں پوری انسانی آبادی ایک کنبہ کے عیال کی طرح ہے۔ قرآن نے اس ہدف تک پہنچنے اور اس معاشی برابری کا جو حکم دیا ہوا ہے اس کی ساری تفصیل نہیں تو کچھ تفصیل میری متعلقہ مضمون ''اسلام کا معاشی نظام'' پر مشتمل سندھی کتاب آیات بینات میں ہے۔ اردو میں تو مجھ سے بھی زیادہ لکھنے والوں نے لکھا ہوا ہے۔ اہل ذوق حضرات زیادہ نہیں تو سورۃ فجر کی آیات پندرہ تا اکیس ہی پڑھ کر دیکھیں۔

دراصل مالیات میں ورثہ اور ترکہ کی بات جو قرآن نے کی ہے وہ عبوری عرصہ کے لئے ہے۔ جب انقلابی حکومت قرآن کی بیان کی ہوئی معاشیات پر قائم ہو کر رواں دواں ہو جائے گی تو ساری رعیت کے ہر فرد کا کفیل بیت المال ہوگا۔ سرکاری خزانہ ہوگا اس صورت میں اس وقت ورثہ اور ترکہ کا تصور ہی ختم ہو جائے گا۔ صحیح بات یہ ہے کہ مفتوح قوموں کے امام کہلانے والے دانشور مسلمانوں سے قرآن چھیننے میں مفہوم اور معنوی لحاظ سے کامیاب ہو گئے ہیں ہم مسلمان قرآن کی تفسیر قرآن سے سیکھنا کھو بیٹھے ہیں میں یہ شکست قبول کرتا ہوں اور امت مسلمہ کی ناکامی پر **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھتا ہوں۔ یہ بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ ان فارسی پنجتنی اماموں (حنفی، حنبلی، مالکی، جعفری، شافعی) کا متفقہ موقف ہے کہ لوگوں کو قرآن کے حکم وصیت پر نہ چلنے دو.......

وصیت کے بارے میں قرآن حکیم کی ہدایت نہایت ہی معنی خیز ہے جسے یہ امپورٹڈ امام سمجھ گئے تھے۔ لیکن اب یہ جدی پشتی موروثی مسلمان نہیں سمجھ سکے کہ اس حکم (مرنے سے پہلے وصیت کرو اور بغیر وصیت نہ مرو)۔ وصیت اور وراثت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ملاحظہ فرمائیں۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ا ۨلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ 2/180

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ اس آیت مبارکہ میں **کتب علیکم** یعنی جب کوئی اپنی موت قریب سمجھے تو یہ تحریری طور پر حکم دیا جاتا ہے کہ اگر وہ مال چھوڑ کر مر رہا ہو تو اس میں

سے والدین اور اقربین کے لئے وصیت کرنا یہ **حقا علی المتقین** ہے۔ حق کے معنی واجب اور لازم ہیں۔ اب غور فرمائیں کہ اس آیت میں وصیت کی فلاسفی کیا ہے۔ جناب عالی! آپ آج کے یورپ یا ترقی یافتہ قوموں اور مہذب معاشروں میں جا کر تحقیق کریں کہ کئی سارے مال دار لوگ اپنی کمائی ہوئی دولت سے ٹرسٹ قائم کر کے مریضوں کے علاج کے لئے، یا نادار لوگوں کے بچوں کی مفت تعلیم کے لئے اپنی دولت وقف کر گئے ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی ان کی دولت سے پڑھنے والے طلباء کو اور ریسرچ سکالرز کو سکالر شپ ملتا رہتا ہے۔ نوبل پرائز کا انعام جاری کرنے والا الفریڈ نوبل کی وصیت کے مطابق اس کے قائم کردہ ٹرسٹ کی طرف سے تعمیری کاموں اور انسانی سلامتی و بھلائی و تحفظ کا کام کرنے والوں کو اس کی دولت سے ہی دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جب تک دنیا میں امن اور خوشحالی کی انسان دوست حکومت قائم نہیں ہوتی یا ایسی انقلابی حکومت کے ورکروں کی کوالیفائیڈ پڑھی لکھی فورس، **امر بالمعروف ، ونھی عن المنکر** کرنے والی ٹیم تیار نہیں ہوتی تو ان کے قیام کے لئے کچھ تربیت گاہیں چاہئیں اور ان میں تیار ہونے والے رضا کاروں کے لئے نان جویں چاہیے۔

جس طرح آج عالمی سرمایہ داروں نے کمیونزم کے کعبہ لینن گراڈ کو مسمار کر کے دنیا بھر کے بھوکے کامریڈ دانشوروں کو دنیا بھر میں محنت کشوں کو منظم کر کے پھر سے کمیونسٹ انقلاب لانے سے انہیں موڑ کر این جی اوز کے نام پر لگژری زندگی کی فائیو سٹار مرتبہ کی حامل نوکریاں دے رکھی ہیں۔ جب کہ قرآن نے مال داروں کو حکم دیا ہے کہ تم میں سے جو متقین ہیں یعنی انقلابی ہیں ان پر واجب ہے لازم ہے کہ وہ اپنے ورثاء یا جس کے لئے بھی مناسب سمجھیں بطور وقف ٹرسٹ قائم کریں اور مال ان کے حوالے کریں سارے کا سارا بغیر وصیت کیئے ورثاء کی صوابدید پر ان کے حوالے نہ کریں۔ میرے اس دعویٰ کی دلیل آیت کے اندر لفظ معروف اور متقین میں مضمر ہے جس سے وصیت کے وجوب کی فلاسفی سمجھ میں آسکتی ہے اور اسے فارس کی شکست خوردہ اساورہ شاہی کے پروردہ دانشوروں نے بنام امامت وصیت کی فلاسفی کو سمجھ جانے کے بعد منسوخ اور معطل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ تا کہ کہیں انقلاب کا خام مال مسلمان معاشروں میں پنپ نہ سکے۔ اس مقصد کی ایک اور حدیث کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے جس میں ان اماموں نے جھوٹ گھڑا ہے

کہ فتنہ کے دنوں میں کچھ بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤ وہاں کوئی شادی وغیرہ کر کے دنیا والوں سے الگ تھلگ ہو کر رہو (تا کہ مترفین اور جاگیردار شاہی کے عفریت کو چیلنج کرنے والی کوئی تنظیم اور پارٹی جنم نہ لے سکے)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ہر شخص قرآن حکیم کھولکر غور سے پڑھے تو نہایت آسانی سے سمجھ جائے گا کہ قرآن حکیم وصیت کرنا اور ورثاء میں حصص بانٹنا ایک ساتھ ایک ہی آیت میں بیان کر رہا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ مکہ کے زمانہ میں وصیت کا حکم اترا ہے اور مدنی سورتوں میں ورثاء کے حصص سمجھائے گئے یا کسی اور طرح سے ورثاء کے حصوں کی آیتیں جدا ہوں اور وصیت کی آیات جدا یا پہلے وصیت کی آیتیں اتری ہوں اور حصص کی تقسیم اور تعین بعد میں تو پھر بعد والی آیات حصص نے پہلے والی آیات وصیت کی تنسیخ کر دی ہو ایسا ہرگز نہیں۔ پس اس قسم کی حدیثیں ان کے تخلیق کاروں کی کھلی قرآن دشمنی ہے یہ ان کا کھلم کھلا قرآن سے اعراض، انکار اور رد ہے چہ جائیکہ ان حدیثوں کے راوی لوگ کیوں نہ چالیس سال کی راتوں میں عشاء کی نماز والے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہوں اور کیوں نہ ایک رات کے نفلوں میں پورا قرآن ختم کرنے کے دعوے کرتے ہوں اور کیوں نہ مراقبوں میں ہر حدیث رسول اللہ سے تصدیق کر کے لکھنے کا دعویٰ کرتے ہوں۔ ان سب دعوؤں کے باوجود یہ لوگ دشمن قران ہیں۔

☆☆☆

امام مالک کی فقہی ماخذ کی چند حدیثیں

مالك عن ابن شهاب عن حميد بن عبدالرحمٰن بن عوف انه اخبره ان قل هوالله احد ثلث القرآن وان تبارك الذى بيده الملك تجادل عن صاحبها. الموطا باب ما جا فى القرآن صفحہ نمبر 194 ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔

خلاصہ: عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ **قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد** " قرآن کی ایک تہائی ہے اور سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کی طرف سے لڑے گی۔

تبصرہ: جناب معزز قارئین! دیکھتے جائیں ان اماموں کی دام ہم رنگ والی

سازش کہ یہ لوگ ان پڑھ جاہل لوگوں بلکہ پڑھے لکھے لوگوں سے بھی حمد وثناء کے بغیر کس طرح قرآن چھین رہے ہیں۔ اب ان ثوابوں کے مارے ہوئے مسلمانوں کو حدیث سنائی جارہی ہے کہ سورۃ اخلاص جیسی مختصر سورت پورے قرآن کی ایک تہائی کے برابر ہے۔ سوان اماموں کی بنائی ہوئی فضائل قرآن کی احادیث پڑھ کر دیکھیں تو ثوابوں ہی ثوابوں کی نوید بالکل ایسے ہے۔ جس طرح رائیونڈ والے تبلیغیوں کے ساتھ ایک نماز پڑھنے سے انچاس کروڑ نمازوں کا ثواب مل جاتا ہے۔ یہ ثوابوں کی کاروباری جمع تفریق خود رائیونڈ والوں کے پاس بھی فارس سے براستہ جامع مسجد نظام الدین دہلی پہنچی ہے جب سودی نظام کے پرورش یافتہ مسلمان سنیں گے کہ سورۃ اخلاص پڑھنے سے ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے تو تین بار پڑھنے سے پورا قرآن ختم۔ گویا اللہ بھی کیا یاد کرے گا ہماری بندگی کو اچھا ہم تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر سوجائیں گے تو گویا پورے قرآن کو ختم کرلیا۔ اب کوئی بقیہ قرآن کیوں پڑھے۔ کمانا تو ثواب ہی ہے کیونکہ قرآن تو اپنے پڑھنے والے کو عذاب دینے والے ملائکہ سے لڑ کر بھی چھڑا لیتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں اس حدیث میں لکھا ہے کہ سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کو بچانے کے لئے لڑے گی جنگ کرے گی۔ حدیث ساز لوگوں کی عبارت سازی کا ہنر دیکھتے جایئے کہ یہ لوگ متن سازی میں بڑی کاریگری دکھاتے ہیں تاکہ ان کی قرآن دشمنی کو کوئی سمجھنے نہ پائے ویسے یہ لوگ بڑے نڈر اور دلیر بھی دکھائی دیتے ہیں کہ کبھی کبھی اپنی بات ڈنکے کی چوٹ پر بھی کہہ دیتے ہیں جیسا کہ امام شافعی کا شعر ہے۔

لو کان الرفض حب آل محمدؐ

فل یشھد الثقلان انی رافض

یعنی اگر شیعت اور رفض نام ہے آل محمدؐ سے محبت رکھنے کا تو دونوں جہان والو! سن لو کہ میں رافضی شیعہ ہوں۔ حالانکہ مشہور یہ ہے کہ شافعی سنی مسلک کے چار اماموں میں سے ایک ہے میری نظر میں امام شافعی کے اس شعر میں جو قرآن دشمنی ہے وہ ہے اس کا آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح کو تسلیم کرنا۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ قرآن نے اعلان کیا ہوا ہے کہ اللہ نے محمد کو صاحب آل نہیں بنایا بحوالہ آیت 33/40 اور جو جس کا بیٹا ہو ادعوھم لابائھم 33/5 ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو، کوئی کسی کو ابن رسولؐ

کہہ کر نہ پکارے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ اور امام مالک زیدی شیعہ ہونے کے حوالے سے عباسی خلافت کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں آئے۔ امام مالک نے مدینہ کے چوک پر اس عقیدہ کی پاداش میں کوڑے کھائے اور امام ابوحنیفہ کو اسی عقیدہ کی وجہ سے جیل یاترا کرنی پڑی اس سے ثابت ہوا کہ سنی اور شیعہ نام میں تو جدا ہیں لیکن اپنے جوہر اور فلسفہ کے لحاظ سے ایک ہیں۔ ان کا جوہر ہے قرآن دشمنی۔ ویسے مارکیٹ میں علامہ ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی شیعہ عالم کی کتاب موجود ہے جس کا نام ہے "شیعہ ہی اہلسنت ہیں"۔ دوسرے شیعہ عالم جناب رئیس احمد جعفری کی کتاب "سیرت آئمہ اربعہ" پڑھ کر دیکھیں وہ بھی ان سنی اماموں کے لئے واری واری جاواں رطب اللسان ہے۔ مختصر سمجھنے کی اور پلے باندھنے کی بات یہ ہے کہ قرآن کے سامنے بند باندھنے کے لئے موز دینے کے لئے علم الحدیث یہ ایجاد ہی اہل فارس کی ہے، یہ میراث ہی ان کی ہے تو اس حدیث میں جو امام مالک صاحب اور ان کے کاریگر استاد شاتم رسول امام زہری نے جو یہ لکھا ہے کہ سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کے بچاؤ کے لئے لڑے گی جنگ کرے گی۔ جب ہم مدرسوں میں اپنے استادوں کے پاس علم حدیث پڑھتے تھے تو وہ اس کی تعبیر یوں فرماتے تھے کہ۔ سورۃ الملک پابندی سے پڑھنے والے کو جب عذاب دینے والے ملائکہ پکڑیں گے تو یہ سورۃ ان سے لڑے گی اور اللہ سے حجت کرے گی کہ میں اگر تیری کتاب کی سورۃ ہوں تو مجھے پابندی سے پڑھنے والے اس شخص سے عذاب کے فرشتے ہٹ جائیں۔ اسے ہاتھ نہ لگائیں۔ میں انہیں اس کے نزدیک نہیں آنے دوں گی۔ تو پھر اللہ ان کو حکم دے گا کہ ہٹ جاؤ۔ تو یہ ہوئی سورۃ الملک کی لڑائی۔

جناب عالی! اصل بات یہ ہے کہ اللہ کا سارے قرآن کے بارے میں اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے کہ الۤرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ 14/1 یعنی اے رسول! یہ کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کی ہے کہ تو دنیا جہان کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال کرلے آئے، ان کے قانون ربوبیت دینے والے اللہ کے اذن سے جس کا قانون ربوبیت غالب اور قابل تعریف ہے۔

اس حدیث کو بنانے والا امام زہری اور اس سے فقہ سرمایہ داری بنانے والا امام

مالک جانتے تھے کہ یہ نور اور اذن ربھم کیا ہے؟۔اس لئے انہوں نے سوچا کہ سورۃ ملک کہکشاؤں کے کرّوں اور جغرافیۂ عالم کی آسمانی ٹریفک پر سائنسی زبان میں لیکچر دے رہی ہے۔ ان سے تو ہم ان کی توجہ ہٹانے کے لئے ایک حرف پڑھنے سے دس ثوابوں کی حدیث سے لین دین کرہی لیں گے۔ فی الحال سارے قرآن پڑھنے سے روکنے کے لئے سورۃ الملک سے نجات اخروی کی حدیث بنا کر ان کو وہیں محدود کردیں کہ کہیں بقایا قرآن کو توجہ سے نہ پڑھ لیں۔ اس لئے اس حدیث میں سارے قرآن کا ثواب حاصل کرنے کے لئے سورۃ اخلاص تین بار سکھایا اور عذاب آخرت سے نجات کے لئے رات کو سونے سے پہلے سورۃ الملک پڑھ کر چاروں طرف منہ کرکے دم کرنے، پھونک مارنے سے ہر طرف امن وعافیت ہوجائے گی۔ اب کئی مسلمانوں نے یہ سودا سستا سمجھ کر بقیہ قرآن کو غیر ضروری بنادیا ہے بلکہ اس طرح کی حدیثوں سے مسلمانوں میں سے قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت اور اہمیت ختم کردی گئی ہے۔ اب مسلمان قرآن سے ابجد کے حساب کتاب اور تعویذ گنڈوں کا کام لے رہے ہیں۔ مجھے ایک آدمی نے کہا تم نے میرا کام نہیں کیا وہ یہ کہ محبوب کو تابع کرنے کا ورد نہیں بتایا اب مجھے کسی اور استاد سے مل گیا ہے۔ لیکن اس میں تھوڑی کمی رہ گئی وہ آپ پوری کریں کہ اس ورد کی زکوٰۃ بتائیں۔

میں نے پوچھا کیا ورد ملا ہے؟ بولا کہ محبوب کو کسی چیز پر پڑھ کر کھلانا ہے۔ پڑھنا یہ ہے کہ **وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ** میں نے اس سے کہا کہ کم بخت پتہ ہے یہ آیت کیسی ہے اس میں اللہ اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ تم نے دشمنوں پر جنگ میں بھی تیر اندازی کی ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اس حدیث سے سادہ دل مسلمان سورۃ اخلاص اور سورۃ الملک کی بظاہر فضیلت ہی سمجھیں گے لیکن اگر غور کیا جائے تو ایک ایک جملہ سازشی پس منظر رکھتا ہے۔ یہ فہم پڑھنے والوں کو تب حاصل ہوگا جب کوئی پہلے قرآن حکیم کو خصوصاً مذکورہ بالا سورتوں کو سمجھ کر پڑھے گا۔ اس طرح قرآن کی کسوٹی سے اسے سیاہ اور سفید کی تمیز حاصل ہوگی۔ ورنہ پہلے قرآن دشمن علوم پڑھنے والا کالی چیز کو سفید سمجھے گا اور سفید کو کالی۔

عن عبداللہ بن عباس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یعلمھم ھذا الدعاء کما یعلمھم السورۃ من القرآن یقول اللھم انی

اعوذ بک من عذاب جھنم واعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذبک من فتنۃ المحیاء والممات۔ (مؤطا امام مالک باب ماجاء فی الدعاء صفحہ نمبر 198 ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔)

خلاصہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے۔ اور وہ دعا یہ تھی کہ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں مسیح الدجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔

تنقید وتبصرہ: جناب عالی! غور فرمائیں یہ حدیث ثابت کررہی ہے کہ جس رسول کو اللہ تعالیٰ نے **یعلمھم الکتاب والحکمۃ** یعنی قرآن حکیم کی تعلیم کے لئے بھیجا تھا وہ لوگوں کو غیر قرآنی چیزوں کی بلکہ خلاف قرآن چیزوں کی بھی تعلیم دیتے تھے جیسا کہ اس دعا میں عذاب قبر کا ذکر ہے۔ یہ غیر قرآنی چیز ہے وہ اس طرح کہ پورے قرآن میں آٹھ بار مختلف صیغوں کے ساتھ قبر کا ذکر آیا ہے لیکن کسی ایک جگہ پر بھی اس کے ساتھ عذاب کا ذکر نہیں ہے۔ قبر کے علاوہ عذاب کا ذکر قرآن حکیم میں مختلف صیغوں سے تقریباً چار سو کے قریب تکرار سے ذکر ہوا ہے۔ لیکن کسی ایک جگہ پر بھی عذاب کے ساتھ قبر کی طرف اشارہ تک نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اُلٹ سورۃ یٰسین میں آیا ہے کہ:

قَالُوا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا 36/52 یعنی ہمیں ہماری آرام گاہوں سے کس نے اُٹھایا ہے۔ تو جناب قارئین کرام! قرآن حکیم میں جب عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے تو اس حدیث سے لازمی طور پر یہ ثابت ہوگا کہ رسول کی تعلیمات میں غیر قرآنی چیزوں کی بھی ملاوٹ موجود ہے۔ حالانکہ یہ اہل فارس کی من گھڑت حدیثیں ہیں اور رسول اللہ پر بہتان ہیں۔ درحقیقت قرآنی حدیث اور قول رسول یہ ہے کہ **وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ** 6/19

یعنی میری طرف صرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے سے تمہیں انذار کروں اور جن تک میرا قرآن پہنچے۔ جناب عالی! غور فرمائیں اس آیت میں کتنی واضح حقیقت بیان ہوئی ہے اور قرآن کیا کہہ گیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ کم ہی لوگوں کا خیال اس آیت کے مفہوم کی طرف گیا ہوگا۔ وہ مفہوم جس کی طرف میں قارئین کی توجہ

مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آگے چل کر حدیث سازی اور فقہ سازی پر امام کہلانے والے دشمنان اسلام ایسی جھوٹی حدیثیں گھڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کریں گے کہ جس سے ثابت ہو کہ رسولؐ ان کو قرآن کی طرح غیر قرآنی بلکہ خلاف قرآن تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اعلان کروادیا کہ میرا رسولؐ اس قرآن سے ہی تعلیم دے گا اور ڈرانے والی تعلیم بھی اسی قرآن کے اندر سے دے گا لہٰذا انذار اور ڈرانے کی جتنی بھی اقسام ہیں وہ لفظ عذاب کی کافی ساری تعداد کے استعمال سے قرآن میں آگئیں ہیں۔ ان میں عذاب قبر کا ذکر تک نہیں ہے۔ اس لئے مہربان شیوخ الحدیث لوگوں سے گزارش ہے کہ حدیثوں کا قرآن سے بھی موازنہ کرلیا کریں نہیں تو قرآن پر ناقص ہونے کا الزام آجائے گا۔

اس حدیث کا ایک اور جملہ ہے کہ **واعـوذبك مـن فتـنة الـمسيـح الدجال** یعنی اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں سیاحت کرنے والے دجال کے فتنہ سے۔

محترم قارئین کرام! دجال کے تعارف کے لئے جو حدیثیں گھڑی گئی ہیں کہ وہ شکل میں ایسا ہوگا، کانا ہوگا، تیزی سے دنیا بھر کے چکر لگا سکے گا اور خبر نہیں کیا کیا۔ یہ سب دیگر وضعی روایات کی طرح ہیں۔

لیکن اگر میں مان ہی لوں کیونکہ خواہ مخواہ کسی کی اتنی مخالفت کی بھرمار اچھی نہیں لگتی تو حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور قول رسول کے نام سے ماننا تو پہلی ہی بات سے ٹوٹ گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیر قرآنی تعلیم نہیں دیتے تھے۔ رہا اس حدیث کے فتنہ مسیح الدجال سے اللہ کی پناہ طلب کرنے والے جملے کو ماننا تو راوی صاحبان کے قول کی حد تک میں ماننے کے لئے تیار ہوں کیونکہ **افـضـل الشـهـاده ماشهدت به الاعدا.** پس سیاحت کرنے والا فریب، مکر اور دجل برابر حضورؐ کے بعد شہادت عمرؓ کے ساتھ ہی آیا تھا ان مکار دجالوں نے اندر گراؤنڈ زیر زمین تقیہ کے پردوں میں یہ انبار بھر دیئے کہ معاذ اللہ عورت کے ساتھ دبر سے جماع کیا جاسکتا ہے (حوالہ بخاری کا اس کتاب میں موجود ہے) اور امام مسلم نے رسول اللہ کی طرف بطور دجل یہ حدیث بھی منسوب کی ہے کہ جب تم لمبے سفر سے رات کو گھر واپس پہنچو تو وہ رات اپنے گھر سے باہر گزارو کیونکہ کوئی تمہاری بیویوں کو چھنا ہوا نہ ہو۔ اس طرح کی دجل وفریب کی کئی سیاحت کرنے والی کہانیاں اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم پر خلاف قرآن زندگی گزارنے کے حوالہ جات سے ان اماموں کی حدیثوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔

بہر حال اس حدیث میں لوگوں کی یہ ذہن سازی کی کوشش کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے سوا بھی تعلیم دیتے تھے جس میں خلاف قرآن تعلیم ہوتی تھی۔ یہ ہے اصل سازش قرآن کو کنارے لگا کر بھانت بھانت کی تعلیمات کو آگے لگا کر مسلمانوں کو پھر رجعت پرستانہ غلامی کی زندگی کی طرف دھکیلنا ان لوگوں کا مقصود ہے۔

وسئل مالك عمن قتل قتيلا من العدوان يكون له سلبه بغير اذن الامام فقال لا يكون ذالك لاحد بغير اذن الامام و لا يكون ذالك من الامام الا على جهة الاجتهاد لم يبلغنى ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال من قتل قتيلا فله سلبه الايوم حنين (مؤطا امام مالک باب ماجاء فی النفل باب ماجاء فی السلب فی النفل صفحہ نمبر 472)

خلاصہ: امام مالک سے پوچھا گیا کہ وہ شخص وہ سپاہی جو کمانڈر کی اجازت کے بغیر دشمن سے اس لئے لڑے کہ اس کو مارنے کے بعد اس کا سامان، سواری، ہتھیار وغیرہ قتل کرنے والے کو ملیں گے۔ تو امام مالک نے جواب دیا کہ کسی کے لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ بغیر اجازت امام کے مقتول کا سامان لے سکے اور یہ اجازت دینا امام کی طرف سے کہ قاتل سپاہی کو مقتول دشمن کا مال دیا جائے، یہ بھی عمومی طور پر نہ ہوگا البتہ امام غور وخوض کر کے اجتہاد کر کے پھر اگر ضروری سمجھے تو ایسا اعلان کرسکتا ہے اور مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں پہنچی جس میں رسولؐ نے ایسا اعلان کیا ہو کہ قاتل کو مقتول کا مال دیا جائے گا سواء جنگ حنین کے موقع پر۔

تبصرہ وتنقید: جناب معزز قارئین! اس پُر پیچ عبارت والی حدیث کو سمجھنے سے پہلے اس مسئلہ میں قرآن کا مؤقف اور فلاسفی سمجھیں۔ اس کے بعد اماموں نے جو قرآن کا حشر کیا ہے وہ بھی آپ سمجھیں کہ انفال یعنی لڑائیوں میں مال غنیمت کے بارے میں سورۃ انفال کیا کہتا ہے؟ بلکہ شروع میں ہی مسئلہ سمجھایا گیا ہے کہ۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ 8/1 اے پیغمبر! تجھ سے پوچھا جارہا ہے کہ مال غنیمت کے بارے میں کیا حکم ہے تو ان کو کہہ دو کہ مال غنیمت حکومت کا ہوگا اس کی مالک گورنمنٹ ہوگی۔ (یہ ہے آیت کے الفاظ اللہ ورسول کا

مفہوم) حکومت یہ مال کہاں خرچ کرے گی کس کو دے گی یہ تفصیل پھر آگے آیت نمبر 41 میں ہے۔ بہرحال قرآن حکیم نے جنگ میں مخالف مقتول کا مال قاتل سپاہی کو نہیں دلایا تا کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے دشمن سے لڑنا خالص نظریہ کے لئے ہونا چاہیئے ۔ ایسی لڑائیوں میں سوائے انسانی فلاح کے ملک گیری اور ہوس اقتدار قسم کے جذبات شامل نہ ہوں اب قرآن حکیم کا یہ نسخہ نہایت ہی انسان دوست، انصاف اور شخصی و نسلی ہوس سے بلند و برتر ہے۔ اب فارسی اساورہ مافیاء کے پروردہ دانشور اماموں کو جو ہدف دیا گیا تھا کہ مسلمانوں سے ہر حال میں قرآن چھیننا ہے تو بڑی مکاری سے یہ حدیث گھڑی گئی کہ خبردار! کوئی بھی سپاہی امام کی اجازت کے بغیر مخالف مقتول کا سامان نہیں لے سکتا اور خبردار! کوئی بھی امام ایسا حکم اجتہاد کے بغیر جاری نہیں کرسکتا۔ سبحان اللہ! ان اماموں نے جن کے بعد اجتہاد بند کیا ہوا ہے، کسی کو اجتہاد کا اجازت نامہ دینا منع فرمایا ہے۔ یہاں چونکہ قرآن کا راستہ بند کرنے کا مقصد ہے اس لئے امام مالک صاحب نے فرمایا کہ امام اجتہاد کر کے **من قتل قتیلا فله سلبه** کا حکم دے سکتا ہے اور امام مالک نے حدیث دوست مسلمانوں کو شیشے میں اُتارنے کے لئے فرمایا کہ **لم یبلغنی ان رسول الله صلے الله علیه و سلم قال من قتل قتیلا فله سلبه الا یوم حنین.**

میں نے آج تک ایسی کوئی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو کہ جو قاتل ہے وہ مقتول کا سامان لے لے ہاں صرف ایک دفعہ جنگ حنین میں رسولؐ نے ایسا اعلان فرمایا تھا۔ اب سمجھ سکے آپ کہ کیا فرما گیا امام صاحب؟ امام مالک فرما گیا ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں بھی لڑائی میں سپاہیوں کو مقتول کا مال بطور لالچ اور رشوت دینا پڑا۔ تب جا کر اصحاب رسول لڑے تھے۔ پس رسول کے خیر و برکت والے سایہ کے بعد کے ادوار میں تو ضروری ہوگا کہ لڑائی کے لئے تیار کرنے کے لئے مال غنیمت لڑنے والوں میں بانٹنے کا لالچ دیں تب ہی وہ لڑیں گے۔

بہرحال ان اماموں نے ایسی فنکاریوں سے قرآن کا فلسفہ کہ لڑائی خالص اللہ کے لئے ہونی چاہیئے مال غنیمت لڑنے والوں کو نہیں دیا جائے گا۔ اس اخلاص والی سوچ کو امامی علم نے کس طرح مسخ کر دیا۔ یہ ہے قرآن کو فکری اور نظریاتی پہلو سے معنوی طور پر معطل کرنے کا امامی ڈھنگ اور چال بازی۔ اور یہ قرآن کی مخالفت بھی اسی کے ہاتھوں

جس پر اللہ نے یہ کتاب نازل فرمائی۔ اعوذ باللہ۔

کوئی بتائے کہ جس مسئلہ یعنی انفال، مال غنیمت کے بارے میں قرآن کا واضح حکم موجود ہے اور اس سے نہایت انسان دوست فلسفہ اور نظریہ مل رہا ہے کہ لڑائیاں کسی کی دولت اور ملکیت چھیننے کے لئے نہیں ہونی چاہئیں تو اتنا انسانی فلاح کا فکر بھی ان اہل فارس کے اماموں کو قرآن کی تیار کردہ امت کے پاس ہونا نہیں پسند آیا۔ اسے بھی ان سے چھیننے کے لئے جھوٹی حدیث کے ذریعے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے فکر اور نظریہ کو توڑنے والا بنا گئے۔ یہ ہے انکار قرآن کا وہ فتنہ جو ان امام کہلانے والوں کے فقہ سازی اور حدیث سازی کے کرتبوں سے کتابوں کے انبار بن گئے ہیں اور درس نظامی کے نصاب میں مسلم امت کی اولاد کو اسلامی تعلیم کے نام پر قرآن دشمنی سکھا رہے ہیں۔

عن ابی هریره انه قال خرجنا مع رسول الله صلے الله علیه و سلم عام حنین فلم نغنم ذهبا ولا ورقا الا الاموال المتاع و الثیاب قال فاهدی رفاعته ابن زید لرسول الله صلے الله علیه و سلم غلام اسود یقال له مدعم فوجه رسول الله صلے الله علیه و سلم مدعم الی وادی القریٰ حتی اذا کنا بوادی القریٰ بینما مدعم یحط رحل رسول الله صلے الله علیه و سلم اذ جاء ه سهم عائر و اصابه فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله صلے الله علیه و سلم کلا والذی نفسی بیده ان الشمله التی اخذ یوم حنین من المغانم لم تصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما سمع الناس ذالک جاء رجل بشراک او شراکین الی رسول الله صلے الله علیه و سلم فقال رسول الله صلے الله علیه و سلم شراک او شراکان من نار . باب ماجاء فی الغلول صفحہ 475

خلاصہ: اس حدیث میں بھی پہلی والی حدیث کے موضوع مال غنیمت کے ہی بارے میں کچھ نئے انداز سے حدیث سازوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب کو قرآن کی آیت اور حکم انفال لله و للرسول یعنی حکومت کے لئے ہوں گے اس کی مخالفت کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ ساتھ ہی لڑائیوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کے اغراض و مقاصد کیا ہوتے تھے اس پر بھی بڑی روشنی پڑتی ہے۔ اب غور

فرمائیں متن حدیث کی شروع عبارت میں ہے کہ حنین کی جنگ میں جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کوئی سونا یا چاندی ہم نے مال غنیمت میں حاصل نہیں کیا سواء سامان اور کپڑوں کے۔ اس دوران رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رفاعۃ بن زید نے ہدیہ میں ایک حبشی غلام دیا جسے مدعم کے نام سے پکارا جاتا تھا اور رسول اللہ نے مدعم کو وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔ اور ہم بھی جب وہاں تھے تو ایک بار مدعم حضورؐ کی اونٹنی کی رحل اُتار رہے تھے کہ اسے اچانک کسی طرف سے کوئی تیر آ کر لگا جس سے وہ قتل ہو گیا جس پر سب لوگ مدعم کے لئے مبارک کہنے لگے کہ وہ جنت میں پہنچ گیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جس نے بھی اس مال غنیمت میں سے جو بھی تقسیم نہیں کیا گیا ایک بھی شملہ اگر کھا اُٹھایا ہو گا تو اس پر بھی اس کے اوپر جہنم کی آگ بھڑکے گی۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو لوگ رسول اللہ کی خدمت میں ایک یا دو چوری کئے ہوئے تسمے تک واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک تسمہ یا دو تسمے بھی آگ میں سے ہیں۔ یعنی ان کی چوری بھی ایسی ہے جیسا کہ تم نے اپنے پاس آگ لے جا کر رکھی تھی۔

تبصرہ اور تنقید: حدیث کے شروع میں ہے کہ جنگ حنین کے موقع پر ہم نے مال غنیمت میں سے کوئی سونا یا چاندی نہیں لیا۔ اس کے معنی ہیں کہ ہم دیگر جنگوں میں مال غنیمت کے اندر سونا چاندی بھی لوٹتے تھے۔ جناب قارئین دیکھتے جائیں کہ حدیث کی عبارت بنانے والے کس انداز سے رسول اللہ کے جہاد کو پیش کر رہے ہیں اور حدیث میں یہ کہنا کہ حنین کی جنگ میں صرف گھریلو قسم کا سامان اور کپڑے ہی ہم نے لوٹے تو حدیث سازوں نے ایک خال دکھایا کہ اس لڑائی میں کسے قید کر کے غلام تک بھی نہیں بنایا تو ایک شخص رفاعۃ بن زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک حبشی غلام ہدیہ میں دیا جس کا نام مدعم تھا اب سوچنے کی بات ہے کہ یہ موقع لڑائی کے سفر کا ہے اور لڑائی کے مال غنیمت کی تفاصیل حدیث میں بیان ہو رہی ہیں تو عین اسی اثناء میں رسول اللہ کو کوئی شخص تحفہ میں حبشی غلام دیتا ہے تو کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن میں حکم دیا گیا ہے کہ خبردار! اب تم نے لڑائیوں میں کسی انسان اولاد آدم کو قید نہیں کرنا کہ اسے غلام بنایا جا سکے۔ **ماكان لنبى ان يكون له اسرى** تو اس مال غنیمت کے موقع پر کسی حاتم صفت رفاعہ کا رسول کو

ایک حبشی غلام انسان تحفہ میں دینا یہ عمل اس آیت میں حکم ربی کا منہ چڑا رہا ہے؟ یہ حدیث ساز لوگ اپنی چالاکی سے حنین کی جنگ میں بھی رسول کو انسانوں کو غلام بنانے والا ثابت کر رہے ہیں؟! اگر کوئی کہے کہ یہ حبشی غلام رفاعہ کے پاس پہلے سے ہی غلام تھا جسے اس نے رسول کو دیا تو یہ حقیقت ہر کوئی جانتا ہے کہ رسول لڑائیوں پر جانے سے پہلے تعاون، چندوں اور امداوں کی اپیل کرتے تھے کہ جس سے جتنا کچھ ہو سکے اس جنگ میں عطیہ دے یہاں اس حدیث میں جو لکھا گیا ہے کہ لڑائی ختم ہو گئی اور مال غنیمت بھی حاصل کیا گیا جو رسول خود لوگوں میں بانٹتے دکھائے گئے ہیں تو اُلٹا اس دوران رسول کو کوئی غلام عطیہ میں دے یہ بات نہیں بنتی۔ اصل میں یہ حدیث ساز گروہ دنیا کو یہ دکھانا چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فرض رسالت کو جو قرآن نے اس پر نازل کیا ہوا تھا کہ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ 7/157 یعنی محمدؐ کی رسالت اور مشن ہی یہ ہے کہ وہ غلامی میں دبے ہوئے انسانوں کو غلامی سے چھڑائے اور ان کی گردنوں سے غلامی کی زنجیروں اور طوقوں کو توڑ کر پھینک دے۔ اس کے الٹ حدیث ساز اماموں کے گروہ نے عین لڑائیوں کے موقع پر انسانوں کو غلام بنا کر تحفہ کا مال قرار دیا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے نذرانے وصول کرنے والا ثابت کر دکھایا ہے۔ امامی گروہ جس طرح کہ رسول کو بھی قرآنی مشن سے منحرف دکھا رہا ہے۔ امام مالک کی موطا جو اتفاقاً وصیت، رضاعۃ اور صغیرہ کے نکاح سے تعلق رکھتی ہیں۔ چونکہ انہی مسائل پر ان کی امام برادری کی حدیثوں پر تبصروں کے دوران ان موضوعات کا تعاقب ہو چکا ہے۔ پس عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قرآن دشمن امامی گروہ کی روایات تھوڑے سے فرق کے ساتھ فقہی ماخذ کی سب حدیثیں ان سب کے ہاں مختلف اسناد کے ساتھ ایک جیسی ہیں۔ جن سے انسانوں کو غلام بنانے کی رسم بد پر قرآن کی بندش کو ان لوگوں نے بحال کیا ہوا ہے اور رواں دواں دکھایا ہے۔ اسی طرح ان سب اماموں نے صغیر بچوں کے نکاح کو ورثاء کی معرفت جائز کیا ہوا ہے ان سب اماموں نے متفق ہو کر قرآن کے قانون وصیت کو توڑا ہوا ہے اور قانون رضاعۃ میں بھی قرآن کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے ان سنی مارکہ شیعہ اماموں کے بعد شیعہ مارکہ شیعہ اماموں کی فقہ جعفری کے مسئلوں پر مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

☆☆☆

فقہ جعفری کی ماخذ حدیثیں

مسلک اثنا عشری اور فقہ جعفری کے متعلق حتمی طور پر لکھنا کہ ان کا یہ نظریہ ہے ان کا یہ مسلک ہے اور فقہ قرآن کے خلاف ہے وغیرہ۔ یہ مشکل اور پیچیدہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے راستوں پر جانے اور وہاں سے نکل آنے کے لئے ایسے چور راستے بنا رکھے ہیں کہ ایک طرف سے پکڑو تو دوسری طرف سے تقیہ کی ڈھال دکھا کر نکل جانے کی قلابازی کھاتے دکھائی دیتے ہیں۔ تو ہمیں ضروری اور لازم ہوگا کہ اسی تقیہ پر ہی زیادہ توجہ دیں۔ لیکن پہلے ان کی مشکل حالت میں جان چھڑانے کی قلابازی بھی بطور مثال لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ مثال یہ ہے کہ صدر جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں مجھے اسلام آباد جانا ہوا تو وہاں ادارہ تحقیقات اسلامیہ کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتا صاحب سے ان کے دفتر میں ملا۔ جناب ہالیپوتا صاحب نے ادارہ میں سبجیکٹ سپیشلسٹ جناب مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب سے میری ملاقات کرائی اور ان کے علمی قد و قامت کی بہت تعریف کی اور وہ واقعی مجھے اس تعریف کے مستحق نظر آئے۔ ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب نے ہاشمی صاحب کا اسلامی تاریخ اور علم حدیث پر عبور خصوصاً مسلک شیعہ پر ان کی دسترس کی بڑی تفصیل سنائی اور کچھ دنوں پہلے کا ایک قصہ بھی سنایا وہ یہ کہ ایران کے امام خمینی صاحب کے ایک انقلابی ساتھی جو خود بھی آیت اللہ تھا اور ایرانی کابینہ میں وزیر تھا۔ وہ کسی سرکاری دورہ پر پاکستان آیا تھا اور اسلام آباد میں سرکاری مہمان کے طور پر رہائش پذیر تھا۔ ہاشمی صاحب نے ہالیپوتا صاحب کو کہا کہ آپ مناسب سمجھتے ہوں تو میں آیت اللہ صاحب سے ان کے مذہب شیعہ پر بحث کروں؟ تو ڈاکٹر صاحب نے اسے سختی سے منع کیا کہ وہ ہماری حکومت کا مہمان ہے اور اپنے ملک کا بڑا عہدہ رکھنے والا وزیر ہے ہمیں اس سے اس کے ایجنڈے سے باہر کے مسئلوں میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا آپ نہ جائیں۔ لیکن ہاشمی صاحب نے میری بات نہ مانی اور موقع پا کر اس مہمان وزیر آیت اللہ سے ملا۔ چونکہ اسلام آباد کے سارے افسران ہاشمی صاحب کو جانتے تھے کہ وہ صدر ضیاء الحق کا چہیتا ہے اس لئے اسے کسی نے نہ روکا۔ ہاشمی صاحب مہمان وزیر سے ملے اور اپنا علمی تعارف کرایا اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں شیعہ مسلک کی حقانیت کے بارے میں کچھ

استفسارات عرض کروں؟ جواب میں مہمان وزیر صاحب نے اجازت دے دی۔ تو ہاشمی صاحب اجازت ملتے ہی شروع ہو گئے اور اپنے زعم میں شیعہ مذہب کے حصے بخرے ادھیڑ ڈالے۔ مہمان صاحب بڑے سکون سے چپ سادے سنتے رہے ہاشمی صاحب آخر کار اپنے مدعا کے اختتام پر پہنچے تو وزیر صاحب نے کہا کہ کچھ اور فرمائیں۔ ہاشمی صاحب اپنے زعم میں شیعت کی اینٹ سے اینٹ بجا چکے تھے اس لئے کہا کہ میں سب کچھ کہہ چکا ہوں اب آپ فرمائیں۔

مہمان وزیر نے جواب میں کہا کہ جناب ہاشمی صاحب ہمیں تاریخ کے قبرستانوں کی قبریں اکھیڑنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ماضی میں کیا ہوا ہے؟ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا ہے کیا نہیں کیا ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اب ہمارے ہاں امام خمینی صاحب آیت اللہ اور روح اللہ ہیں اب جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ براہ راست اللہ سے احکامات اور ہدایات لیکر دیتے ہیں۔ ہم سب اب اللہ کے کہے پر چل رہے ہیں۔ ماضی جانے اور ماضی کے لوگ جانیں۔

☆☆☆

شیعت کی فکری بنیاد

عن الفضیل قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ندعو االناس الی ھذاالامر فقال یافضیل ان اللہ اذا اراد بعبد خیرالمر ملکا فاخذ بعنقہ حتی ادخلہ فی ھذاالامر طائعا او کارھا کتاب اصول کافی الشافعی جلد نمبر 4 کتاب الایمان والکفر باب نمبر 222 حدیث نمبر 3

خلاصہ: فضیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام (یہ کنیت ہے امام جعفر کی) سے پوچھا کہ کیا ہم لوگوں کو امر امامت کی طرف دعوت دیں؟ تو جواب میں فرمایا کہ اے فضیل! جب اللہ کسی بندہ کے لئے نیکی چاہتا ہے تو فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس کی گردن پکڑ کر امر امامت کا اقرار کرائے۔ پھر وہ چاہے خوشی سے کرے یا ناخوشی سے کرے۔

تبصرہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم میں رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم کو دین کے بارے میں تبلیغ کرنے اور دعوت دینے کے لئے جو کچھ کہا گیا ہے وہ سارا فضول ہے، غیر ضروری ہے۔ یہ کام گویا کہ ایمان والوں کے کرنے کا ہے ہی نہیں۔ یہ کام اللہ خود اپنے جبر اور زور سے کسی بھی بندے کے لئے اگر چاہے گا تو اسے امامی اثنا عشری گروہ میں لا کھڑا کرے گا۔ خواہ بندہ چاہے یا نہ چاہے۔

☆☆☆

امامی مذہب میں قرآن حجت نہیں

اصول کافی کی کتاب الحجت کا باب اضطرار الی الحجت میں حدیث نمبر 2 اور 4 دونوں امام جعفر سے روایت کردہ ہیں۔ یہ اصول کافی ترجمہ الشافی کے چوتھی جلد میں ہیں۔ ان میں بڑی وضاحت کے ساتھ مناظرانہ انداز میں ثابت کیا گیا ہے کہ اکیلا قرآن حجت نہیں ہے جبکہ ساتھ قیم اور حجت امام شامل نہ ہو۔ میں نے حدیثوں کا حوالہ دے دیا ہے متن نقل نہیں کر رہا ہوں۔ اس کتاب الشافی کا پبلشر ہے ظفر شمیم پبلی کیشنز ٹرسٹ ناظم آباد نمبر 2 کراچی۔

میں یہاں صرف فقہ جعفریہ کے قرآن مخالف موقف کا رد قرآن سے پیش کر رہا ہوں وہ بھی اس شرمساری کے ساتھ کہ جب یہ لوگ قرآن کو حجت ہی نہیں مانتے تو ان کے جواب میں قرآنی دلائل دینا کوئی عقلمندی نہیں۔ مگر پھر بھی عام قارئین کے لئے یہ کاوش خالی از منفعت نہیں ہوگی کیونکہ یہ فقہی لوگ قرآن کی مخالفت میں فقہ پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے سامنے پورے قرآن پر ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ جبکہ ان کا معاملہ **نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ** یعنی کچھ پر ایمان لانا اور کچھ پر ایمان نہ لانے کی طرح ہے۔ سنی مارکہ اماموں کی طرح شیعہ امام بھی نابالغ بچوں کے نکاح کو جائز، انسانوں کو غلام بنانا اور ان کی خرید و فروخت وغیرہ کو جائز سمجھتے ہیں اس معاملہ میں شیعہ سنی سب ایک ہیں۔

لہذا قرآن کا اکیلا، بلا شرکت غیرے حجت ہونے کی دلیل قرآن سے ملاحظہ فرمائیں۔ **اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِىْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا** 6/114 یعنی کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم، حجت، جج مان سکتا ہوں؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا، وہ تو ایسی ہستی ہے جس نے تم لوگوں کی طرف نہایت واضح اور تفصیل شدہ کتاب نازل کی ہے جو

اللہ کی طرف سے تمہارے سب فیصلے کرے گی۔ سب مسائل حل کرے گی۔ اس کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی اور کتاب یا امام کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا **وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ** 16/89 یعنی ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر معاملہ کو کھول کھول کر بیان کر دیتی ہے۔

جناب قارئین محترم! اصول کافی کی مذکورہ بالا امام جعفر کی حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ مرجئہ، قدریہ، جبریہ سب فرقے قرآن سے اپنی تائید میں دلیل لے کر اپنے غلط عقیدوں کے قرآنی ثبوت مشہور کئے ہوئے ہیں۔ جبکہ یہ بات سراسر غلط ہے اور قرآن پر ان حدیث ساز امام لوگوں کا بہتان ہے۔ اگر ان میں ذرا بھی سچائی ہوتی تو وہ اس طرح کا غلط نظریہ قرآن سے بطور مثال پیش کر کے دکھاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن باطل کی کبھی بھی تائید و حمایت نہیں کرتا اگر امام جعفر اور ان کے ساتھیوں کا قرآن پر یہ الزام درست ہے کہ قرآن باطل فرقوں کی حمایت کرتا ہے تو قرآن یہ مسئلہ بھی بہت آسانی سے حل کر دیتا ہے **وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا** 4/61

یعنی جب قرآن پر ایسے الزام لگانے والوں کو تم کہو گے کہ آؤ اگر رسول کا زمانہ حیات ہو تو اس کے پاس چلیں اگر نہیں تو بعد کے زمانہ میں اللہ کے نازل کردہ قرآن کی طرف چلیں اور اگر تم میں دم ہے تو قرآن میں باطل کی تائید کا کوئی ایک مسئلہ ہی ثابت کر کے دکھاؤ؟۔ ایسی صورت حال میں تو ان منافقوں کو دیکھے گا کہ وہ اس سے رکتے اور روکتے ہیں اور ایسا ثبوت دکھانے سے منہ پھیر کر کسی اور طرف چلے جائیں گے (نیز بحوالہ 63/5) جناب قارئین! قرآن حکیم کا یہ چیلنج آج تک جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا

☆☆☆

تقیہ: کتاب اصول کافی میں اور اس کے ترجمہ الشافی میں چوتھی جلد کے اندر کتاب الایمان والکفر میں تقیہ کے نام سے ایک باب باندھا گیا ہے اس کی پہلی حدیث میں امام جعفر سے روایت ہے کہ قرآن کی آیت **اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا** 28/54 میں صبر سے مراد ہے تقیہ کرنا یعنی کرتے رہنا، بلکہ تقیہ پر گزارا کرنا ہے۔ اور اس حدیث میں آگے ہے **وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ** اس کے ذیل

میں ہے کہ **قال الحسنة التقية والسيئة الاذاعة** یعنی امام جعفر قدس سرہ نے فرمایا کہ حسنہ کا معنی ہے تقیہ کرنا اور سیئہ کا معنی ہے اشاعت کرنا (اس باب میں 23 حدیثیں لکھی گئی ہیں) اور آگے **وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ** 13/22 کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حسنہ سے مراد تقیہ ہے اور سیئہ سے برائی مراد ہے۔ جو افشاء راز ہے۔ اس باب کی دوسری حدیث بھی امام جعفر صاحب سے روایت کی ہوئی ہے کہ تقیہ کرنے میں دین کے 90 حصے سمائے ہوئے ہیں اور جو شخص بوقت ضرورت تقیہ نہ کرے اس کا کوئی دین دھرم نہیں ہے۔ ہاں اگر تقیہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور کھل کر کوئی کام کرتا ہے۔ شراب پینے میں کوئی بھی تقیہ نہ کرے اور موزوں پر مسح کرنے کا عمل بھی چھپا کر نہ کرے۔

جناب معزز قارئین! تقیہ فقہ جعفری کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا معنی ہے ڈر اور خوف کی حالت میں جھوٹ بول کر جان بچانا۔ غور فرمائیں اور سوچیں کہ یہ ڈر کے مارے حق سچ بات سے منہ موڑ لینا یہ کونسی دین داری ہے؟ یہ کونسی ایمان داری ہے؟ قرآن حکیم تو فرماتا ہے کہ شیطان کا کام تو ہے ہی لوگوں کو ڈرانا تاکہ وہ سچائی اور استقامت سے پیٹھ پھیر لیں لیکن اللہ کا حکم ہے کہ **ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ** 3/175 یہ شیطان تمہیں اپنے ساتھیوں کے ذریعے ڈراتا ہے تو تم ان کے ڈراوے میں نہ آؤ بلکہ تمہیں تو حق سے اعراض کرنے میں مجھ سے ڈرنا چاہیے اگر تمہارے اندر ایمان ہے۔

اب اس آیت میں قرآن نے تو معاملہ ہی صاف کر دیا کہ لوگوں سے ڈر کر جھوٹ بولنے والوں کے دل میں ایمان نہیں ہوتا تو سوچنے کی بات ہے کہ امام جعفر صاحب نے یہ کس قسم کی حدیث فرما دی ہے؟ کیا امام لوگوں کی دین پر استقامت ایسی ہوتی ہے؟

سندھ کی سرزمین میں تھرپارکر ضلع میں انگریزوں نے ان کی حکومت سے بغاوت کرنے والے روپلو کولہی کو پکڑا تھا اور اس پر بہت تشدد کیا تھا کہ بتاؤ تمہارے ساتھ اور کتنے باغی ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟ تو روپلو کولہی نے سخت اذیتیں برداشت کیں اور انگریز افسروں کو یہی کہتا رہا کہ تمہارا باغی میں ہوں میں اپنی دھرتی پر تمہیں نہیں دیکھنا چاہتا یہ تمہارے خلاف میں نے ہلچل مچائی ہوئی ہے۔

موجودہ پیر پگارو کے والد انگریزوں کے باغی سورہیہ بادشاہ نے سید تاج محمود

امروٹی کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ مشورہ دیں کہ میں انگریزوں کے خلاف زیر زمین خفیہ تحریک چلاؤں یا کھلے میدان میں لڑائی لڑوں؟ تو امروٹی صاحب نے قاصد کو کہا کہ پیر صاحب کو کہو کہ ابھی تک جو زندہ ہے۔ تم کھلے میدان میں آزادی کی جنگ لڑو۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ انگریز ہمارے ساتھ لڑ کر دکھائے۔ پھر دیکھنا کہ میں ان کو بھگا کر اگر ان کی میڈموں کو گلے گلے میں نیلام نہ کراؤں تو میں بھورل شاہ کا بیٹا ہی نہیں ہوں۔

ہمارے ملک کے کرداروں کو ہی کوئی دیکھے کہ سردار بھگت سنگھ شہید کہلانے والے اور ہیموں کالانی نے انگریز حکومت سے بغاوت کی اور کھلے طور پر اعلان کیا کہ یہ بم ہم نے مارے ہیں۔ یہ ریل کی پٹڑی ہم نے اکھاڑی ہے۔ ہیموں کالانی جب سکھر جیل میں تھا تو اس پر پھانسی کا حکم ہوا۔ ان دنوں اس کے ساتھ میرے بزرگ دوست مولوی محمد صالح عاجز اور کاکا تیرتھ داس بھی کانگریس کے پلیٹ فارم سے اسی جیل میں تھے۔ ان کی ہیموں سے ہر روز جیل میں ملاقات ہوتی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ جب انگریزوں نے ہیموں کو پھانسی پر چڑھایا تو اس نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈالا اور کوئی اماموں والا تقیہ شقیہ نہیں کیا۔ کتاب اصول کافی میں امام جعفر صاحب کی ایسی حدیثیں پڑھ کر ہم حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے امام ہیں جو فرماتے ہیں کہ **لا دين لمن لا تقية له** یعنی جو جھوٹ نہیں بولتا اس کا کوئی دین مذہب نہیں۔

جناب قارئین کرام! حضرت موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام نے اللہ سے کہا کہ ہم ڈرتے ہیں کہ فرعون کہیں ہم پر زیادتی نہ کرے تشدد نہ کرے تو جواب میں اللہ نے فرمایا کہ اے موسیٰ و ہارون! **لا تخافا** تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں **انني معكما اسمع وارىٰ** 20/46 میں تمہارے ساتھ ہوں، غم نہ کرو۔ تمہاری فرعون سے ساری سرگذشت میرے سامنے ہوگی میں ہر چیز کو دیکھنے اور سننے والا ہوں تو جناب قارئین! موسیٰ اور ہارون تو غلام قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے چھڑانے کا مطالبہ کرنے گئے تھے لیکن یہ امام لوگ امام جعفر اور اس کے پیشوا دیگر آباؤ اجداد تو بنو عباس یا بنو امیہ سے کچھ بھی چھیننے کی بات نہیں کر رہے تھے۔ یہ تو امامت باطنیہ کے امام تھے۔ انہوں نے خود کے لئے امامت باطنی کو پسند فرما کر مخالفین بنی عباس اور بنو امیہ کے لئے راستہ کھلا چھوڑ دیا کہ ظاہری حکومت خلافت ظاہری اور حکمرانی وہ چلائیں اور یہ لوگ زیر زمین باطنی خلافت پر

خوش ہیں تو اب کوئی بتائے کہ ایسے لوگوں سے ایسی حزب اختلاف سے حکمران پارٹی کیوں لڑے گی جبکہ یہ اپوزیشن ظاہری دنیاوی حکومت کو نفرت کی نظر سے دیکھتی ہے یہ لوگ تو حضرت علیؓ کا ایک شعر بھی مشہور کیے ہوئے ہیں کہ

رضینا قسمة الجبار فینا
لنا علم وللجھال مال

یعنی ہم لوگ اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمیں علم ملا اور جاہلوں کو مال ملا۔

پھر بھی امام جعفر صاحب جھوٹ پر گزارا کرنے کی حدیثیں کیوں بیان فرماتے ہیں؟ اس ماجرا پر بھی اگر غور کیا جائے تو شاید اس جھوٹ کی فضیلت بیان کرنے کی کوئی حکمت معلوم ہو جائے۔

اس باب میں 12 نمبر پر امام جعفر (فقہ جعفریہ کے بڑے امام) کی حدیث لائی گئی ہے کہ۔ **قال ابو جعفر علیه السلام التقیة من دینی ودین ابائی ولا ایمان لمن لاتقیة له** یعنی امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا میرے دین میں ہے اور میرے آباؤ اجداد کے دین میں سے ہے۔ اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو جھوٹ نہیں بولتا۔

جناب قارئین! یہ تو طے ہے اور آپ ابھی پڑھ آئے ہیں کہ اس اثنا عشری گروہ کے اماموں کو حکمران بنو عباس کی کرسی اقتدار سے کوئی دلچسپی نہیں تھی یہ لوگ خلافت باطنی اور امامت باطنی پر راضی تھے۔ تو اب حکومت وقت اور ظاہری حاکموں سے یا دیگر مسلمانوں سے ان کو کون سا خوف کھائے جا رہا تھا جو یہ لوگ سوا اپنے کسی خاص معتمد علیہ ساتھی کے کسی کو یہ بتانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ امام الزمان میں ہوں اور اس دور کی امامت باطنیہ مجھے ملی ہوئی ہے۔ اس قسم کے راز چھپانے والی حدیثیں ہر کوئی خود اصول کافی میں پڑھ کر دیکھے۔ سوچنے کی بات ہے کہ یہ لوگ حکومت وقت اور عام لوگوں سے اپنا تعارف اور اپنی امامت کی مشنری تحریک کیوں چھپاتے تھے۔ مجھے اس ماجرا کا جو پس منظر نظر آیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اصل میں سارے کے سارے فارس سے درآمد کیے ہوئے تھے۔ وہ خاص اس مقصد کے لیے کہ خود کو آل رسولؐ، آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ابن رسول کہلاؤ اور رفتہ رفتہ جب یہ نسب نامہ تاریخ کے اُتار چڑھاؤ سے گزر کر مسلمات میں سے ہو جائے گا تو پھر

تسلیم شدہ آل کے لیے سب موروثی کرامات وفضائل ان کے کھاتوں میں خود بخود بھر دیں گے۔ کوئی ایک پاؤں رکھنے کی جگہ تو دے بیٹھنے کی جگہ ہم خود بنا لیں گے۔ جس طرح علامہ اسلم جیراج پوری نے اپنی کتاب تاریخ الامت میں فاطمین مصر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بھی ایرانی الاصل تھے اور بی بی فاطمہ کے نام سے جھوٹی نسبت کے ذریعے اقتدار پر قابض ہوئے تھے۔

اب اس پس منظر کے حوالے سے بجا طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ حکومت اسلامیہ یا عام مسلمان واقعتاً کسی کے آل رسول یا ابن رسول کہلانے پر چڑتے ہوں گے۔ نہ صرف چڑتے تھے بلکہ جہاں تک حکمرانوں کے بارے میں یہ امامی گروہ اور اس کے متبعین کہتے ہیں کہ ان پر ظلم بھی ڈھاتے تھے۔ یہ سب کچھ مجھے درست نظر آتا ہے وہ اس لیے کہ ان حکمرانوں اور عامۃ المسلمین کے سامنے یہ آیت ہوگی یہ فرمان ربی ہوگا **وماکان محمد ابااحد من رجالکم** 33/40 محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ تو یہ لوگ جب خود کو آل محمدؐ اور ابن رسول کہلاتے تھے جیسا کہ بخاری نے بھی لکھا ہے تو یقیناً سب مسلمان ان کے دعویٰ پر سیخ پا ہو جاتے ہونگے اور اس قسم کے دعویٰ پر مسلمان حکمران ان کو سزا دیتے ہوں گے کیونکہ ان کے سامنے قرآن حکیم کی یہ فلاسفی بھی تھی کہ۔ **ولکن الرسول الله و خاتم النبیین** یعنی محمدؐ کو ہم نے اس لیے آل نہیں دی کہ کوئی آل کے نام پر رسالت اور ختم نبوت کے ترجمان قرآن کو اپنے موروثی استحقاق کے بل بوتے پر منسوخ کرنے کی باتیں نہ شروع کردے۔ جس طرح کہ انہوں نے مصحف فاطمہ کے نام پر بھی شہرت کرائی ہوئی ہے۔ کہ وہ قرآن سے تین گنا بڑا ہے جسے امام غائب اپنے ساتھ لے گئے ہیں واپسی پر لے آئیں گے۔ مانا کہ اس قرآن کے ہوتے ہوئے بھی اس خالص آل نے مسلم امت کو مصحف فاطمہ کا منتظر رکھا ہوا ہے اسی لیے تو حکمران بنو امیہ اور بنو عباس اور اس دور کے مسلمان اچھی طرح قرآن کی اس ہدایت کا فلسفہ سمجھتے تھے کہ۔

ادعو ھم لابا ءھم ھو اقسط عندالله 33/5 یعنی کسی کو بھی ابن رسول اور آل رسول نہ کہو سب کو ان کے اصل آباء کے ناموں سے پکارو یہی انصاف کی بات ہے اللہ کے ہاں۔

تو جو لوگ انڈر گراؤنڈ تقیہ کی چھتری تلے خود کو ابن رسول اور آل محمد کہلاتے تھے

ان کے لئے اب یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بولنے پر ثواب ملنے کی حدیثیں کیوں بناتے تھے امام جعفر اور اس کے آباؤ اجداد کا دین جھوٹ بولنا تھا۔ بقول ان کی حدیثوں کے تو اب یہ فلسفہ سمجھ میں آرہا ہے کہ ان کا یہ کہنا درست ہے کہ کوئی جب ان سے آل رسول ہونے کا دعویٰ سنتا تھا تو وہ ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑتے تھے۔ کیونکہ وہ زمانہ تو قرآن کے دور حکومت کا تھا اس میں تو قرآن دشمن علوم کی باطنیات کھلے میدان میں نہیں چل سکتی تھیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب علم حدیث اس وقت تو تقیہ کے غاروں میں زیر تدوین ہوتا ہوگا۔ تو جناب عالی! میں نے جو بھی عرض کیا ہے کہ اس تقیہ کا پس منظر مجھے یہی نظر آتا ہے۔ اگر یہ میرا تجزیہ غلط ہے تو پھر اللہ نے یہ جو فرمایا ہے کہ **وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا** 20/112

یعنی جو بھی شخص صالح عمل کرنے والا ہوگا وہ بھی اس حال میں کہ ایمان والا ہو تو ایسے شخص کو کسی بھی ظلم اور لوٹ کھسوٹ کی کوئی پروا نہیں ہوگی، اس حد تک کہ اسے کوئی چیر پھاڑ کر چبا کر کھا کر ہضم بھی کر جائے اس کے باوجود بھی یہ مصلح انقلابی ایسے مصائب سے ڈرنے والا نہیں ہوگا اور وہ خوف کے مارے تقیہ نہیں کرے گا۔

جناب معزز قارئین کرام! دیکھا آپ نے قرآن، خوف کی حالت میں مرکھپ کر ہضم ہو جانے کے باوجود جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

☆☆☆

کتاب ختم

نوٹ: اگر کوئی مہربان قرآن حکیم کی روشنی میں ہماری کسی بھی غلطی کی نشان دہی کرے گا تو ہم اس کے شکریہ کے ساتھ اپنی غلطی کی اصلاح کریں گے۔

مدارس عربیہ کے نصاب درس نظامی کا تعارف

مذہب کے نام پر ملک میں دینی مدارس میں رائج درس نظامی میں جو علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں، ان میں قرآن کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کیونکہ ان مدارس کے علماء کے ہاں دینی فقہ کا ماخذ قرآن نہیں ہے۔ یہ لوگ مذہبی مسائل اور فتوے اہل فارس کی بنائی ہوئی

حدیثوں سے اخذ کرتے ہیں اور فقہ وعلم حدیث کو دین کا اصل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دین کا اصل واحد صرف قرآن ہے۔ اس لئے یہ اپنے سارے نصاب درسِ نظامی میں دینیات کے نام پر فقہ وحدیث کی بہت ساری کتابیں پڑھاتے ہیں۔ قرآن حکیم پہلے تو بالکل پڑھاتے ہی نہیں تھے مگر اب حکومت سے اپنی سند کو ایم اے کے برابر منوانے کیلئے نصابی کتابچہ میں رسمی حد تک ترجمہ قرآن پڑھانا شامل کیا گیا ہے۔

حقیقت میں یہ امت کے مولوی قرآنی احکامات کو مانتے ہی نہیں ہیں اور اسی سبب سے یہ مسلم امت کی اولاد کو مسائل حیات اور اصلاح زندگی کے لئے قرآن کے احکام نہیں سکھاتے کیونکہ اگر قرآنی احکام اور فہم القرآن کی تعلیم دیں گے تو اماموں کا تیار کردہ علم حدیث وفقہ جو سارے کا سارا خلاف قرآن ہے۔ اس کے بارے میں ہر طالب علم اپنے اساتذہ سے ضرور پوچھے گا کہ قرآن تو معاشیات، سماجیات، عمرانیات کی طرح کی عبادات کی تفصیل بتاتا ہے لیکن یہ علوم امامت اس کے سراسر خلاف اور مختلف کیوں ہیں؟ علاوہ ازیں مدارس میں علم حدیث کی ساری کتابیں ایک ہی سال میں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہ بھی صرف تبرک کے طور پر فر فر پڑھ کر عبارت پوری کی جاتی ہے، باقاعدہ تفصیل سے اس لئے نہیں پڑھاتے کہ ان میں رسولؐ اللہ واصحابؓ رسولؐ پر تبرائی حدیثیں تفصیل سے پڑھانے کے باعث علم حدیث کی قرآن دشمنی ظاہر ہو جائے گی۔

گر ہمیں است مکتب و مُلّا   کار طفلاں تمام خواہد شد

قرآن حکیم میں ہمیں جا بجا بتایا گیا ہے کہ ہم حکومت قائم کرنے کے بعد غیر اقوام سے کس قسم کا برتاؤ کریں۔ لیکن یہ کہیں نہیں سمجھایا گیا کہ محکومی کی حالت میں ہمارا طرز عمل کیا ہو؟۔ مجھے یوں نظر آتا ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کا لازمی نتیجہ سلطنت ہے اس لئے قرآن کسی ایسے مسلمان کا وجود ہی تسلیم نہیں کرتا جو محکوم بھی ہو اور مدعی اسلام بھی۔ اگر آزادی اصول اسلام پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے تو لازماً محکومی ترک اسلام کا نتیجہ ہوگی۔ جو مسلمان غلام ہونے کے باوجود مدعیٔ اسلام ہے اسے یا تو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے یا کوئی دوسرا قرآن ڈھونڈنا چاہیئے جو غلامی پر راضی رہنے کو اسلام قرار دیتا ہو۔

مُلّا کا اسلام موت ہے اور قرآنی اسلام زندگی کا ایک دھڑکتا ہوا پیغام۔ مُلّا ہمیں چند ظواہر ومناسک کے چکر میں مقید رکھنا چاہتا ہے قرآن ہمیں حدودِ زمان ومکان کو پھلانگ

کرلا مکاں کی بے کراں وسعتوں میں پرواز کی ترغیب دیتا ہے۔ صوفی ہمیں صومعہ و خانقاہ کے تاریک گوشے کی طرف بلاتا ہے قرآن ہمیں طور زندگی کی ضیاء آفرین بلندیوں کی طرف بڑھنے کی دعوت دیتا ہے۔ واعظ کا ترنم موت ہے اور قرآن کا نغمہ حیات۔ وہ جمود ہے اور یہ پیہم حرکت۔ وہ مرگ آفرین سکوں ہے یہ حیات انگیز زلزلہ۔ وہ توہمات کی ایک تاریک دنیا ہے اور یہ یقینیات کا ایک جہان روشن۔ ہم اسلام چاہتے ہیں لیکن صرف قرآن کا طاقتور، زندہ اور بے عیب اسلام نہ کہ روایات، رسومات اور بدعات میں لتھڑا ہوا اسلام۔

=====☆☆☆=====

مدارس عربیہ کے نصاب درسِ نظامی کا تعارف

مذہب کے نام پر ملک میں دینی مدارس میں رائج درس نظامی میں جو علوم پڑھائے جاتے ہیں، ان میں قرآن کریم کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔ کیونکہ ان مدارس کے علماء کے ہاں دینی فقہ کا ماخذ قرآن نہیں ہے۔ یہ لوگ مذہبی مسائل اور فتوے اہل فارس کی بنائی ہوئی حدیثوں سے اخذ کرتے ہیں۔ فقہ اور علم حدیث کو دین کا اصل قرار دیتے ہیں۔ جبکہ دین کا اصل اور اساس صرف قرآن ہے۔ اس لئے یا اپنے سارے نصاب درس نظامی میں دینیات کے نام پر فقہ و حدیث کے نام پر بہت ساری حدیثیں پڑھاتے ہیں۔ قرآن حکیم پہلے تو بالکل پڑھاتے ہی نہیں تھے۔ مگر اب حکومت سے اپنی سند کو ایم کے برابر منوانے کے لئے نصابی کتابچہ میں رسمی حد تک ترجمہ قرآن پڑھانا شامل کیا گیا ہے۔ حقیقت میں یہ امت کے مولوی قرآنی احکامات کو مانتے ہی نہیں ہیں، اسی سبب سے یہ مسلم امت کی اولاد کو مسائل حیات اور اصلاحِ زندگی کے لئے قرآن کے احکامات نہیں سکھاتے، کیونکہ اگر قرآنی احکام اور فہم القرآن کی تعلیم دیں گے تو اماموں کا تیار کردہ علم حدیث و فقہ جو سارے کا سارا خلاف قرآن ہے، اس کے بارے میں ہر طالب علم اپنے اساتذہ سے سوال کرے گا کہ قرآن تو معاشیات، سماجیات، اور عمرانیات کی طرح عبادات کی تفصیل بتاتا ہے۔ لیکن یہ علوم امامت اس کے سراسر خلاف کیوں ہے؟ علاوہ ازیں مدارس میں علم حدیث کی ساری کتابیں ایک ہی سال میں پڑھائی جاتی ہیں، وہ بھی صرف تبرک کے طور پر فر فر پڑھ کر عبارت پوری کی جاتی ہے۔ باقاعدہ تفصیل سے اس لئے نہیں پڑھاتے کہ ان میں رسول اللہ اور اصحاب رسولؐ پر تبرائی حدیثیں تفصیل سے پڑھانے کے باعث علم حدیث کی قرآن دشمنی ظاہر ہو جائے گی۔

گر ہمیں است مکتب و ملا … کار طفلاں تمام خواہد شد

☆☆☆